ماہنامہ

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

Monthly JEHD-E-HAQ - March 2017 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 24 ..... شمارہ نمبر 03 ..... مارچ 2017 ..... قیمت 5روپے

'کارروائی' کے بعد ہی کارروائی کیوں؟

سالانہ عمومی اجلاس (اے جی ایم) 2017

نوٹس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا سالانہ عمومی اجلاس 02 اپریل، 2017 کو کمیشن کے مرکزی دفتر 107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور میں منعقد ہوگا۔ تمام اراکین جن کے واجبات ادا ہو چکے ہیں، اجلاس میں شرکت کر سکتے ہیں۔

وہ اراکین جو ضمنی قوانین میں ترامیم چاہتے ہیں انہیں اپنی تجاویز 10 مارچ 2017 تک سیکرٹریٹ بھیجنا ہوں گی تاکہ جنرل باڈی کو بروقت مطلع کیا جاسکے۔

اراکین عمومی اجلاس میں اپنے خرچ پر آئیں گے۔ دفتر باہر سے آنے والے اراکین کو رہائش فراہم کرے گا بشرطیکہ وہ سیکرٹریٹ (مسٹر محمد الیاس) کو 10 مارچ 2017 تک رہائش کی قسم اور قیام کی مدت سے آگاہ کر دیں۔

سالانہ عمومی اجلاس کا ایجنڈا مندرجہ ذیل ہے

اے جی ایم ایجنڈا 2017

02 اپریل 2017

08:30 - 09:30 رجسٹریشن/ریفریشمنٹ

کونسل کے انتخابات 2017-2019

09:00 تا 14:00 کونسل اراکین کے انتخاب کے لیے پولنگ

9:30 - 10:00 ایجنڈے اور پچھلی اے جی ایم کی کارروائی کی منظوری

10:00 - 10:30 سیکرٹری جنرل کی رپورٹ 2016

10:30 - 12:30 صوبائی دفاتر کی مختصر رپورٹس

☆ بلوچستان

☆ خیبر پختونخوا

☆ پنجاب

☆ سندھ

(اس کے علاوہ گلگت اور اسلام آباد کے دفاتر)

12:30 - 12:45 خزانچی کی رپورٹ، آڈیٹرز کی تعیناتی

12:45 - 13:30 ضمنی قوانین میں ترامیم اگر ہونا ہوں

13:00 - 14:00 دوپہر کا کھانا

14:00 - 16:30 سیمینار: ''انسانی حقوق کے محافظین کو درپیش چیلنجز''

16:00 - 17:30 عمومی بحث/اراکین اور کارکنوں کی تجاویز

17:30 اے جی ایم کا بیان

17:50 - 18:00 انتخابات کے نتائج کا اعلان اور نئی منتخب ہونے والی کونسل کا اجلاس

نجم الدین

(ڈائریکٹر)

(چیئرپرسن کے تفویض کردہ اختیار کے تحت)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

انسانی حقوق کے عالمی دن

مارچ

یکم مارچ	امتیاز کے خاتمے کا دن (یواین ایڈز)
3 مارچ	جنگلی حیات کا عالمی دن
8 مارچ	خواتین کا عالمی دن
20 مارچ	خوشی کا عالمی دن
21 مارچ	نسلی امتیاز کے خاتمے کا عالمی دن
21 مارچ	شاعری کا عالمی دن (یونیسکو)
21 مارچ	نوروز کا عالمی دن
21 مارچ	پیدائشی ذہنی معذوری کا عالمی دن
21 مارچ	جنگلات اور درخت کا عالمی دن
22 مارچ	پانی کا عالمی دن
23 مارچ	موسمیات کا عالمی دن (ڈبلیوایم او)
24 مارچ	تپ دق کا عالمی دن
24 مارچ	انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزیوں سے متعلق حقائق کو جاننے کے حق اور متاثرین کی عزت نفس کا عالمی دن
25 مارچ	غلامی اور غلاموں کی سمندر پار تجارت کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
25 مارچ	عملے کے زیر حراست اور لاپتہ اراکین سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیز یں 5
موت کے سوداگر 7
چارچراغ تیرے بلن ہمیشہ: عرس کے جلوس کی قیادت ہندو بھی کرتے ہیں سید بھی 8
قلندر پت رکھیو.....شب فتنہ ابھی باقی ہے 9
پاکستانی ماں بولیوں کا ادبی میلہ 12
کیا اسلاف کا ایمان کمزور تھا؟ 13
عورتیں 14
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس 18
بلوچستان کے عوام کے حقوق کے تحفظ پر زور 22
بچوں کی حالت زار سے مجرمانہ چشم پوشی 23
خوفناک عمل 24
خودکشی کے واقعات 27
اقدام خودکشی 33
ایک خوفناک سوچ 36
تمام تر ذمہ داریاں نبھانے کے باوجود عورت 'نازک' کیوں؟ 37
کیا ایک قوم بننے کے لیے ایک زبان کا نفاذ لازمی ہے؟ 40
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا 42
جنسی تشدد کے واقعات 42
بچے 46
اقلیتیں 47
تعلیم 48
صحت 49
قانون نافذ کرنے والے ادارے 50
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط 52

دہشت گردی کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کی جائے

سہون شریف بم دھماکے اور گزشتہ چند دنوں کے دوران ملک کے دیگر حصوں میں دہشت گرد حملوں کی مذمت کرتے ہوئے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے مطالبہ کیا ہے کہ تشدد کی تمام اقسام، خاص طور پر عقیدے کے نام پر تشدد کے خلاف فوری اور فیصلہ کن کارروائی کی جائے۔

جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی کو جان لیوا حملوں کی نئی لہر پھوٹنے پر شدید افسوس اور تشویش ہے۔ اس حوالے سے تازہ ترین حملہ سہون شریف میں لال شہباز قلندر کے مزار پر کیا گیا ہے جس میں بہت سی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا۔

بدقسمتی سے ہمیں اپنے حالیہ ماضی میں بھی ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اگر عقیدے کی بنیاد پر نفرت انگیز تقریر اور تشدد کے خلاف کارروائی کرنے کے عہدو پیمان کی پاسداری کی جاتی تو شاید حالات مختلف ہوتے۔

اس بات سے قطع نظر کہ خودکش بمبار اور لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کرنے والے حملہ آور کہاں سے آتے ہیں، مقامی مدد اور سہولت کاری کے نیٹ ورکس کے بغیر انتہائی کم وقت میں یکے بعد دیگرے ایسے واقعات کا پیش آنا ناممکن ہے۔ عوام امن وسلامتی کے ذمہ دار اداروں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اس قسم کے تشدد کو روکنے کے لیے کون سے اقدامات کئے گئے تھے اور ایسے اقدامات ان حملوں کو کیوں نہ روک پائے۔

نفرت کے نظریات کے ان تازہ ترین متاثرین کا سوگ مناتے ہوئے ہم ایک بار پھر اپنے بچوں کو اسکولوں میں سکیورٹی کی تربیت حاصل کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ پالیسی سازوں کو انسداد دہشت گردی سے متعلق قومی ایکشن پلان (نیپ) کے مختلف پہلوؤں کے عدم نفاذ یا اس پر اپنی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر عمل درآمد سے لاتعلقی ترک کرنا ہوگی۔ ایچ آر سی پی ریاست پر زور دیتا ہے کہ وہ ایسے غیر انسانی جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف جامع اور فیصلہ کن کارروائی کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے۔ یہ ضروری ہے کہ عقیدے کے نام پر تشدد یا امتیاز کو فروغ دینے والوں کے خلاف کارروائی کے دوران کسی کو استثنا نہ دیا جائے۔ اگرچہ سکیورٹی کے معاملات پر مشورہ دینے کی مہارت نہیں رکھتے تاہم یہ بات یقینی ہے کہ سویلین فورسز کی نگرانی اور انٹیلی جنس اکٹھا کرنے کی اہلیت میں اضافہ کیے بغیر، صرف فوج اور پیراملٹری فورسز پر انحصار سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوں گے۔

''اگر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ ان حملوں میں بیرونی عناصر ملوث ہیں تو ہمسایہ ممالک کے ساتھ مل کر شرپسند عناصر کا تعاقب کیا جانا چاہیے تاکہ انہیں محفوظ پناہ گاہیں میسر نہ آسکیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 17 فروری 2017]

متعصب تصویر کشی سے دہشت گردی کے خلاف جاری کوششوں کو نقصان پہنچے گا

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کہا ہے کہ پنجاب میں شدت پسندی اور دہشت گردی کے خلاف حکومتی کارروائی کے دوران میں 'نمایاں نسلی تصویر کشی' اور 'خاکہ کشی' کی مثالوں کا منظر عام پر آنا انتہائی تکلیف دہ ہے۔

پیر کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ایچ آر سی پی کو اس امر پر تشویش لاحق ہے کہ پنجاب کے کم از کم کچھ اضلاع کی انتظامیہ نے لوگوں کو احکامات جاری کئے ہیں کہ وہ پشتونوں یا فاٹا کے باشندوں سے ملتی جلتی شکل وصورت والے مشتبہ افراد پر نظر رکھیں اور اگر وہ کوئی بھی مشکوک سرگرمی کرتے نظر آئیں تو انتظامیہ کو اس سے مطلع کریں۔

ایسی اطلاعات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ملک کے سب سے زیادہ آبادی والے صوبے کے حکام کا خیال ہے کہ دہشت گردی اور شدت پسندی کے واقعات کا مظاہرہ 'باہر کے لوگ' کر رہے ہیں۔ اس قسم کے دعوے سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں، خاص طور پر یہ کہ یہ دعویٰ شہریوں کو بغیر کسی شواہد کے شک کی نگاہ سے دیکھنے کا تقاضا کرتا ہے اور شہریوں کی برابری اور غیر امتیازی سلوک کے حق کے بھی منافی ہے۔

''اس توہین آمیز تصویر کشی کا ایک اور سنگین اور یقینی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس سے آبادی کے بعض حصوں کو ان کی لسانی علامتوں کی وجہ سے شبہات سے بالاتر تصور کیا جاتا ہے۔ ہم اب لاتعلقی کی حالت میں رہنے کے متحمل نہیں ہوسکتے؛ ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل کیوں ہے کہ دیگر لسانی شناختوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا بھی تشدد جو کئی سالوں سے ہمارے ملک کو برباد کر رہا ہے سے کوئی تعلق ہوسکتا ہے۔

اگر دہشت گردی اور جنگجوئی کے مختلف پہلوؤں نے ہمیں کچھ سکھایا ہے تو وہ یہ ہے کہ ڈومیسائل ان کے پھیلاؤ کو نہیں روکتے۔ نتائج مشتبہ افراد کے خلاف بلا امتیاز کارروائی ہی سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ ایسی تصویر کشی کی واضح مذمت کی ضرورت ہے جو کسی پورے لسانی گروہ کو مشتبہ بنا دے اور تربیت اور تعمیل کے مراحل پر اصلاحی اقدامات متعارف کرانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ ایسے واقعات کو دوبارہ وقوع پذیر ہونے سے روکا جاسکے۔

ایسے حفاظتی اقدامات کا اعلان کیا جانا چاہئے جو اس بات کو یقینی بنائیں کہ لوگوں کو ان کی شکل وصورت یا چہرے کے خدوخال کی وجہ سے ہراساں نہ کیا جائے اور ان کے ساتھ مشتبہ افراد جیسا سلوک نہ کیا جائے۔''

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 فروری 2017]

اینکر کی بے لگام ہرزہ سرائی باعث تشویش ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ایک ٹی وی اینکر کی طرف سے کئی معروف صحافیوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کے خلاف چلائی جانیوالی مذموم مہم پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تشدد کا یہ پرچار گزشتہ کئی ہفتوں سے بلا روک ٹوک جاری ہے۔

جمعہ کو جاری ہونے والے یک بیان میں کمیشن نے کہا: "ایچ آر سی پی کے لیے یہ بات انتہائی تکلیف کا باعث ہے کہ ایک نجی ٹی وی چینل پر عامر لیاقت کو معروف صحافیوں اور سماجی کارکنوں کا مذاق اڑانے، اور یہاں تک کہ ان کے خلاف تشدد کا پرچار کرنے کی کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔ نجم سیٹھی اور منیب فاروق کو خاص ہدف بنایا جا رہا ہے۔ ان کے علاوہ بھی درجنوں قابل احترام صحافیوں اور سول سوسائٹی کے کارکنوں پر تنقید کی جارہی ہے، ان پر لعن طعن کی جارہی ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ یہ تشویشناک امر ہے کہ پہلے سے غیر روادار معاشرے میں بغاوت، غداری اور تضحیک مذہب کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔

"نفرت کے پرچار کے بعد وہ قابل احترام صحافی، جنھوں نے ریاست کے طاقتور اداروں کی پالیسیوں پر تبصرہ کرنے کی جرأت کی ہے، ان کے خلاف چند احتجاجی مظاہروں اور بغاوت کے کیسز کے اندراج کی اطلاعات بھی سامنے آئی ہیں۔

ایچ آر سی پی نہ صرف نجم سیٹھی سمیت ان قابل احترام صحافیوں کی سلامتی کے بارے میں فکرمند ہے جنہیں ہدف بنایا جارہا ہے بلکہ اسے اس بات پر بھی تشویش ہے کہ ان کے خلاف غداری کے الزامات بھی عائد کیے جارہے ہیں جو بہت سے لوگوں کی نظر میں واضح طور پر قابل احترام صحافیوں کو خاموش کرنے کی ایک چال ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب قومی ایکشن پلان کے تحت پاکستان میں نفرت انگیز تقریر کی روک تھام قوم کی اولین ترجیح ہونی چاہئے، حکام کو محض تماشائی نہیں بنے رہنا چاہئے۔ قابل احترام صحافیوں کو بدنام کرنے کی اس لگاتار مہم اور اس کے بعد ہونے والے مظاہروں کو روکنے میں حکام کی ناکامی اور غداری کے مقدمات کے اندراج سے کئی سوالات جنم لیتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایسی سرگرمیوں کے لیے سرکاری معاونت یا منظوری تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم نے ان پالیسیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا جنھوں نے حالیہ برسوں کے دوران ملک میں بے مثال تباہی پھیلائی ہے۔

اگرچہ یہ بے لگام مہم حتمی طور پر عدالت میں ختم ہوگئی ہے تاہم ان عدالتی کارروائیوں میں ان لوگوں کے سلامتی سے متعلق خطرات کا ازالہ کیا جانا چاہئے جنہیں مذکور اینکر نے نشانہ بنایا ہے۔

''ایچ آر سی پی امید اور توقع کرتا ہے کہ حکومت اس نفرت انگیز مہم کی غیر مشروط طور پر مذمت اور اس کا فوری خاتمہ کرے گی۔ اسے اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ صحافی اور سول سوسائٹی کے وہ کارکن جنہیں زبانی حملوں کا سامنا ہے انہیں جسمانی حملوں کے واضح خطرات سے تحفظ فراہم کیا جائے۔ نفرت پھیلانے والوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جانا چاہئے۔ ایسا اقدام سب کے لیے ایک سبق ہوگا، جبکہ کوئی کارروائی کرنے میں ناکامی سے دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوگی کہ وہ اپنے ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے دوسروں پر کیچڑ اچھالیں اور نفرت کا پرچار کریں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 10 فروری 2017]

موت کے سوداگر

آئی۔اے۔رحمان

دل کے مریضوں کو غیر معیاری سٹنٹ لگانے کے سکینڈل نے ایک بات تو واضح کردی ہے کہ شہریوں کی صحت کو جعلی ادویات بشمول زندگی کو بچانے والی جعلی ادویات اور ملاوٹ شدہ خوراک کے ناسور سے تحفظ کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

سٹنٹس والے معاملے کی ابتدائی خبروں میں صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ غیر رجسٹرڈ شدہ سٹنٹس کا استعمال ہو رہا ہے۔ بعد میں ڈاکٹروں پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ 'غیر رجسٹرڈ شدہ' مینوفیکچررز کے سٹنٹس استعمال کر رہے ہیں۔ پھر ایک دن ڈرگ ریگولیٹر اتھارٹی کے ایک ترجمان نے سینٹ کو بتایا کہ نا صرف غیر معیاری بلکہ ''زائد المیعاد'' سٹنٹس بھی استعمال ہو رہے تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ سٹنٹس کی رجسٹریشن کا نظام جسے صرف چند ماہ پہلے متعارف کرایا گیا ہے جس سے اب بھی پوری طرح سے نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ جن لوگوں کو ان سٹنٹس کی ضرورت ہے ان کی اکثریت سب سے قابل بھروسہ آلہ (جس کی قیمت پانچ ہزار ڈالر ہے) نہیں خرید سکتی اور وہ کم خرچ آلات خرید لیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ''دو نمبر'' آلہ بھی اصلی آلے جیسا ہی ٹھیک کام کرے گا۔ چونکہ مینوفیکچررز اور ڈسٹری بیوٹرز ان سٹنٹس پر قیمت فروخت نہیں لکھتے اس لئے مریضوں کا استحصال آسان ہو گیا ہے۔

یہ مسئلہ اتنا گھمبیر ہے کہ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ دل کی بیماری اب صرف بوڑھوں اور امیروں کا مسئلہ نہیں رہی ہے بلکہ اس وقت ملک بھر سے ہر عمر اور طبقے کے لوگ امراض قلب کے کلینکس کی جا رہے ہیں۔ اور ان سٹنٹس کی طلب کا اندازہ لاکھوں میں لگایا جا رہا ہے۔

چونکہ سٹنٹ زندگی بچانے والا آلہ ہے اس لئے یہ بات انتہائی اہم ہے کہ صرف آزمودہ اور منظور شدہ مصنوعات ہی استعمال کی جائیں۔ سٹنٹس کے متعلق مزید کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ سپریم کورٹ نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور توقع ہے کہ عدالت یہ فیصلہ بھی کرے گی کہ سٹنٹس کی خریداری کو کیسے قانونی دائرے میں لایا جائے اور کیسے متعلقہ حکام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے۔

تاہم سٹنٹس کا معاملہ تو اصل میں ادویات کے شعبے میں پھیلی ہوئی وسیع خرابی کا صرف ایک پہلو ہے۔ مارکیٹ میں جعلی اور غیر معیاری ادویات کی بھرمار ہے۔ صحت عامہ پر پاکستان کے مستند نام ڈاکٹر ثانیہ نشتر نے اس معاملے پر 2010ء میں اپنی ایک تحریر میں روشنی ڈالی تھی۔ ان کی تحریر کا عنوان تھا ''بند پائپ: پاکستان کے ملے جلے نظام صحت میں اصلاحات''۔

اس تحریر میں وہ کہتی ہیں ''غیر معیاری اور جعلی ادویات اربوں ڈالر کے عالمی کاروبار کا حصہ ہیں۔ ملک کے اندر فروخت ہونے والی چھ سے دس فیصد ادویات جعلی ہیں۔ پاکستان دنیا کے ان تیرہ ملکوں میں شامل ہے جہاں ایسی جعلی ادویات مہیا کی جا رہی ہیں۔ یورپی یونین کی ایسوسی ایشن آف فارماسیوٹیکل مینوفیکچررز اور یو ایس ٹریڈ آفس نے الزام لگایا ہے کہ پاکستانی منڈیوں میں پچاس فیصد غیر معیاری اور جعلی ادویات بک رہی ہیں۔ وزارت صحت کے حکام نے مارکیٹ میں جعلی ادویات سے متعلق جو اندازہ لگایا ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے اور اسکی شرح صرف اعشاریہ 0.4 فیصد بتائی گئی ہے''۔

اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ جعلی ادویات کی مارکیٹ گزشتہ چھ برس میں سکڑ گئی ہے۔ نا ہی محکمہ صحت کے حکام کی یہ ذمہ داری ختم ہو گئی ہے کہ وہ جعلی ادویات کا حقیقت پسندی سے اندازہ لگائیں۔ مارکیٹ کو برسوں پرانی غلط عادتیں بدلنے کیلئے غیر معمولی طور پر فعال اور چوکنا ڈرگ ایجنسیوں کی ضرورت ہے۔ غیر معیاری ادویات کی فروخت روکنے کیلئے چیکنگ کے خصوصی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اگرچہ بہت عرصہ پہلے ایسی چند ایک کوششیں کی گئی تھیں کہ کیمسٹ حضرات ادویات کی فروخت کیلئے ماہر افراد کی خدمات حاصل کریں لیکن ان میں سے زیادہ تر سیلز مین آج بھی نہیں جانتے کہ وہ علاج کے نام پر زہر بیچ رہے ہیں۔ انہیں یہ بتائے جانے کی ضرورت ہے کہ ان پر صرف ادویات کے نام پڑھنے کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کو ناقص ادویات کے ہاتھوں پہنچنے والے نقصان سے بھی بچائیں۔

عام لوگ ایسی وجوہات کی بناء پر اپنی جانیں گنوا رہے ہیں جنہیں روکا جا سکتا تھا لیکن زیادہ تر لوگوں کے ضمیر پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آخر اتنے لوگ کیسے موت اور بیماری کے پیامبر بن گئے ہیں اس پر غور کیلئے ایک اور مباحثے کی ضرورت ہے۔

بدقسمتی سے ہم ایک ایسے وقت میں لوگوں کو غیر معیاری ادویات سے لاحق خطرات پر بات چیت کر رہے ہیں جب آلودہ پانی، زہریلی اور ملاوٹ شدہ خوراک کی فراہمی عروج پر ہے۔

بڑے شہروں میں پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی ایک دیرینہ مسئلہ ہے۔ پائپ پرانے ہیں، زنگ آلود اور ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اور اگر پانی شروع میں صاف بھی ہو تو بھی اس کا صارف تک اس حالت میں پہنچنا ناممکن ہو گیا ہے۔ بہت سے لوگ مہنگے داموں بوتلوں والا پانی پینے لگے ہیں لیکن ان کے اعتماد کو بھی ان رپورٹس سے ٹھیس پہنچی ہے کہ ان میں سے کچھ کمپنیاں خالص پانی مہیا نہیں کر رہیں۔ اسی طرح ڈبے والے دودھ کے متعلق بھی شکایات عام ہو رہی ہیں اور ان شکایات کی وجہ سے ان کمپنیوں کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا ہے جنہیں پہلے تنقید سے بالاتر سمجھا جاتا تھا۔

تقریباً ہر روز میڈیا میں صرف لاہور سے متعلق ہی ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ بڑی مقدار میں گدھے کا گوشت ضائع کیا گیا، یا پھر بیمار جانوروں کا اور سڑا ہوا گوشت برآمد کیا گیا یا پھر ہزاروں لیٹر غیر معیاری دودھ ضائع کر دیا گیا۔ تو باقی ملک میں کیا ہو رہا ہے اس کا ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ غیر معیاری کھانے کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگوں کے بیمار ہونے کے معاملے کو انسانی زندگی کیلئے معمول کا خطرہ سمجھ کر قبول کر لیا گیا ہے۔

اس سے مجھے 1960ء کی دہائی میں ملاوٹ شدہ خوراک کے خلاف ایک مہم یاد آ رہی ہے جب کئی دکاندار گرفتار ہوئے تھے اور انہیں سزائیں بھی ملی تھیں۔ ان پر یہ الزام تھا کہ وہ مرچوں کے پاؤڈر میں اینٹوں کا چورا ملاتے ہیں یا پھر چینی میں کھاد اور کوکنگ آئل میں خراب انجن آئل ملاتے ہیں۔ لیکن ایسی ہر مہم مسئلے کو حل کرنے اور اسے دوبارہ پیدا ہونے سے روکنے سے پہلے ہی ختم ہو گئی۔

چنانچہ اس وقت جعلی ادویات اور کھانے میں ملاوٹ کے خلاف جو مہم چل رہی ہے وہ بہت تاخیر سے شروع ہوئی ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اسے اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا۔ یہ بات واضح ہے کہ جعلی ادویات اور ملاوٹ شدہ کھانے کی فروخت میں کرپشن کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ لیکن حکومت کرپشن کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس مذموم کام میں خود بھی مثال بن گئی ہے۔ سب سے زیادہ نقصان تو اس بات سے ہوا ہے کہ تمام شعبوں میں نگرانی کا میکنزم ختم ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ دہشتگردی کے ماحول اور اسے کچلنے کیلئے طاقت کے استعمال نے انسانی زندگی کی قدر بہت ہی کم کر دی ہے۔ عام لوگ ایسی وجوہات کی بناء پر اپنی جانیں گنوا رہے ہیں جنہیں روکا جا سکتا تھا لیکن زیادہ تر لوگوں کے ضمیر پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آخر اتنے لوگ کیسے موت اور بیماری کے پیامبر بن گئے ہیں اس پر غور کیلئے ایک اور مباحثے کی ضرورت ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

چار چراغ تیرے بلن ہمیشہ: عرس کے جلوس کی قیادت ہندو بھی کرتے ہیں سید بھی

اترا شاہانی

تمام ہندوستان اور تمام دنیا میں تقسیمِ ہند سے بے گھر ہونے والے سندھیوں کے دل و دماغ میں سندھ ہمیشہ موجود اور غیر موجود رہتا ہے۔ پنجاب، کشمیر، اور آسام، اور بعد میں بنگلہ دیش کے برخلاف، جو پاکستان اور انڈیا کے درمیان تنازعات کا شکار ہیں، انڈیا میں سندھ کے نام سے کوئی جغرافیائی خطہ نہیں پایا جاتا۔ تاہم سندھ انڈیا کی مغربی سرحد سے انڈیا کے اندر داخل ہوتا ہے۔

سرحد سے ملحق ہونے کے باوجود انڈین پاسپورٹ کے حامل افراد کا سندھ میں داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ ممبئی سے لندن آنا جانا کراچی جانے سے مشکل تر ہے۔ حالانکہ ان دو شہروں کے بیچ میں تاجر صدیوں سے تجارت کرتے چلے آئے ہیں۔

تاہم خطے کبھی بھی مستحکم عناصر نہیں ہوا کرتے۔ اور اس مٹی کی طرح، جو سندھ سے اٹھتی ہے اور بظاہر خود مختار علاقوں سے گزر کر دوسری طرف جا گرتی ہے، ہماری خواہشات اور تمنائیں بھی بنتی بگڑتی، دبتی اٹھتی، ادھر سے ادھر آتی جاتی رہتی ہیں۔

*شہباز کرے پرواز
* قلندر کا دالان بہت خطرناک
*پانچواں چراغ!

اس لیے جب میں ایک لمبے سفر کے بعد خبر پڑھتی ہوں کہ سیہون شریف کو بم کا نشانہ بنایا گیا ہے جس میں بچوں سمیت زائرین ہلاک ہوئے ہیں تو مجھے ذاتی دکھ کا احساس ہوتا ہے۔ میرے والد لاڑکانہ میں پیدا ہوئے تھے، اور ان کا بچپن بمبئی میں گزرا تھا۔ انھوں نے میرے وائس میل پر ایک پیغام بھیجا تھا اور وہ اس بارے میں مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ میں کبھی سیہون نہیں گئی، اور انھیں بھی یاد نہیں تھا کہ آیا وہ کبھی بچپن میں وہاں گئے ہوں۔ اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ جب بھی وہ یہ نام سنتے ہیں، انھیں لگتا ہے کہ وہ وہاں جاتے رہے ہیں۔

سیہون، لعل شہباز قلندر اور جھولے لال بہت سے سندھیوں کے سنے سنائے نام ہیں۔ اگرچہ خوشی کی تقریبات میں یہ نام دمادم مست قلندر کی شکل میں دہرائے جاتے ہیں، جسے عابدہ پروین کی آواز نے دوام بخش دیا ہے۔

درحقیقت یہ دھمال اس قدر مقبول ہے کہ اسے تمام جنوبی ایشیا میں سندھی اور غیر سندھی ایک جیسے شوق سے سنتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ یہ سندھی نغمہ ہے، اور شاید اب یہ سندھی رہا بھی نہیں اور سیہون شریف کی طرح ہر کسی کی ملکیت بن گیا ہے۔

لعل شہباز قلندر، جھولے لعل اور سیہون کی تاریخ اور روایات اس قدر پیچیدہ، ثروت مند اور گہری ہیں کہ ان کی تمام پرتیں کھولنا، ان کی درجہ بندی کرنا اور انھیں سائنسی طریقے سے 'جاننا' ناممکن ہے۔

سندھ کی تاریخ کے ماہر مائیکل بوؤن کہتے ہیں، سیہون میں صوفی ازم اور شیوا پنتھ کے دھارے مدغم ہو جاتے ہیں۔

لعل شہباز کے بارے میں بہت سی کہانیاں ہیں کہ وہ فارسی النسل صوفی تھے، جن کا نام عثمان مروندی تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ شیوا پنتھی سادھو بھرتری ہری تھے۔

لعل شہباز کا لفظی مطلب سرخ عقاب ہے۔ یہ عقاب

> سرحد سے ملحق ہونے کے باوجود انڈین پاسپورٹ کے حامل افراد کا سندھ میں داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ ممبئی سے لندن آنا جانا کراچی جانے سے مشکل تر ہے۔ حالانکہ ان دو شہروں کے بیچ میں تاجر صدیوں سے تجارت کرتے چلے آئے ہیں۔

آزاد روح ازل کی علامت ہے۔ اس کے علاوہ مائیں بچوں کو بھی لعل کے نام سے پکارتی ہیں۔

ان کے مزار پر ہر شام ڈھولک کی تھاپ پر دھمال ڈالی جاتی ہے جو پاشوپتیوں اور رومی کے درویشوں کی یاد دلاتا ہے۔

لعل شہباز کو جھولے لعل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ نام ان کے مزار پر بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جھولے لعل ایک بارش دیوتا کا نام بھی ہے جنھیں اکثر ایک مچھلی کے اوپر سوار دکھایا جاتا ہے۔ بہت سے سندھی ان سے عقیدت رکھتے ہیں، اور لوگ انھیں ورونا، وشنو، کرشنا اور ناتھ جوگیوں کے ساتھ منسلک کرتے ہیں۔ جھولے لال کو لال شہباز قلندر کہیں یا دھرتی پہ ورونا کا روپ، انھیں اکثر اوقات صرف لعل، یا سرخ محبوب، کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں تاریخی طور پر ایک نہیں لیکن یکساں تصور کے حامل ہیں۔

لعل میری پت رکھیو بنا جھولے لعلن
سندھڑی دا، سیہون دا، سخی شہباز قلندر
ہند سندھ پیرا تیری نوبت باجے۔۔۔

یہ نغمہ روزانہ ہر قسم کی حد بندیوں سے پار جاتا ہے۔ شیعہ، سنی، ہندو، ہر کوئی ان کے مزار کی زیارت کرتا ہے۔

مزار کا مجاور ہندو ہے۔

ہر روز مزار پر مٹی کے دیے جلائے جاتے ہیں۔

لعل شہباز کے عرس پر تین جلوس نکالے جاتے ہیں، ایک کی قیادت سید گھرانے سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد کرتا ہے، دوسرے دو ہندوؤں کی قیادت میں نکلتے ہیں۔

ہر سورج ڈھلے پر مرد و عورت مزار کے احاطے میں دھمال ڈالتے ہیں۔

بم دھماکے کے ایک دن بعد دھمال کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔

یہ دھمال بعض لوگوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہو گئی تھی۔ ٹوئٹر کے ذریعے دھمال کی یوٹیوب ویڈیوز ادھر ادھر پھیلتی جا رہی تھیں اور اس کے بارے میں طرح طرح کے تبصرے آ رہے تھے جن میں اسے شرک قرار دیا جا رہا تھا۔ دھماکے کے بعد یہ آوازیں آنا شروع ہو گئیں، میں دھماکے کی مذمت کرتا ہوں مگر وہاں جو ہو رہا تھا وہ شرک ہے۔۔۔

وہ ناچتے کیوں ہیں؟
عورتیں سرِ عام کیوں ناچ رہی ہیں؟
فقیروں نے بھنگ پی رکھی ہے۔
یہ شرک ہے۔
یہ بدعت ہے۔

کیا کسی فقیر، کسی دھمال ڈالنے والے عقیدت مند یا کسی وجد میں آنے والے بزرگ نے کوئی خانقاہ دھماکے سے اڑائی ہے یا اتنے لوگوں کا قتلِ عام کیا ہے؟

دین کے کچھ رکھوالوں کو ان تاثرات اور تبصروں کے تشدد اور بڑی سطح پر ہونے والے بم دھماکوں کے تشدد کے درمیان تعلق نظر نہیں آتا۔

اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سیہون میں جو ہو رہا تھا وہ شرک تھا یا بدعت۔ جیسا کہ بوؤن کہتے ہیں کہ قلندر معاشرے سے تقدس کے ثبوت کے لیے الزام 'ڈھونڈ رہے تھے۔

سیہون شریف قائم ہے، اس استعارے کے طور پر کہ انسانی تعلقات میں سب کچھ ممکن ہے، انسانوں کے درمیان ایک ایسا تعلق جسے مذہبی خانوں سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ہی اتحادِ مذہب اور مخلوطیت جیسے لفظ اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

یہ ہے، اور رہے گا، چاہے موت آئے یا بربادی۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

قلندر پت رکھیو......شب فتنہ ابھی باقی ہے

وجاہت مسعود

چار روز میں آٹھ دہشت گرد حملے ہوئے ہیں۔ لاہور کے دل پر حملہ کیا گیا ہے۔ پولیس کے فرض شناس افسر نشانہ بنے ہیں۔فوج کے جوان شہید ہوئے ہیں۔ دھماکہ خیز مواد کو ناکارہ بنا کر دوسروں کی جان بچانے والا کمانڈر رزاق جان کی بازی ہار گیا ہے۔صوفی کے مزار پر دھمال ڈالنے والے کبوتر خون میں غرق کر دیے گئے ہیں۔ وزیراعظم نواز شریف نے سیہون شریف پر حملے کو ترقی پسند پاکستان پر حملہ قرار دیا ہے۔ ایک خبر یہ ہے کہ پاک فوج کے سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ نے نوجوان افسروں کو ژیل یونیورسٹی کے استاد StevenWilkinson کی کتاب and Army Nation پڑھنے کا مشورہ دیا ہے۔2015ء میں چھپنے والی یہ کتاب بھارت میں جمہوری نظام کی کامیابی کا تجزیہ کرتی ہے۔ پاکستان اس وقت غم و غصے میں ڈوبا ہوا ہے۔ تدبر کا تقاضا ہے کہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے کی بجائے بحران سے راستہ نکالا جائے۔ وزیراعظم اور سپہ سالار نے دو راستے سجھائے ہیں۔لیکن یہ دو الگ الگ باتیں نہیں ہیں۔ ’’ترقی پسند پاکستان‘‘ سے وزیراعظم کی مراد ایسا پاکستان ہے جہاں ہر شہری محفوظ ہو۔ سب کے عقیدے کی آزادی کا احترام کیا جائے۔ جنرل صاحب نے اسی بات کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہوئے اشارہ دیا ہے کہ تمام اداروں کو آئین میں دیے گئے دائرہ کار کے اندر رہ کر کام کرنا چاہیے۔اس سے قوم حقیقی استحکام کی طرف بڑھتی ہے۔ زندہ قوموں کو زیب نہیں دیتا کہ ہمہ وقت ایک خوبیوں کا پتلا ڈھونڈتی رہیں، پھر اس مسیحا سے ماورائے آئین اقدام کی توقع رکھی جائے، پھر ایک حادثہ ہو، ٹھوکر کھائی جائے، قوم کے دس برس برباد کیے جائیں اور پھر شرمندہ نظروں اور تھکے ہوئے قدموں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنے کا از سر نو عزم باندھا جائے۔

ایک ہفتہ پہلے درختوں پر کونپلیں پھوٹ رہی تھیں۔ معاشی استحکام کے اشارے مل رہے تھے۔ ترقیاتی منصوبوں کا افتتاح ہو رہا تھا۔ایک ہفتے کے اندر تصویر بدل گئی ہے۔ یہ طے ہے کہ دہشت گرد قوتیں جوابی حملہ کر رہی ہیں۔ اس کا تعلق محض پی ایس ایل کے فائنل سے جوڑنا کوتاہ نظری ہو گی۔ دہشت گردوں نے پاکستان کی ریاست پر قبضہ کرنے اور اس قوم کو یرغمال بنانے کا ہدف ترک نہیں کیا۔ان حملوں کو کسی چھوٹے موٹے گروہ کی انفرادی کارروائی سمجھنا درست نہیں۔جس ترتیب کے ساتھ سوچ سمجھ کر چاروں صوبوں میں کارروائیاں کی گئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہشت گردوں کا باہم رابطے کا نظام بدستور قائم ہے اور ہم دہشت گردوں کی منصوبہ سازی کی صلاحیت کو ختم نہیں کر سکے۔ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے دہشت گردی کے خلاف لڑائی میں کامیابی کا قبل از وقت اعلان کر دیا تھا۔اس سہو نظر کے متعدد پہلو ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرنے والے عناصر بنیادی طور پر امن پسند ہیں۔ان کا مقصد پاکستان میں امن کا قیام تھا اور وہ جلد از جلد حالت جنگ کے خاتمے کی خواہش رکھتے تھے۔ دوسری طرف دہشت گردوں کے سہولت کار ضرب عضب کو ہر ممکن طور پر کند کرنے کی کوشش

جاننا چاہیے کہ اگر دہشت گردوں کا لاجسٹک نظام اب بھی موجود ہے تو ان کے سہولت کار اور عذر خواہ بھی معدوم نہیں ہوئے۔ دہشت گردوں کے پاکستان میں ممکنہ اہداف کیا ہیں؟

میں تھے۔ ریاست بھی دہشت گردی سے متعلقہ تکلیف دہ سوالات سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔ چنانچہ آپریشن ضرب عضب پر توجہ میں ہمہ جہت غفلت ہوئی ہے۔اگر دہشت گرد گروہ شمالی وزیرستان اور ملحقہ علاقوں سے بھاگ کر سرحد پار چلے گئے ہیں تو ایسا ہونا ہمیشہ سے قرین قیاس تھا۔ ستمبر 2009 میں سوات آپریشن کے دوران بھی ملا فضل اللہ اور ان کے ساتھی باجوڑ کے راستے کنڑ اور نورستان کی طرف نکل گئے تھے۔ گوریلا لڑائی لڑنے والے باقاعدہ فوج کا جم کر مقابلہ نہیں کیا کرتے۔ باقاعدہ فوج کو معین مدت کے اندر نتائج دکھانا ہوتے ہیں جبکہ دہشت گرد گروہوں کے پاس غیر معین مہلت موجود ہوتی ہے اور وہ اپنی سہولت کے مطابق اہداف کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ آٹھ برس قبل جب سوات پر قبضہ کرنے والے افغانستان کی طرف فرار ہو رہے تھے تو اس وقت پاکستان میں کچھ لوگ شمالی وزیرستان میں کارروائی کی مخالفت کر رہے تھے۔ امریکا میں پاکستان کے نامزد سفیر اعزاز چوہدری صاحب نے گزشتہ روز اسلام آباد میں بتایا کہ طالبان کو دہشت گردی سے گریز کی ضمانت پر پاکستان میں آنے دیا گیا تھا۔لیکن ہم نے اس وقت اس طرح کے کسی معاہدے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ 2002ء میں شکست کھا کر افغانستان سے فرار ہونے والے افراد کی قانونی حیثیت کیا تھی کہ پاکستان کی ریاست ان سے کوئی باقاعدہ معاہدہ کرتی؟ اس معاہدے کی پابندی کا تقاضا کس سے کیا جانا تھا؟ ماضی کی غلطیوں پر انگلی اٹھانا آسان ہوتا ہے۔ ہم سب سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ غلطی پر اصرار کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ اگر دہشت گردوں کا لاجسٹک نظام اب بھی موجود ہے تو ان کے سہولت کار اور عذر خواہ بھی معدوم نہیں ہوئے۔ دہشت گردوں کے پاکستان میں ممکنہ اہداف کیا ہیں؟ آئینی حکومت کو نااہل اور غیر مستعد قرار دے کر اس کی ساکھ بگاڑی جائے۔ سیاسی اور عسکری قوتوں میں اعتماد کا بحران پیدا کیا جائے۔ پاکستان کو علاقائی کشمکش میں الجھایا جائے۔ اقتصادی ترقی سے توجہ ہٹائی جائے۔ ملک کے اندر فرقہ وارانہ اور لسانی تقسیم کو بڑھایا جائے۔قوم کو بھی اپنی حکمت عملی مرتب کرنی چاہیے۔ آئینی بندوبست کے تسلسل پر بھروسہ کرنا چاہیے۔حکومت اور حزب اختلاف میں جمہوری کشمکش کو آئینی بحران کی طرف نہیں لے جانا چاہیے۔ جمہوری قوتوں اور قومی سلامتی کے اداروں میں باہم اتفاق اور اتحاد کی ضرورت جیسی آج ہے ماضی میں کبھی نہیں تھی۔ اقتصادی ترقی کے نصب العین سے توجہ ہٹنی نہیں چاہیے۔ ذرائع ابلاغ کو ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ آواز پاکستان سے پوری صراحت کے ساتھ بلند ہونی چاہیے کہ ہم دہشت گردی کو شکست دیں گے۔ ہم دہشت گردوں کے نصب العین سے اتفاق رکھنے والوں کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ پاکستان کو عراق یا شام میں تبدیل کر سکیں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ جمہوری اختلافات کے باوجود پاکستان کے تحفظ کے لیے متحد ہیں اور اپنی قوم کے اداروں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کیونکہ جنگ ہمارا نصب العین نہیں۔ ہم پر جنگ مسلط کی جائے گی تو ہم جنگ لڑیں گے۔ انسانی تاریخ میں جنگ وہی جیتا کرتے ہیں جو امن کو عزیز رکھتے ہیں۔ 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو سپریم کورٹ میں اپنا بیان ریکارڈ کروا رہے تھے۔ انہوں نے بات کرتے ہوئے رک کر پینے کے لئے پانی کا گلاس اٹھایا تو بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا، ’’قلندر پت رکھ جا۔‘‘ تاریخ کے اس موڑ پر بھٹو نے شیخ عثمان مروَندی معروف بہ لال شہباز قلندر کا نام لیا تھا۔شہباز قلندر انصاف کا نشان ہے۔شہباز قلندر کے مزار پر کل خون کے چھینٹے گرے ہیں۔شہباز قلندر نے آٹھ سو برس قبل کہا تھا۔

تو آں قاتل کہ از بہرِ تماشا خونِ من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خوں خوارمی رقصم

(تو وہ قاتل ہے کہ تماشا دیکھنے کے لیے میرا خون بہاتا ہے، میں وہ بسمل پرندہ ہوں جو خنجر کے نیچے بھی رقص کرنا جانتا ہے۔)

(ہم سب)

معلومات کے حق پر وفاقی کمیشن بنانے کیلئے پہلی پیش رفت

اسلام آباد پارلیمنٹ کی مختلف سیاسی جماعتوں کے اراکین پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن بنانے کی منظوری دے دی۔ رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن بنانے کی منظوری سینیٹ کے چیئرمین کی جانب سے تشکیل دی گئی پارلیمنٹ کی خصوصی کمیٹی نے دی، جس میں قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ارکان شامل تھے۔ کمیٹی کے چیئرمین حزب اختلاف کی سب سے بڑی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے سینیٹر فرحت اللہ بابر ہیں، جبکہ اس کمیٹی میں شامل دیگر پارلیمنٹیریز میں مسلم لیگ (ن) کی رکن پارلیمنٹ اور وزیر اطلاعات ونشریات مریم اورنگزیب، سابق وفاقی وزیر سینیٹر پرویز رشید، متحدہ قومی موومنٹ کی رکن پارلیمان خوش بخت شجاعت، پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے شبلی فراز اور دیگر شامل ہیں۔ خصوصی کمیٹی کو یہ ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ رائٹ ٹو انفارمیشن بل کا جائزہ لے کر کمیشن بنانے سے متعلق لائحہ عمل تیار کرے۔ کمیٹی کے اجلاس میں رائٹ ٹو انفارمیشن بل کے مسودے کی تمام شقوں پر ترتیب وار بحث کے بعد اس کی متفقہ منظوری دی گئی۔ رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن کا بل حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا تھا، اب اس بل کو منظوری کے لیے پہلے سینیٹ اور بعد میں قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ مجوزہ مسودے کے تحت 'رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن' بنایا جائے گا، جو مکمل خودمختار بھی ہوگا، اس کمیشن کو ملک کے تمام آئینی، قانونی، سیکیورٹی اور انتظامی اداروں تک رسائی حاصل ہوگی۔ تمام ادارے اس کمیشن کو ہر وہ معلومات فراہم کرنے کے پابند ہوں گے، جو کمیشن کو درکار ہوگی، جب کہ کمیشن ہر اس پاکستانی فرد کو ہر وہ معلومات فراہم کرنے کا پابند ہوگا جس کی اس فرد کو ضرورت ہوگی۔ مجوزہ مسودے کے تحت رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن 3 ارکان پر مشتمل ہوگا، جن کی تقرری وزیر اعظم کریں گے، جب کہ اس کا سربراہ چیف انفارمیشن افسر ہوگا۔ کمیشن کا ایک رکن عدلیہ، ایک بیوروکریسی اور ایک رکن سول سوسائٹی سے لیا جائے گا، جب کہ کمیشن کے تمام ارکان 65 سال سے کم عمر کے ہوں گے۔ کمیشن ارکان کو ہٹانے کا اختیار قومی اسمبلی وسینیٹ کی قائمہ کمیٹیوں کے پاس ہوگا۔ مجوزہ مسودے کے مطابق رائٹ ٹو انفارمیشن کمیشن کا ریکارڈ جان بوجھ کر ضائع کرنے میں ملوث اہلکاروں کے خلاف کاروائی کی جاسکے گی، جب کہ وہ تمام ریکارڈ جو 20 سال سے زیادہ پرانا ہوگا، اس پر کمیشن کے قانون کا اطلاق نہیں ہوگا، مگر یہ ریکارڈ بہر صورت منظر عام پر آئے گا۔ مسودے میں کہا گیا کہ کمیشن کسی بھی لاپتہ شخص سے متعلق معلومات کی درخواست پر 3 دن میں تحریری طور پر معلومات فراہم کرنے کا پابند ہوگا۔ اجلاس کے بعد رائٹ ٹو انفارمیشن بل کی منظوری کو انسانی حقوق سے متعلق بڑی پیش رفت قرار دیتے ہوئے کمیٹی کے چیئرمین فرحت اللہ بابر نے بتایا کہ اس بل سے عام آدمی کو معلومات تک زیادہ سے زیادہ رسائی حاصل ہوگی، بل کے تحت اس معلومات تک بھی رسائی کے لیے اپیل کی جاسکے گی، جس کو استثنٰی حاصل ہوگا۔ فرحت اللہ بابر کا کہنا تھا کہ قومی سلامتی کے نام پر بہت ساری معلومات شہریوں کو مہیا نہیں کی جارہی تھی، جب کہ کسی دستاویز پر حساس اور خفیہ لکھ کر اسے پبلک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پیپلز پارٹی سینیٹر نے مزید کہا کہ رائٹ ٹو انفارمیشن بل کے تحت کسی معلومات کو استثنٰی دینے کے لیے افسران اور عہدیداروں کو تین کام کرنا ہوں گے۔ ان کے مطابق بل کے تحت اب 'مجاز افسر تحریری طور پر بتائے گا کہ اس معلومات کو کیوں استثنٰی دیا گیا، مجاز افسر قومی سلامتی اور قومی مفاد کے جواز اور وجوہات بتانے کا پابند ہوگا، اگر کسی سیکیورٹی کے ادارے میں بھی کرپشن ہوئی تو اس طرح کی معلومات کو روکا نہیں جاسکے گا۔ ان کے مطابق رائٹ ٹو انفارمیشن بل لاپتا افراد سے متعلق معاملات میں مددگار ثابت ہوگا۔ فرحت اللہ بابر کا مزید کہنا تھا کہ اب بنیادی انسانی حقوق سے متعلق کسی معلومات کو روکا نہیں جاسکے گا، کسی بھی شخص کو عام معلومات حاصل کرنے میں ایک ماہ جبکہ بنیادی انسانی حقوق کی معلومات حاصل کرنے میں صرف 3 دن لگیں گے۔

(بشکریہ ڈان)

مردم شماری کے فارم میں آئی ڈی پیز کا خانہ بنایا جائے

جنوبی وزیرستان 14 فروری 2017 کو محسود قبائل کے گرینڈ جرگہ نے مردم شماری فارم میں آئی ڈی پیز کا خانہ شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔ پولیٹیکل کمپاؤنڈ جنوبی وزیرستان میں محسود قبائل کا گرینڈ جرگہ منعقد ہوا جس میں ممبر قومی اسمبلی وسیفران سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین مولانا جمال الدین سمیت سینکڑوں کی تعداد میں قبائلی عمائدین نے شرکت کی۔ جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے ایم این اے مولانا جمال الدین، ملک سعید الرحمٰن، ملک اختر گل، ملک محمد ہاشم، ملک جانان خان، ملک راپا خان، ملک قابل خان، شیر پاؤ ایڈوکیٹ، مولانا عبدالرشید اور دیگر نے کہا کہ 2009ء میں رجسٹریشن کے دوران انتہائی زیادتی کی گئی جس کی وجہ سے محسود قبائل کے ستر فیصد سے زائد افراد حکومتی اور اقوام متحدہ کی جانب سے ملنے والی امداد سے محروم ہوگئے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

دستی بم پھٹنے سے 2 کمسن بہن بھائی جاں بحق ہوگئے

بونیر 12 فروری 2017 کو ضلع بونیر کے علاقہ دیوانہ بابا کے مضافاتی گاؤں خائستہ بابا میں ہینڈ گرنیڈ پھٹ جانے سے دو نوجوان بہن بھائی موقع پر جاں بحق جبکہ کم عمر بہن شدید زخمی ہوگئی زخمی کو فوری طبی امداد کیلئے ڈی ایچ کیوڈ گر منتقل کر دیا گیا جہاں انکی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔ یہ افسوس ناک واقعہ اس وقت پیش آیا جب گل زادہ، سلطان زیب پسران معتبر مسماۃ بختی ارم دختر معتبر کھیتوں میں بھیڑ بکریاں چرا رہے تھے کہ اسی دوران ان کو ایک دستی بم ملا جس سے کھلتے ہوئے اچانک دستی بم پھٹ گیا جس سے گل زادہ اور سلطان زیب موقع پر جاں بحق جبکہ بہن بختی ارم شدید زخمی ہوگئی تینوں کی عمریں 13 سے 17 سال تک بتائی جاتی ہیں پولیس نے مقدمہ درج کرلیا تھا۔

(نامہ نگار)

لاپتہ ہونے والے طالبعلم کی نعش برآمد

پشاور تھانہ پشتخرہ کے علاقے حسین آباد سے 5 روز قبل لاپتہ ہونے والے جوان سال طالبعلم کی گولیوں سے چھلنی نعش برآمد ہوئی ہے۔ پولیس نے نعش تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے مردہ خانہ منتقل کردی اور جائے وقوعہ سے شواہد اکٹھے کرکے تفتیش کا آغاز کردیا ہے۔ 6 فروری 2017 کو فضل حسین ولد شرین خان سکنہ پشتہ خرہ پایان نے رپورٹ درج کرتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ یکم فروری کو اس کا 21 سالہ بھتیجا محمد فیضان ولد اقبال حسین کسنہ حسین آباد گھر سے نکل کر لاپتہ ہوگیا تھا جسے ہر ممکن جگہ تلاش کیا لیکن اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا تاہم گزشتہ روز انہیں اطلاع ملی کہ رنگ روڈ پر مدینہ سی این جی کے پیچھے اراضیات میں فیضان کی نعش پڑی ہے اور جب وہ مذکورہ مقام پر پہنچے تو واقعی اس کے بھتیجے کی نعش پڑی تھی جسے نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے قتل کردیا تھا اور اس کی نعش پھینک کر فرار ہوگئے تھے۔

(روزنامہ آج)

سماجی انصاف پر زور

شہداد کوٹ 20 فروری کو سماجی انصاف کے عالمی دن کے موقع پر سوشل ڈاؤلپمینس آرگنائزیشن کی جانب سے ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کور گروپ قمبر شہداد کوٹ کی طرف سے 'سماجی انصاف کا عالمی دن اور ہماری ذمہ داریاں' کے موضوع پر سیمینار منعقد کیا گیا جس میں شہری تنظیموں نے بھرپور شرکت کی۔ اس موقع پر سماجی رہنما سلمیٰ منگی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے جب تک سماج میں انصاف نہیں ہوگا سماجی ترقی ممکن نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سماجی انصاف کے لیے ہمیں اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس موقع پر سماجی رہنما افتخار حسین منگی نے کہا کہ سماج انصاف کی بجائے مسائل کا شکار ہو رہا ہے۔ مسائل کے حل کے لیے سماجی انصاف ضروری ہے۔ انہوں نے سماجی انصاف کے عالمی دن کے حوالے سے منعقد کئے گئے پروگرام پر شکریہ ادا کیا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ اس موقع پر ایچ آر سی پی کور گروپ قمبر شہداد کوٹ کے ندیم جاوید منگی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سماجی انصاف کے عالمی دن کے موقع پر منعقد کئے گئے پروگرام میں شریک سول سوسائٹی کی تنظیموں کا شکریہ ادا کیا۔

(ندیم جاوید)

دھماکے سے دو افراد جاں بحق

ملاکنڈ 31 جنوری 2017 کو چکدرہ گل آباد میں گاڑی کی ڈکی میں دھماکے سے دو افراد جاں بحق جبکہ دو زخمی ہوگئے۔ دھماکے کے اسباب معلوم نہ ہوسکے۔ اوچ تھانہ کی حدود میں چکدرہ کے نواحی علاقہ گل آباد میں ڈینٹنگ مکینک کی دکان کے سامنے کھڑی گاڑی کی ڈکی میں اچانک دھماکا ہوا جس کے نتیجے میں مکینک کے دو شاگرد حبیب اللہ اور وحید جاں بحق جبکہ دو شاگرد حنیف اور معاذ زخمی ہوگئے۔

(روزنامہ آج)

خاتون سمیت دو افراد قتل

لکی مروت لکی مروت کے مختلف علاقوں میں فائرنگ کے واقعات میں ایک خاتون سمیت دو افراد جاں بحق ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق تجوڑی کے علاقے رپنک ٹیپی میں ایک افغان مہاجر صام الدین نے اپنی بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور موقع سے فرار ہوگیا۔ پولیس نے مقتولہ کی والدہ کی مدعیت میں ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ ایک اور واقعہ میں تھانہ لکی مروت سٹی کی حدود میں ایک نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ مدعی رضوان اللہ نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ وہ سردار رحمان اور دیگر دوستوں کے ہمراہ درہ تنگ گیا تھا جہاں سردار رحمان اور سیف اللہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا جس پر سیف اللہ نے فائرنگ کر کے رحمان کو قتل کر دیا۔ پولیس نے الگ الگ مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(محمد ظاہر شاہ)

ججوں کی وین پر خودکش حملہ، ڈرائیور جاں بحق، ججوں سمیت 9 زخمی

پشاور 15 فروری 2017 کو حیات آباد فیز فائیو میں ججز کو لے جانے والی سرکاری وین پر خودکش حملہ کے نتیجے میں ڈرائیور جاں بحق جبکہ تین خواتین اور ایک مرد جج سمیت 9 افراد شدید زخمی ہوگئے جن میں دو کی حالت نازک بتائی جاتی ہے خودکش حملہ آور موٹر سائیکل پر سوار تھا جس نے خود کو سرکاری وین کے قریب دھماکے سے اڑا دیا۔ دھماکے کے فوراً بعد حیات آباد میڈیکل کمپلیکس سمیت تمام ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور پولیس افسران واہلکار جائے وقوعہ پر پہنچے اور علاقے کا گھیراؤ کرتے ہوئے شواہد اکٹھے کئے۔ دھماکہ میں 15 کلوگرام بارودی مواد استعمال کیا گیا بدھ کے روز پشاور کے سول ججز آصف جدون، رابعہ عباسی زوجہ طاہر خان، آمنہ زوجہ محمد امجد اور سیدہ تحریمہ صباحت دختر سید جعفری چھٹی کے بعد جوڈیشل کمپلیکس سے سرکاری گاڑی نمبر اے 5998 میں بیٹھ کر اپنی رہائشگاہوں کی جانب جا رہے تھے کہ اس دوران جیسے ہی گاڑی حیات آباد فیز 5 گلی نمبر 11 میں سابق رکن صوبائی اسمبلی عدنان وزیر کے گھر کے قریب پہنچی تو موٹر سائیکل پر سوار ایک خودکش حملہ آور نے موٹر سائیکل وین کے ساتھ ٹکراتے ہوئے خود کو دھماکے سے اڑا دیا جس کے نتیجے میں گاڑی کا ڈرائیور خورشید خان موقع پر جاں بحق ہوگیا جبکہ گاڑی میں سوار ججز آصف جدون، رابعہ عباسی، تحریمہ صباحت، آمنہ امجد، دوہگیر ذرمالہ اور آصف شدید زخمی ہوگئے۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار اور امدادی ٹیمیں جائے وقوعہ پر پہنچ گئیں، امدادی ٹیموں نے زخمیوں کو گاڑی سے نکال کر قریبی واقع حیات آباد میڈیکل کمپلیکس منتقل کر دیا جہاں 2 کی حالت نازک بتائی جا رہی ہے۔ واقعہ کے بعد سیکورٹی فورسز اور پولیس کی بھاری نفری نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا جبکہ کسی بھی غیر متعلقہ شخص اور میڈیا کے نمائندوں کو جائے وقوعہ کے قریب جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ سیکورٹی فورسز اور پولیس نے مختلف زاویوں پر تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ آج)

دہشتگردی کے دوران فاٹا میں 98 ہسپتال تباہ ہوئے، بحالی کا عمل سست

پشاور وفاق کے زیر انتظام قبائلی ایجنسیوں میں 98 چھوٹے بڑے ہسپتال تباہی سے دوچار ہوگئے جس میں ابھی تک محض 23 ہسپتالوں کو دوبارہ تعمیر کیا جاسکا جبکہ 75 ہسپتالوں کی تعمیر حکومتی دعوؤں پر عملدرآمد کی منتظر ہے۔ فاٹا کی ساتوں ایجنسیوں میں دہشت گردی کی جنگ کے دوران تباہ ہونے والے ہسپتالوں میں 56 مکمل تباہ ہوچکے ہیں جبکہ 42 استعمال کے قابل نہیں رہے تاہم مذکورہ ہسپتالوں کا سٹاف تنخواہیں وصول کر رہا ہے جبکہ بعض علاقوں کے ناقابل رسائی ہونے اور جان کے خطرات لاحق ہونے کی وجہ سے سٹاف ڈیوٹی انجام دینے سے انکاری ہوچکا ہے۔ اس وقت فاٹا کے ساتوں ایجنسیوں میں 935 چھوٹے بڑے ہسپتال موجود ہیں جن میں سے 7 ایجنسی ہیڈ کوارٹرز ہسپتال، 8 تحصیل ہیڈ کوارٹر ٹائپ ڈی، 20 سول ہسپتال، 11 رورل ہیلتھ سنٹر، 174 بیسک ہیلتھ یونٹ، 464 سول ڈسپنسریاں، 81 ایم سی ایچ سنٹر اور 170 کمیونٹی ہیلتھ سنٹر شامل ہیں محکمہ صحت کو مذکورہ ہسپتالوں کی اکثریت میں سٹاف کی کمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ فاٹا میں مکمل امن نہ ہونے کی وجہ سے بھی اکثر ملازمین ان علاقوں میں ڈیوٹی سرانجام دینے سے کتراتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق فاٹا ریفارمز کے تحت فاٹا بھر میں ہسپتالوں کی حالت بہتر بنانے کیلئے محض 1470 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے 1149 روپے جاری ترقیاتی سکیموں جبکہ 281 ملین روپے نئی سکیموں پر خرچ ہونگے۔ تباہ شدہ ہسپتالوں کی ہنگامی بنیادوں پر بحالی اور سروسز شروع کرنے کیلئے مزید منصوبوں کی ضرورت ہے ایجنسی میں موجود ہسپتالوں کی حالت زار سدھارنے کیلئے فنڈ بھی ناکافی ہیں جبکہ وفاق کی جانب سے تاحال کوئی بڑا منصوبہ بھی سامنے نہیں آسکا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

پاکستانی ماں بولیوں کا ادبی میلہ

زاہدہ حنا

یہ میرے بچپن کی بات ہے جب ہمارے آس پاس کئی گجراتی خاندان رہتے تھے اوران کے بزرگ بہت انہماک سے 'ملت' اور 'ڈان گجراتی' پڑھتے نظر آتے۔ان کی لکھائی اردو، انگریزی اور سندھی سے قطعاً مختلف تھی، اس لیے ان کے بارے میں جاننے کا تجسس رہتا تھا۔ میری ایک سہیلی زلیخا گھر میں بھی گجراتی اخبار آتا تھا۔ آہستہ آہستہ دوسری دلچسپیاں بڑھیں اور گجراتی اخبار ذہن سے محو ہوگئے۔ اب یہ عالم ہے کہ گجراتی کے دونوں اخبار لبِ دم ہیں، گجراتی مشاعرے تو شاید دم توڑ چکے ہیں۔

ہندوستان میں ریاست گجرات کی سرکاری زبان گجراتی ہے لیکن پاکستان میں یہ ایک گم ہوتی ہوئی زبان ہے۔ یہ بانی پاکستان کی مادری زبان تھی لیکن آج کے گجراتی نوجوانوں کی طرح وہ بھی صرف انگریزی سے ہی شغف رکھتے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ گاندھی جی کی مادری زبان بھی گجراتی تھی اور وہ انگریزی کے ساتھ گجراتی بولتے تھے اور اس میں لکھتے بھی تھے۔

اب جب کبھی احساس ہوتا ہے کہ شاید گجراتی ہمارے درمیان سے اُٹھ جائے تو دکھ ہوتا ہے۔ اس کے نہ اب پڑھنے والے رہے ہیں اور نہ بولنے والے۔ نوجوان نسل کی توجہ انگریزی کی طرف ہے، اس لیے کہ انگریزی دنیا بھر میں سمجھی اور بولی جانے والی زبان ہے، یوں کہیے کہ سکہ رائج الوقت ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان خراب تعلقات نے گجراتی کو بہت نقصان پہنچایا۔ وہاں سے آنے والے رسالوں اور کتابوں کی آمد بند ہوگئی، اس کے ساتھ ہی گجراتی کا ہمارے یہاں دھڑن تختہ ہوگیا۔ خبریں آتی رہتی ہیں کہ دنیا کی بہت سی زبانیں مررہی ہیں۔ ان زبانوں کا مرنا ایک ثقافت، رہن سہن، کھانوں اور جیتے جاگتے محاوروں کا دنیا سے گزر جانا ہے جو مرنے والی زبان کا ہی نہیں ہم سب کا نقصان ہے۔ یہ ایسا ہی جیسے جنگل سے پیڑ، پودے، پھول اور پھل کم ہونے لگیں۔

ماہرین کی زبان سے یہ سن کر کیسی دہشت ہوتی ہے کہ ہر 3 منٹ بعد دنیا میں بولی جانے والی ایک زبان ختم ہورہی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ دنیا کی تمام بولیاں اور زبانیں زندہ رہیں کہ یہ دنیا میں تنوع کی نشانی ہے۔ دنیا کی ہر ماں بولی کا اصل تعلق ماں سے ہے۔ بچہ جس آغوش میں آنکھ کھولتا ہے، اسی میں وہ ماں کو 'اُم' اور پانی کو 'مم' کہنا سیکھتا ہے۔ ماں اپنی بولی میں اسے لوری سناتی ہے اور یہ لوری اس کے کانوں میں 'چاند' 'نیند' 'پری' اور ایسے ہی لفظوں کا ذخیرہ بناتی ہے اور وہ انھیں اپنی یاد کے ابتدائی خزانے میں جمع کرتا جاتا ہے۔ ماں بولی اسے خوشی اور دکھ سے آشنا کرتی ہے، اسے ہنسنا اور رونا سکھاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے بوڑھے ہوں یا دنیا بھر کے ماہرین تعلیم، وہ بچوں کو انگریزی، اردو یا کسی بھی غیر مادری زبان میں رٹو طوطا بنانے کے بجائے اس پر اصرار کرتے ہیں کہ گھروں میں بچوں سے ان کی ماں بولی میں بات کی جائے اور ابتدائی تعلیم بھی مادری زبان میں دی جائے تاکہ جس بارے میں انھیں بتایا جارہا ہے یا پڑھایا جارہا ہے، وہ ان کے ذہن میں نقش ہوجائے اور انھیں اس بارے میں سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

کل 21 فروری تھی اور یونیسکو نے اب سے 18 برس پہلے ماں بولیوں کا جشن منانے کی جوریت ڈالی تھی۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے بہت سے دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی یہ دن منایا جانے لگا ہے۔ 18 اور 19 فروری 2017 کو اسلام آباد میں پاکستان کی مادری زبانوں کا ادبی میلہ منایا گیا۔ لوک ورثہ میں سجنے والا یہ میلہ انڈس کلچر فورم، ایس پی او، اوپن سوسائٹی فاؤنڈیشن، ریڈیو پاکستان اور آلٹرنیٹو میڈیا کے اشتراک سے منعقد ہوا۔ لوک ورثہ کی ڈاکٹر فوزیہ سعید، انڈس کلچر فورم کے نیاز ندیم، نصرت زہرا اور ایس پی او کے نصیر میمن نے پاکستانی زبانوں کا ادبی میلہ شان سے آراستہ کیا۔

اس میلے میں شریک ہونے والے بے ساختگی سے بے دھڑک باتیں کررہے تھے۔ پاکستان متنوع زبانوں، بولیوں اور ثقافتوں کا مجموعہ ہے، اس کا یہ تنوع ہمیں یقین دلا رہا تھا کہ اگر لوگوں پر دوسروں کی زبانیں اور ثقافتیں تھوپی نہ جائیں تو مختلف زبانوں کے درمیان تناؤ پیدا نہ ہو۔ سندھی، پنجابی، سرائیکی، پشتو اور ہندکو کے علاوہ بروشسکی، ہزارگی، بلتی، پہاڑی، کھوار، شینا، براہوی، بلوچی، ڈھاٹکی اور دوسری پاکستانی زبانوں کے ادیب اس میلے میں موجود تھے۔ کوئی اپنی شاعری کا مجموعہ اور کوئی کہانیوں کی کتاب ساتھ لایا تھا اور کسی کے ہاتھ میں بروشسکی۔ اردو لغت تھی۔ مشاعرے میں بھی بہت سی زبانوں کی شرکت تھی۔ سب کے دکھ سکھ سانجھے تھے۔ اس کے ساتھ ہی گلے شکوے بھی تھے کہ ان کی زبانوں کو سرکاری طور پر قومی حیثیت نہیں دی گئی۔

یہ شکوے بجا تھے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے کی بات تھی کہ جن زبانوں کے بولنے والوں نے جی جان سے محنت کی، وہ حالات سازگار نہ ہونے کے باوجود آگے بڑھیں، ان میں سب سے سامنے کی مثال سندھی کی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد سندھی کو کئی سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے بزرگ دانشوروں اور نوجوانوں نے اس کے تحفظ اور اس کی ترقی کے لیے لگن سے کام کیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ سندھی ایک ترقی یافتہ زبان ہے۔ سندھی یا پاکستان میں بولی جانے والی دوسری زبانوں کا یہ مطالبہ بجا ہے کہ انھیں قومی درجہ دیا جائے اور ان کے ساتھ ہی انھیں مناسب رقم بھی فراہم کی جائے تاکہ ان کی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

لوک ورثہ میں ہونے والے زبانوں کے ادبی میلے کے تنوع اور رنگا رنگی سے اندازہ ہوتا تھا کہ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی، یک رنگی فطرت کا مزاج نہیں، اگر صرف پتوں کے سبز رنگ پر نگاہ ڈالیے تو یقین نہیں آتا کہ ایک ہی سبز رنگ کے اتنے شیڈ ہوسکتے ہیں۔ اگر ذرا پیچھے رہ جانے والی زبانوں کی پذیرائی کی جائے اور ملک میں بولی جانے والی نسبتاً زیادہ دائرہ اثر رکھنے والی زبانیں ڈھاڈکی، پوٹھوہاری، گوجری، بلتی، کھوار اور دوسری زبانوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چلیں تو ہمارا سماج زیادہ روادار و وسیع المشرب بن سکے گا۔

ہم نے اگر وسیع القلبی اور کشادہ ذہنی سے کام لیا ہوتا تو نہ مشرقی بنگال ہم سے الگ ہوتا اور نہ دوسری زبانوں کو ایک دوسرے سے ناراضگی کا موقع ملتا۔ اسکولوں میں ابتدائی تعلیم بچوں کو ان کی مادری زبان میں دی جائے تو ان کے ذہن کی بہت سی گرہیں کھل سکتی ہیں۔ ہم انتہا پسندی اور جنون کے جس گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں، اس سے نکلنے میں مختلف زبانوں کا ادب اور صوفیا کا کلام ہماری دست گیری کو آتا ہے۔

ایک کم عمر بچے کے ذہن پر نفرت کا زہر اس وقت اثر انداز نہیں ہوسکتا اگر اس نے اپنی مادری زبانوں میں انسان دوست شاعروں کا کلام پڑھا اور سنا ہو۔ اس نے بابا فرید اور باہو کا کلام پڑھا ہو، شاہ لطیف اور سچل سرمست کی شاعری اس کی آنکھوں اور کانوں تک پہنچی ہو، تو وہ کس طرح انسانوں کی گردنیں کاٹ دینے یا انھیں بارود سے اڑا دینے کو درست سمجھ سکتا ہے۔

حضرت سچل سرمست یوں تو ہفت زبان تھے لیکن سرائیکی، سندھی، پنجابی، فارسی اور اردو میں ہمیں ان کا صوفیانہ کلام ملتا ہے۔ پانچ زبانوں میں شاعری کرنے والے سچل کے معتقد کسی بھی زبان سے نفرت کیسے کرسکتے ہیں۔ سچل کے مریدوں میں ہندو، بودھ اور عیسائی بھی ہوتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سچو سائیں کے یہاں نام ونسب کی پوچھ نہیں اور کسی بھی مذہب یا مسلک کا ماننے والا ان کے لیے غیر نہیں۔ بھٹائی اور ہمارے دوسرے صوفی شعرا کا کلام اگر ہمارے نوخیز ذہنوں تک پہنچے تو ان کے اندر ترقی پسند اور متنوع خیالات کی پرورش کیوں نہ ہوگی؟

ہمارے تمام صوفیا سخت گیر اور دلوں کو کاٹنے اور انسان کو بانٹنے والے رویوں کی مزاحمت کرتے تھے۔ وہ محبت، رواداری اور تحمل کی بات کرتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اپنے اندر کے انسان کو ڈھونڈو، صرف اللہ اللہ کا ورد کرنے سے تمہارا دل موم کی طرح نرم نہیں ہوگا۔

سچل کا کہنا تھا کہ میں نہ تسبیح کے دانے گنتا ہوں، نہ نمازیں پڑھتا ہوں، نہ میں مسجد گیا، نہ مندر، نہ میں نے سر جھکایا۔ اسی طرح ان کا کہنا تھا کہ میں عشق کے اندر سانس لیتا ہوں۔ تمہارے پاس اگر عشق آجائے تو اسے اختیار کرو اور آمین کہو۔ سچل سرمست ہوں، بھٹائی اور محمد بخش ہوں یا بلھے شاہ اور بابا فرید ہوں، ان کے علاوہ ہمارے دوسرے بہت سے صوفیا ہیں۔ ان کا کلام، ان کی زندگی بچوں کی اپنی اپنی ماں بولی میں ان تک ابتدا سے پہنچے تو یہ بہت مشکل ہے کہ ان کے ذہن میں شیطان کی رسائی ہو۔

پاکستانی زبانوں کا یہ میلہ چوڑے پاٹ والے دریا کی طرح تھا جو دلوں کو سیراب کررہا تھا اور بہت سی کدورتوں کو دھو رہا تھا۔ نفرت آمیز اور اشتعال انگیز باتوں کو رواداری اور متنوع خیالات سے ہی پسپا کیا جاسکتا ہے اور ہماری ماں بولیوں میں ان خیالات کی کوئی کمی نہیں، ہمیں تو بس یہ کرنا ہے کہ ہم اپنے دلوں پر پڑے ہوئے زنگ آلود قفل کو انسان دوستی اور وسیع المشربی کی کلید سے کھولیں اور اپنے دلوں کو رواداری کے پانی سے دھوئیں۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

کیا اسلاف کا ایمان کمزور تھا؟

وسعت اللہ خان

جو لوگ وسطی اور جنوبی ایشیا کی نفسیات جاننے والے عصرِ حاضر کے مغربی لکھاریوں سے واقف ہیں وہ برطانوی مورخ ولیم ڈال رمپل سے بھی واقف ہوں گے۔ گذشتہ ہفتے سیہون میں قلندر کے مزار پر خود کش حملے کے بعد اخبار گارڈین میں ان کا ایک مضمون چھپا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں،

''چند برس پہلے جب میں سیہون گیا تو قلندر کے مزار سے ذرا فاصلے پر ایک حویلی میں قائم مدرسے کے نوجوان مہتمم سلیم اللہ سے ملاقات ہوئی۔ سلیم اللہ ایک پڑھا لکھا آدمی ہے۔ اس نے بلا لاگ و لپٹ شریعت و تصوف پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بقول سلیم اللہ ہم مزار پرستی کے مخالف ہیں۔ قرآنی تعلیمات اس بابت بالکل واضح ہیں کہ مردے کچھ نہیں دے سکتے بھلے وہ ولی ہی کیوں نہ ہوں۔ قبر پرستی اور بت پرستی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ میری بات لکھ لو کہ طالبان کی مزید شدت پسند شکل پاکستان میں آ رہی ہے۔ خلافت قائم ہونے کے بعد یہ ہمارا فرض بن جائے گا کہ تمام درگاہیں اور مزارات ڈھا دیں۔ اور اس کا آغاز یہاں سیہون سے ہوگا۔

ولیم ڈال رمپل لکھتے ہیں کہ سلیم اللہ کا تعلق جس مذہبی طبقے سے ہے اس کے پانچ ہزار مدارس ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور مزید ڈیڑھ ہزار مدرسے صرف سندھ میں کھولے جا رہے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی اور عالمی بینک کے ایک حالیہ تحقیقی مطالعے کے مطابق اس وقت پاکستان میں معلوم مدارس کی تعداد آٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے اور یہ تعداد 1947 کے مقابلے میں ستائیس گنا ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں بنیاد پرستوں اور تصوف کے ماننے والوں کے مابین کھینچا تانی ہمیشہ سے ہے۔ مگر چند عشرے قبل تک اس کش مکش میں الفاظ و دلائل کے ہتھیار استعمال کیے جاتے تھے۔ تصوف اور اس کے مراکز اور صوفیوں کی درگاہوں یا مزارات کو ایک خاص نظریے کے تحت نشانہ بنانا یا انھیں منہدم کر دینے کا عمل بھی دو سو برس سے زیادہ پرانا نہیں اور یہ طرح جزیرہ نما عرب میں اٹھارویں صدی کے مبلغ عبدالوہاب اور ان کے پیروکاروں نے ڈالی مگر انہدام یا پابندی کا عمل زیادہ تر جزیرہ نما عرب تک ہی محدود رہا۔

برِصغیر میں انیسویں صدی کے وسط میں جنم لینے والے دیوبندی اور پھر بریلوی مکاتبِ فکر کے مابین بدعت و شرک کی تشریحات کے مسائل پر مناظروں کی حد تک تو سلسلہ چلتا رہا مگر ابھی اس اختلاف نے جان لیوا انتہا پسندی کی شکل اختیار نہیں کی تھی۔ گولی نے دلیل کی جگہ نہ لی تھی۔ حتیٰ کہ افغانستان پر سوویت قبضے کے بعد اگلے دس پندرہ برس میں سعودی حمایت یافتہ افغان مجاہدین کے عروجی دور میں بھی درگاہوں اور مزاروں کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ خود طالبان کے چھ سالہ دورِ اقتدار میں کابل میوزیم میں موجود دورِ کفر کی نشانیوں کی توڑ پھوڑ اور بامیان صوبے میں گوتم بدھ کے دو دیو ہیکل سنگی مجسموں کو ڈائنامائٹ سے اڑانے کے سوا صوفی مراکز یا مزارات پر حملوں کا کوئی بڑا واقعہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔

مگر پاکستان کے قبائلی علاقوں میں جب مقامی طالبان نے زور پکڑا اور اس سے پہلے افغان سوویت جنگ کے زمانے میں بالخصوص خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے ان مدارس سے جو دیوبند کی علمی روایت سے غیر مطمئن ہو کر تکفیری نظریئے کے تحت پروان چڑھے۔

ان مدارس سے فارغ التحصیل یا ان مدارس کے اساتذہ سے متاثر ہونے والے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا نے نہ صرف شدت پسند تنظیمیں تشکیل دیں بلکہ گولی کو دلیل سے بدلنے کی کوشش کی اور اس کے جواز کے لیے نظریاتی لٹریچر کی تیاری اور اشاعت کا کام شروع کیا۔ بجائے اس کے کہ ریاست یا مختلف مکاتیبِ فکر کے بااثر علما معاشرے کو جوڑنے کے بجائے منتشر کرنے کی ان کوششوں اور رجحانات کو پھیلنے سے روکنے کی بروقت فکری کوشش کرتے۔ الٹا انہوں نے یا تو خاموشی میں عافیت جانی یا پھر خود بھی نئی ہوا کے ساتھ چل پڑے۔

چنانچہ نائن الیون کے بعد پاکستان میں بنیاد پرستی کا عمل جتنا تیز ہوا اور اس کے توڑ کی کوششیں جتنی فرسودہ اور سست ہوتی گئیں اس کے نتیجے میں زندہ مخالفین کے ساتھ ساتھ قبروں کے مکین بھی لپیٹ میں آتے چلے گئے۔ پہلے تحریکِ طالبان پاکستان اور القاعدہ کے ہم خیال نوجوانوں نے یہ کام شروع کیا۔ اور اب متشدد انداز میں نظریے کو حلق سے اتارنے والی جدید مشین داعش اور اس کی حلیف مقامی تنظیموں کی شکل میں متحرک ہو چکی ہے۔

پچھلے بارہ سال میں جتنے مزاروں اور درگاہوں کو نشانہ بنایا گیا ان کی تعداد گذشتہ آٹھ سو برس کی برصغیری تاریخ میں نشانہ بننے والی درگاہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اگر بڑی درگاہوں پر ہونے والے موٹے موٹے حملے ہی گننے بیٹھیں تو بلوچستان میں جھل مگسی کے علاقے میں پیر رکھیل شاہ کی درگاہ کو انیس مارچ **2005** کو نشانہ بنایا گیا۔ اس خود کش حملے میں لگ بھگ پچاس افراد ہلاک ہوئے۔

ستائیس مئی 2007 کو اسلام آباد میں بری امام کے مزار پر خود کش حملے میں اٹھائیس جانیں گئیں۔ گیارہ اپریل 2006 کو نشتر پارک میں عید میلاد النبی کے اجتماع پر حملے میں سنی تحریک اور جماعت اہلِ سنت کی تنظیمی قیادت صاف ہوگئی۔ لگ بھگ ترسٹھ ہلاکتیں ہوئیں۔ (واضح رہے کہ اس وقت تک لال مسجد اسلام آباد آپریشن نہیں ہوا تھا جسے شدت پسندی میں پھیلاؤ کا کلیدی محرک بتایا جاتا ہے)۔

اٹھائیس دسمبر 2007 کو پشاور کے مضافات میں عبدالشکور ملنگ بابا کا مزار اڑا دیا گیا، تین مارچ دو ہزار آٹھ کو گاو؟ں شیخاں میں ابوسعید بابا کے چار سو برس پرانے مزار پر خود کش حملے میں دس افراد ہلاک ہوئے۔ پانچ مارچ 2009 کو پشتو ادب کے دماغ رحمان بابا کے مزار کو اڑا دیا گیا۔ اسی مہینے میں نوشہرہ میں بہادر بابا اور اپریل 2009 میں بونیر میں پیر بابا کے مزار پر حملہ ہوا۔ یکم جولائی 2010 کو لاہور میں داتا دربار پر بم حملے میں پینتیس زائرین ہلاک اور پونے دو سو زخمی ہوئے۔

سات اکتوبر 2010 کو کراچی میں عبداللہ شاہ غازی مزار پر حملے میں آٹھ ہلاکتیں اور ساٹھ زخمی ہوئے۔ اکتیس دسمبر 2015 کو شکار پور میں امام بارگاہ پر خود کش حملے میں ساٹھ سے زائد ہلاکتیں ہوئیں۔ بارہ نومبر 2016 کو خضدار میں شاہ نورانی کی درگاہ پر خود کش حملے میں ترسٹھ افراد ہلاک اور سو سے زائد زخمی ہوئے اور اب سیہون کی درگاہ پر حملہ۔ اس پورے عرصے میں محرم اور دیگر بیسیوں مذہبی جلوسوں اور اجتماعات کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

مطلب یہ ہوا کہ اب گفتگو کا دور ختم ہوا۔ بات گالی سے شروع اور گولی پر ختم ہوگی۔ اب دلیل میں نہیں بم میں دم ہونا چاہیے۔ اگر تو مزارات اور درگاہوں کا معاملہ کفر و اسلام اور مشرک و مومن کا ہے تو پھر تو اتنی درگاہوں پر حملوں کے بعد وہاں جانے والے بیشتر زائرین کو عقل آ جانی چاہیے تھی۔ مگر میں نے جن جن درگاہوں کا ذکر کیا وہاں تو آج بھی زندگی پوری شد و مد سے جاری و ساری ہے۔ ان درگاہوں اور مزاروں میں مدفون ہستیوں کے عمل میں کوئی تو ایسی بات ہوگی کہ لوگ اب بھی کھچے چلے جا رہے ہیں، نعرے لگا رہے ہیں، رقص کر رہے ہیں، لنگر بانٹ رہے ہیں، کھا رہے ہیں، نقد نذرانے دے رہے ہیں، قوالی پر حال کھیل رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میں ذاتی طور پر مزار پرست نہیں مگر کسی کو اگر کسی مزار پر جا کے آنند مل رہا ہے تو مجھے کیا؟ کسی کا کوئی دکھڑا سننے والا نہیں اور وہ قبر کو اپنا دکھڑا سنا کے ہلکا ہو رہا ہے تو برا کیا ہے؟ آخر مہنگے مہنگے ماہرینِ نفسیات کے پاس بھی تو لوگ دکھڑا سنانے ہی جاتے ہیں۔ اگر میں کسی کو کھانا نہیں کھلا پا رہا اور ہزاروں بھوکوں کا ان درگاہوں پر صبح شام پیٹ بھر رہا ہے تو میں کیوں جلوں؟ اگر کوئی دھمال ڈال کر چند لمحے کے لیے اس دنیا سے کسی اور دنیا میں جانا چاہتا ہے تو میں کون ہوں اس کے قدم روکنے والا؟ جس کے صحن میں دیوانہ ناچ رہا ہے اسی کو برا نہیں لگ رہا تو میں اتنا برا کیوں مانوں گویا میرے صحن میں ناچ رہا ہو۔ یہ ہستیاں جنہیں اس دنیا سے رخصت ہوئے سیکڑوں برس ہو گئے اگر آج بھی دکھ کی ماری خلقت کسی زندہ پرہیزگار عالمِ دین سے زیادہ ان قبر میں لیٹے ہوؤں کو اپنے دکھ کا مداوا سمجھ رہی ہے تو ذرا سوچیے کہ اس خلقت کا دکھ کتنا بڑا ہے؟

یہ ہستیاں اپنے لاکھوں کروڑوں چاہنے والوں کے لیے شائد اس لیے آج زندہ ہیں کہ انھوں نے اپنی زندگی میں کسی عقیدے سے نفرت نہیں کی، کسی کے فنڈز سے کلاشنکوف خرید کر کسی کے سر پہ رکھ کے اسے مسلمان نہیں کیا۔ ان کے دسترخوان پر جو بھی آ جائے آ جائے، جو بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کو کہے کہے، مسلمان ہو گیا تو سو بسم اللہ نہ بھی ہوا تو مخلوقِ خدا تو ہے اور اسی سبب احترامِ انسانیت کا حقدار بھی۔

تعجب ہے جب لشکرِ اسلام حجاز سے نکلا اور اسپین تا ہندوستان و وسطِ ایشیا تک پھیل گیا تو کسی فاتح صحابی یا سپہ سالار کا خیال اس جانب کیوں نہ گیا کہ راہ میں آنے والی کسی غیر اسلام عبادت گاہ، مجسمے یا مزار کو نہیں بچنا چاہیے۔ اگر واقعی یہ رواج شرعاً جائز ہوتا تو آج طالبان کو بدھا کا مجسمہ اڑانے کے لیے کہاں نصیب ہوتا؟ یا داعش اور اس کے علاقائی اتحادیوں کو کوئی بھی مزار یا درگاہ تباہ کرنے کے لیے کہاں سے ملتے؟ تو کیا اسلاف کا ایمان آج کے مسلمانوں کے ایمان سے کم تھا؟

(بشکریہ ہم سب)

عورتیں

دارالامان سے شوہر کے گھر منتقل کیا جائے

دیر لوئر پاکستانی نوجوان سے پسند کی شادی کرنے والی دارالامان سوات میں مقیم افغان دوشیزہ نے حکومت پاکستان سے اپنے شوہر کے گھر منتقل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 30 جنوری 2017 کو مسماۃ بی بی عائشہ نے کہا کہ فواد سے میرا رابطہ موبائل فون پر ہوا جس کے بعد انہوں نے میرا رشتہ مانگا، پہلے میرے والدین نے ہاں کی مگر بعد میں مجھے نشہ آور گولیاں دے کر بے ہوش کر دیا اور افغانستان منتقل کر دیا گیا جہاں سے میں پہاڑوں پر سفر کرتے ہوئے واپس پاکستان فواد کے گھر پہنچ گئی، انہوں نے کہا کہ اس وقت فواد سعودی عرب میں مقیم تھا اس وجہ سے ہمارا نکاح بذریعہ وکیل ہوا تاہم اب فواد پاکستان پہنچ گیا ہے، انہوں نے کہا کہ میرے والد امان اللہ نے میرے خلاف تھانہ منڈا میں ایف آئی آر درج کرائی ہے کہ میں پہلے سے کسی کے نکاح میں ہوں مگر اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فواد میرا شوہر ہے اور اس کے علاوہ میں کسی بھی شخص کے ساتھ جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے قانونی امداد، جان و مال کے تحفظ اور انہیں دارالامان سے اپنے شوہر فواد کے گھر منتقل کیے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس حوالے سے فواد نے رابطہ پر کہا کہ وہ عائشہ بی بی شرعی طور پر اس کی بیوی ہے حکومت پاکستان اسے میرے گھر لانے کیلئے تعاون کرے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

گلگت بلتستان کی سلیمہ بیگم گلوبل ٹیچر ایوارڈ کیلئے نامزد

گلگت بلتستان گلوبل ٹیچر ایوارڈ جو کہ ایک ملین ڈالر پر مشتمل ہوتا ہے اساتذہ کی کاوشوں اور کامیابیوں پر روشنی ڈالنے کی ایک کوشش ہے، جو اساتذہ تعلیم کے سلسلے میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں یہ ایوارڈ ان کی اس محنت کو سراہنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ترقی پزیر ممالک میں اساتذہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہزاروں تربیتی پروگرام شروع کئے گئے ہیں جن کا مقصد عالمی سطح پر اساتذہ کی صلاحیت بہتر بنانا ہے۔ اس حوالے سے بہتر کارکرگی کا مظاہرہ کرنے والے اساتذہ کو ایوارڈز سے نوازا جاتا ہے جس کا مقصد تعلیم کے سلسلے میں ان کی کوششوں کو سراہنا ہے۔ اس حوالے سے پاکستان کی ایک ٹیچر سلیمہ بیگم نے بھی اپنی انتھک محنت اور کوشش کے صلے میں گلوبل ٹیچر پرائز اپنے نام کیا ہے جو کہ 20000 افراد میں سے ٹاپ 10 میں شامل ہوئی ہیں۔ سلیمہ بیگم گلگت بلتستان سے تعلق رکھنے والی ایک پرائمری ٹیچر ہیں جو اپنی محنت سے اب ہیڈ ٹیچر بن چکی ہیں اور ان کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلم غیر معمولی طور پر بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ رہورٹ کے مطابق سلیمہ بیگم اپنے اسکول میں بچوں پر خصوصی توجہ دیتی ہیں، بچوں کی نفسیات کو سمجھ کر اس کے مطابق لیکچر دینا اور ہر بچے پر انفرادی توجہ ان کی خصوصیات ہیں۔ سلیمہ بیگم کا کہنا ہے کہ پیشہ ورانہ طور پر ترقی یافتہ اساتذہ کے بغیر معیاری تعلیم ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح ہم ایک مہذب قوم کے طور ہر ابھر سکتے ہیں۔ ان کا تعلق گلگت بلتستان کے صوبائی دارالحکومت گلگت کے مضافاتی گاوں اوشکھنداس سے ہے۔ گلوبل ٹیچر پرائز کے ویب سائٹ کے مطابق وہ اس وقت بطور انسٹریکٹر ایلمنٹری کالج برائے خواتین گلگت میں پیشہ وارانہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ وہ گلگت بلتستان بلتستان سمیت پورے ملک میں 8 ہزار سے زائد اساتذہ کو ٹریننگ دے چکی ہیں۔ امریکہ کی ایجنسی برائے عالمی ترقی نے بھی تسلیم کیا کہ ان کے ٹیچر تعلیم پراجیکٹ میں سلیمہ بیگم نے انتہائی اہم خدمات سرانجام دیں گلوبل ٹیچر پرائز کے لئے دنیا کے 179 ممالک سے 20 ہزار اساتذہ نے حصہ لینے کے لئے درخواستیں دی تھیں جن میں سے صرف 50 باصلاحیت ٹیچرز کا انتخاب کیا گیا۔ اب ان میں صرف سے ایک کو 2017 کا یہ ایوارڈ دیا جائے گا۔ ایوارڈ دینے کی تقریب رواں سال 19 مارچ کو دبئ میں ہوگی۔ جیتنے والے کو ایوارڈ کے علاوہ ایک ملین امریکی ڈالر کیش انعام بھی ملے گا۔ سلیمہ بیگم 1992 سے محکمہ تعلیم گلگت میں بحثیت مدرس پیشہ وارانہ زمہ داریاں سرانجام دینے کیساتھ آجکل ٹیچر ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی کر رہی ہیں اس سے قبل انہوں نے انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن میں ایم ایس لندن سے کیا ہے۔ گلوبل ٹیچر ایوارڈ 2017 کے لئے شاٹ لسٹ پاکستان کی پہلی خاتون ٹیچر سلیمہ بیگم پر امید ہیں کہ وہ یہ عالمی ایوارڈ حاصل کر کے پاکستان اور گلگت بلتستان کا نام روشن کریں گی۔ اس کے علاوہ سلیمہ نے کئی تحقیقی مضامین بھی شائع کیے۔ ان کی ٹیچنگ کے زیر سایہ طلبا نے امتحانات میں نمایاں نمبر لیے اور تعلیم کے لیے ان کی آگاہی مہم کی بدولت ان کے اسکول میں طلباء کے داخلے کی شرح میں نمایاں اضافہ ہوا۔ سلیمہ کا خیال ہے کہ بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھا کر ہی انہیں تعلیم کے میدان میں کامیاب کروایا جا سکتا ہے۔ طالبعلموں میں اخلاقی اور معاشرتی اقدار کو فروغ دینا سلیمہ کی ترجیحات کی فہرست کا حصہ ہے۔ انہوں نے اپنے طالبعلموں اور مقامی کمیونٹی کے ساتھ مل کر نامیاتی کھادیں بنانے کا ایک پرجیکٹ بھی شروع کیا جو کہ کامیابی سے ہمکنار رہا۔

(اسرارالدین اسرار، ایچ آرسی گلگت بلتستان، چیپٹر)

دریائے ادیزئی کے کنارے 2 خواتین کی نعشیں برآمد

پشاور یکم فروری 2017 کو پشاور اور شبقدر کے سنگم پر دریائے ادیزئی کے کنارے 2 خواتین کی مسخ شدہ نعشیں برآمد کی گئی ہیں ابتدائی تفتیش کے مطابق نعشیں تقریباً 20 روز پرانی ہیں جو ناقبل شناخت ہیں تاہم قبضے میں لیکر تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ ایس ایچ او تھانہ داؤدزئی کے مطابق انہیں اطلاع ملی کہ دریائے ادیزئی کے درمیان خشک مقام پر 2 نعشیں پڑی ہیں اطلاع پر پولیس موقع پر پہنچ گئی اور علاقہ کا محاصرہ کرلیا۔

نعشیں کلیئر ہونے پر تحویل میں لے کر مردہ خانہ منتقل کر دی گئیں۔ ایس ایچ او کے مطابق نعشیں شبقدر اور پشاور کی حدود پر واقع دریائے ادیزئی کے درمیان پڑی تھیں جو مسخ شدہ ہیں تاہم جسمانی ساخت، بالوں اور کپڑوں کے نمونوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں نعشیں خواتین کی ہیں۔ پولیس نے نعشوں کو تحویل میں لے کر مردہ خانہ منتقل کر دیا اور مقدمہ درج کر کے نعشوں کی شناخت کیلئے تفتیش شروع کر دی گئی ہے اس ضمن میں مقامی افراد اور عینی شاہدین کے بیانات بھی قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔

(روزنامہ آج)

3 بچوں کی ماں کو زندہ جلا دیا

مانسہرہ 30 جنوری 2017 کو مانسہرہ کے علاقے چٹہ بٹہ میں نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر 3 بچوں کی ماں کو رسیوں سے باندھ کر زندہ جلا دیا۔ 3 بچوں کی ماں انیلہ بی بی اپنے والد کے گھر رہ رہی تھی، انیلہ کے والد کا کہنا ہے کہ جب ان کی آنکھ کھلی تو بیٹی بہت زیادہ جھلس چکی تھی، اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا جبکہ ملزمان اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئے۔ مقتولہ کے والد کا کہنا تھا کہ ان کا داماد 4 ماہ قبل قتل کے الزام میں گرفتار ہوا تھا جس کے باعث بیٹی ان کے گھر میں رہ رہی تھی، دوسری جانب پولیس کا کہنا ہے کہ نعش کا پوسٹ مارٹم کر لیا گیا اور ملزمان کی تلاش کیلئے سرچ آپریشن جاری ہے۔

(نامہ نگار)

خواتین کی 10 فیصد لازمی ووٹنگ کی مخالفت

اسلام آباد پارلیمانی کمیٹی برائے انتخابی اصلاحات کی ذیلی کمیٹی کے اجلاس میں جمعیت علماء اسلام فضل الرحمن (جے یو آئی ف) اور جماعت اسلامی (جے آئی) نے دیگر جماعتوں کی جانب سے پیش کردہ تجویز کی مخالفت کی، جس کی وجہ سے انتخابات میں خواتین کے 10 فیصد لازمی ووٹ کے معاملے پر اتفاق رائے نہیں ہوسکا۔ جے یو آئی ف اور جماعت اسلامی انتخابات میں خواتین کی 5 فیصد لازمی ووٹنگ کے اپنے مؤقف پر اڑی رہیں، جب کہ دیگر سیاسی جماعتوں نے انتخابی نتائج کی توثیق کے لیے خواتین کی کم سے کم 10 فیصد لازمی ووٹنگ کا مطالبہ کیا۔

ان کیمرہ اجلاس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کی رکن اسمبلی اور کمیٹی کی رکن شازیہ مری نے میڈیا کو بتایا کہ سیاسی جماعتیں انتخابات کے دوران خواتین کے ووٹنگ کے معاملے پر متفق نہیں ہوسکیں۔ انتخابی اصلاحات پیکج اور الیکشن ایکٹ 2017 میں اس بات کی تجویز دی گئی تھی کہ انتخابات کے دوران خواتین ووٹرز کی کم سے کم 10 فیصد شرکت لازمی ہونی چاہئے۔ تجویز میں مزید کہا گیا کہ اگر اتفاق سے کسی حلقے میں 10 فیصد سے کم خواتین کے ووٹ پڑتے ہیں تو الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کو اس حلقے میں دوبارہ انتخابات کرانے کا حق ہونا چاہئے۔ جماعت اسلامی کے رہنما طارق اللہ نے ڈان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ان کی پارٹی کو خواتین کی 10 فیصد لازمی ووٹنگ پر کچھ تحفظات ہیں، 'ووٹ ڈالنے کے لیے کسی کے اوپر اور خاص طور پر خواتین پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ اجلاس میں اراکین قومی اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز اور انتخابی مہم کی فیس سمیت دیگر معاملات پر بھی بحث کی گئی، مگر اجلاس میں بیرون ملک رہائش پذیر پاکستانیوں کے ووٹ ڈالنے اور بائیومیٹرک یا ای ووٹنگ سسٹم سے متعلق معاملات پر کوئی بات نہیں کی گئی۔ جماعت اسلامی رہنما نے بتایا کہ کمیٹی کے زیادہ تر اراکین نے بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کو ووٹ ڈالنے کا حق دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ کمیٹی کو بتایا گیا کہ بائیومیٹرک یا ای سسٹم ووٹنگ متعارف کرانے کے لیے الیکشن کمیشن کو 40، 50 ارب کی ضرورت ہوگی۔ ذیلی کمیٹی کے چیئرمین وزیر قانون زاہد حامد نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ 24 اداروں اور تنظیموں اپنی 600 سفارشات کمیٹی میں جمع کرا چکی ہیں، ذیلی کمیٹی ان سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد مرکزی کمیٹی کو اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ وزیر قانون نے دعویٰ کیا کہ انتخابات کے دوران مبصرین اور میڈیا پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جائے گی، اس حوالے سے فافن اور دیگر مبصرین کے خدشات بے بنیاد ہیں۔ خیال رہے کہ حال ہی میں پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) نے انتخابی اصلاحات پیش کرتے ہوئے اس بات کا مطالبہ کیا تھا کہ مئی 2018 کے عام انتخابات کو مزید شفاف بنانے کے لیے الیکشن کمیشن کو مالی و انتظامی حوالے سے خودمختار بنایا جائے۔ تحریک انصاف نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ الیکشن کمیشن کا بجٹ سپریم کورٹ کی طرح خودمختار ہونا چاہیے، اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیئے، جب کہ اپنے ضابطہ اخلاق بنانے کے حوالے سے کمیشن کو انتظامی طور پر بھی مکمل آزاد ہونا چاہئے۔

(بشکریہ ڈان اردو)

ماں کے قتل کا اعتراف کرلیا

حیدرآباد 4 فروری کو اپنی ماں کے قتل کے الزام میں گرفتار سگے بیٹے نے اعتراف جرم کرتے ہوئے بیان قلمبند کرادیا۔ ملزم کو جیل بھیج دیا گیا۔ 18 جنوری کو دادن شاہ کالونی کا رہائشی شاہ رخ رشتہ داروں کے ہمراہ اپنی ماں زبیدہ کی تشدد لاش ہسپتال لے کر پہنچا تھا اور پولیس کو بتایا کہ جب وہ کام ختم کرکے شام کو گھر پہنچا تو اس کی ماں صحن میں گری پڑی تھی، ناک اور ہونٹ کٹے ہوئے تھے جس پر وہ اسے لے کر ہسپتال پہنچا۔ تاہم پولیس نے تفتیش کے بعد 21 جنوری کو اسے ماں کے قتل کے الزام میں گرفتار کرلیا تھا۔ ملزم نے سول جج و جوڈیشل مجسٹریٹ کو بیان قلمبند کراتے ہوئے بتایا کہ 18 جنوری کی شام کو جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس کی ماں سوئی ہوئی تھی۔ تب اس نے اس کے سر پر تکیہ رکھ کر اس کا سانس روک دیا جس کی وجہ سے اس کا دم نکل گیا۔

(نامہ نگار)

بھابھی کو قتل کردیا

دیر بالا یکم فروری 2017 کو اپر دیر عشری درہ میں ایک ذہنی بیمار نے اپنی بھابھی کو فائرنگ کرکے قتل کردیا، پولیس نے رپورٹ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔ اپر دیر عشری درہ کے علاقہ پلا میں ایک ذہنی مریض دیور حمایت خان ولد سلطان نے فائرنگ کرکے اپنی بھابھی زوجہ فرور دل کو گولی مار کر قتل کردیا، پولیس نے رپورٹ درج کرکے تفتیش شروع کردی تاہم بتایا جاتا ہے کہ ملزم ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔

(نامہ نگار)

فائرنگ سے خاتون قتل

پشاور 17 فروری 2017 کو پشاور کے نواحی علاقے متنی یوسف خیل میں ملزمان نے گھر میں گھس کر فائرنگ کرکے شادی شدہ خاتون کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میر اخان سکنہ یوسف خیل نے پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ روز ملزمان مراد، رحم شیر، گلبہار ساکنان یوسف خیل اس کے گھر میں گھس آئے اور فائرنگ کردی جس کے نتیجہ میں اس کی بہن مسماۃ ریاض بی بی زوجہ وارث خان شدید زخمی ہوگئی اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوگئی۔ ملزمان ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا تھا۔

(روزنامہ آج)

غیرت کے نام پر 70 سالہ شخص خاتون سمیت قتل

شانگلہ بشام کے علاقہ سادین میں غیرت کے نام پر 70 سالہ شخص کو خاتون سمیت قتل کردیا گیا۔ خاتون کے بھائی نے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس تھانہ بشام کے مطابق 8 فروری 2017 کو بشام شہر کے مضافاتی علاقہ سادین میں مسماۃ صادقین اور رفیق اللہ عرف سیلئی کو خاتون کے بھائی ملزم خالد نے فائرنگ کرکے قتل کردیا، پولیس نے ملزم خالد کے خلاف رپورٹ درج کرکے ملزم کی گرفتاری کیلئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

بیوی کو قتل کردیا

پشاور یکم فروری 2017 کو تھانہ متنی کے علاقے سرہ خاورہ میں رات کی تاریکی میں سپیشل پولیس فورس اہلکار نے فائرنگ کرکے اپنی کو موت کے گھاٹ اتار دیا پولیس نے بروقت کاروائی کرتے ہوئے قاتل کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرکے مقدمہ درج کرلیا اور تفتیش شروع کردی۔ پولیس کے مطابق گزشتہ رات اس کے بیٹے محمد ارشد نے فائرنگ کرکے اپنی بیوی مسماۃ شکیلہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور ملزم سپیشل پولیس فورس اہلکار ہے جو تھانہ خزانہ میں تعینات تھا تاہم مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔

(روزنامہ آج)

خواتین کے حقوق کے تحفظ پر زور

پاکپتن 12 فروری کو ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کے دفتر میں خواتین کے قومی دن کے سلسلہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں خواتین کونسلرز، وکلاء، صحافی، سماجی کارکنوں، تاجر، سول سوسائٹی کے ممبران، مزدوروں اور شہریوں نے شرکت کی۔ ضلعی کورگروپ غلام نبی ڈھڈی نے کہا کہ 12 فروری 1983 کو خواتین کے خلاف پاکستان میں بنائے گئے کالے قوانین کے خلاف سوسائٹی کے لوگوں نے مال روڈ پر لاہور میں پرامن احتجاج کیا مگر پولیس نے ان پر غنڈہ گردی کی۔ نہتی خواتین اور شرکاء پر لاٹھی چارج کیا جس سے کئی خواتین شدید زخمی ہوگئیں۔ اس لیے اب یہ دن ان خواتین کی جرات و دلیری کو سلام پیش کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ آج آپ لوگوں کو اگر کچھ حقوق ملے ہوئے ہیں تو یہ صرف ان بہادر خواتین کی بدولت ہے۔ مسز کشور پروین ممبر میونسپل کمیٹی پاکپتن نے کہا کہ یہ واقعی ہی ان دلیر خواتین اور مظاہرین کی بدولت ہے کہ ہم کو آج کچھ نہ کچھ حقوق ملے ہیں۔ ہم خواتین ان کی جرات کو سلام پیش کرتی ہیں اور ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گی اور خواتین کی بہتری اور ترقی کے لیے کام کریں گی۔ مس تصور خانم ممبر ضلع کونسل پاکپتن نے کہا کہ 12 فروری کے واقع میں شامل خواتین کی جرات اور دلیری کو ہم سلام کرتے ہیں۔ آج بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں سے خواتین کو بڑے مسائل درپیش ہیں اگر کسی خاتون کے ساتھ جنسی تشدد ہوتا ہے تو پولیس والے پہلی بات تو ان کی ایف آئی آر ہی درج نہیں کرتے ہیں اگر وہ پٹیشن وغیرہ کے ذریعے ایف آئی آر درج کروالیتی ہیں تو تفتیش میں ایسے ایسے سوالات کرتی ہیں کہ ایک شریف لڑکی/عورت دوران تفتیش ایسے سوالات کا سامنا نہ کر سکنے کی وجہ سے کیس واپس لے لیتی ہیں اور مجرم بچ جاتے ہیں۔ اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میاں عامر ہانس مقامی صحافی نے کہا کہ خواتین کو سکیورٹی کے مسائل بھی درپیش ہیں۔ دن دیہاڑے خواتین اغواء ہوجاتی ہیں اور تشدد کا بھی شکار ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحافت سے وابستہ لوگوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سچ کا ساتھ دیں اور مظلوم کی مدد کریں۔ غلام مصطفی بھٹی ایڈووکیٹ نے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں خواتین کے ساتھ زیادتی بھی ہوتی ہے ان پر تشدد بھی ہوتا ہے ان کے حقوق بھی سلب ہوتے ہیں مگر اکثر ایسا بھی ہوتا ہے ہم جب کسی خاتون کی وکالت کرتے ہیں تو بعض دفعہ کچھ خواتین دباؤ کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے کیس کی پیروی نہیں کرتی ہیں۔ حالانکہ ہم ایسی مظلوم اور ضرورت مند خواتین کو مفت قانونی امداد مہیا کرتے ہیں۔ ہم وکلاء کو بھی اپنا کردار بہتر طریقے سے نبھانا چاہیے اور خواتین کو بھی مظالم کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

(غلام نبی ڈھڈی)

غیرت کے نام پر ملازمت پیشہ خاتون قتل

کوہاٹ صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر کوہاٹ میں ایک نوجوان خاتون کو مبینہ طور پر 'غیرت کے نام پر قتل کر دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (ڈی پی او) کوہاٹ جاوید اقبال نے واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ حنا شاہ نواز نامی خاتون کو ان کے کزن محبوب عالم نے کوہاٹ کے علاقے استارزئی میں 4 گولیاں مار کر قتل کیا۔ ڈی پی او کے مطابق حنا اسلام آباد میں ایک این جی او سے منسلک تھیں اور ماہانہ 80 ہزار روپے کما رہی تھیں اور اپنی والدہ اور بھابی کی کفالت ان کے ذمہ تھی، کیونکہ ان کے والد اور بھائی کا انتقال ہو چکا تھا۔ جاوید اقبال نے بتایا کہ حنا کو مبینہ طور پر ان کے کزن نے قتل کیا، جس کی ایف آئی آر درج کی جا چکی ہے اور ملزم کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ وہ بذات خود اس کیس کو دیکھ رہے ہیں۔ خاندانی ذرائع کے مطابق حنا کا کزن محبوب ان کی ملازمت کے خلاف تھا اور انھیں متعدد مرتبہ اس سے منع کر چکا تھا، تاہم انھوں نے اپنی ملازمت جاری رکھی، جس کے باعث محبوب نے مبینہ طور پر انھیں قتل کر دیا۔ ذرائع کے مطابق واقعہ جمعہ 3 فروری کو پیش آیا اور ان کے اہلخانہ اسے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے تاہم سوشل میڈیا پر وائرل ہونے کے بعد واقعے کا مقدمہ درج کروایا گیا۔ واضح رہے کہ سوشل میڈیا پر اس حوالے سے گردش کرنے والی تصاویر اور معلومات کے مطابق 27 سالہ حنا شاہ نواز نے ایم فل کر رکھا تھا۔ رپورٹس کے مطابق حنا نے چند سال قبل اُس وقت ملازمت کا آغاز کیا تھا، جب ان کے والد کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہوگئے اور چند ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا، بعدازاں ایک جھگڑے میں جب حنا کے بھائی کو بھی قتل کر دیا گیا تو اپنی بھابی اور ان کے 2 بچوں کی کفالت کی ذمہ داری بھی ان کے سر پر آ گئی۔ پاکستان میں ہر سال عزت اور غیرت کے نام پر ایک ہزار سے زائد خواتین کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایسا اکثر خاندان کے افراد کی جانب سے ہوتا ہے۔ عورت فاؤنڈیشن کی جانب سے جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا تھا کہ 2016 میں خواتین کے خلاف تشدد کے تقریباً 7،852 کیسز ریکارڈ کیے گئے۔ عورت فاؤنڈیشن سے منسلک صائمہ منیر کا کہنا تھا کہ گذشتہ برس غیرت کے نام پر قتل کے واقعات میں 70 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ گذشتہ برس جولائی میں ہی فیس بک ویڈیوز کے ذریعے شہرت حاصل کرنے والی ماڈل قندیل بلوچ کو بھی ان کے بھائی نے غیرت کے نام پر قتل کر دیا تھا۔

(نامہ نگار)

فائرنگ سے لڑکی شدید زخمی

چمن 22 جنوری کو چمن کے علاقے مردہ کاریز روڈ پر رات کو مسلح ڈاکو ایک گھر میں گھس کر چوری کر رہے تھے کہ گھر میں ایک سولہ سالہ لڑکی نے جب ڈاکوؤں کو دیکھا تو شور مچا دیا جس پر مسلح ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے لڑکی کو شدید زخمی کر دیا اور سونا اور نقدی لے کر فرار ہو گئے۔ بعدازاں لڑکی کو چمن کے سول ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے زخمی لڑکی کو مزید علاج کے لیے کوئٹہ منتقل کر دیا گیا۔ لیویز نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(محمد صدیق)

خاتون کا گھر نذر آتش کر دیا گیا

دیر بالا یکم فروری 2017 کو رات کو دیر بالا کے دور افتادہ علاقہ گرکوہی میں نامعلوم افراد نے رات کی تاریکی میں بیوہ خاتون زوجہ گل ریحان مرحوم کے گھر کو آگ لگا دی جس سے گھر میں موجود نقدی، زیورات اور دیگر سامان جل کر خاکستر ہو گیا۔ مقامی لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت آگ بجھانے کی کوشش کی تاہم چوبیس گھنٹے گزرنے کے باوجود پولیس جائے حادثہ پر نہ پہنچ سکی جس پر مقامی لوگوں نے غم و غصے کا اظہار کیا۔

(روزنامہ ایکسپریس)

بیوی کو قتل کر دیا

نوشہرہ 11 فروری 2017 کو اکوڑہ خٹک میں شوہر نے اپنی ماں اور بہنوں کی مدد سے بیوی کو زہریلی گولیاں دے کر ہلاک کر ڈالا۔ مسماۃ سبیلہ کی شادی اٹھارہ ماہ قبل واحد محمود کے ساتھ ہوئی تھی شادی کے بعد اکثر گھریلو جھگڑے ہوتے تھے شوہر اپنی بیوی کو میکے بھی جانے نہیں دیتا تھا۔ شوہر نے گھریلو جھگڑوں سے تنگ آکر بیوی کو ماں اور بہنوں کی مدد سے زہریلی گولیاں دے کر ہلاک کر دیا۔ موضع خیرآباد کے رہائشی حمید الحق نے تھانہ اکوڑہ خٹک میں رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ میری بیٹی مسماۃ سبیلہ کی شادی کے بعد لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے جن سے تنگ آکر میرے داماد نے اپنی ماں مسماۃ زیب النساء زوجہ عظیم گل اور بہنوں مسماۃ عظیمہ، مسماۃ بینہ دختر عظیم گل کے ساتھ مل کر میری بیٹی کو زہریلی گولیاں دے کر ہلاک کر دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

(نامہ نگار)

قتل وغیرت: خواتین کا تشخص اور میڈیا میں ان کی کردارنگاری

اسلام آباد پاکستانی نیوز اور انٹرٹینمنٹ میڈیا اگر خواتین کی منفی تصویر پیش کر رہا ہے تو اس کا سب سے زیادہ ذمہ دار کون ہے؟ میڈیا مالکان، صحافی اور اداکار یا لکھنے اور اسے پیش کرنے والے؟ اس سوال کا جواب بی بی سی اردو کی خصوصی سیریز قتل و غیرت کے سلسلے میں منعقدہ مباحثے میں شامل طلبا و طالبات کو جب یہ ملا کہ ' آپ لوگ ' تو ایک لمحے کو تو بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ لیکن پھر اس مباحثے میں شامل ماہرین نے بتایا۔ 'جب آپ ایسا کوئی بھی پروگرام ٹی وی پر دیکھتے ہیں جس میں عورت کی منفی تصویر کشی کی جا رہی ہو اور آپ اس پر آواز نہیں اٹھاتے، اس ٹی وی کے ذمہ داروں تک اپنا احتجاج نہیں پہنچاتے اور خاموشی سے وہ پروگرام دیکھتے رہتے ہیں تو پھر خواتین کے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کے ذمہ دار سب سے زیادہ آپ ہیں۔' کراچی یونیورسٹی میں ہونے والے اس مباحثے کا موضوع 'کیا پاکستانی میڈیا خواتین کی منفی تصویر کشی کر رہا ہے؟' تھا اور ماہرین کے پینل میں نجی ٹی وی 'ہم' کی سربراہ سلطانہ صدیقی اور غیر سرکاری تنظیم عکس کی سربراہ تسنیم احمر شامل تھیں جبکہ مصنف اور کالم نگار وسعت اللہ خان نے اس بحث کے میزبان کا کردار ادا کیا۔ وسعت اللہ خان نے کہا کہ کسی بھی معاملے پر محض بات کرنے سے وہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ مسائل اس وقت حل ہوں گے جب نوجوان ان کے حل کے بارے میں سوال اٹھانا اور سوچنا شروع کریں گے۔ سلطانہ صدیقی کا کہنا تھا کہ پاکستانی معاشرہ اور ٹیلی وژن دونوں ایک دوسرے کے عکاس ہیں اور جو کچھ معاشرے میں خواتین کے ساتھ ہوتا ہے وہی ٹیلی وژن پر دکھایا جاتا ہے۔ تاہم تسنیم احمر نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ ان کا کہنا تھا 'جو بکتا ہے، وہ دِکھتا ہے'۔ یعنی ٹیلی وژن چینل چاہے وہ نیوز میڈیا ہو یا انٹرٹینمنٹ چینلز، صرف وہی چیز دکھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں جو ان کے لیے اشتہار لا سکیں۔ سلطانہ صدیقی نے کہا کہ ہمیشہ ایسے نہیں ہوتا۔ 'ہم نے کئی ڈرامے ایسے بنائے جو خواتین کے حقوق کے بارے میں تھے۔ ان میں خواتین کی وہ رسمی مظلوم تصویر نہیں دکھائی گئی تھی اس کے باوجود ان ڈراموں نے بھی اچھا بزنس کیا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ عورت کو منفی رول میں دکھایا جائے تب ہی ڈرامہ بکے۔' تسنیم احمر نے اس موقع پر اس بحث میں شریک کراچی یونیورسٹی کے طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان ٹیلی وژن پر اگر انھیں کوئی بات پسند نہیں آتی تو وہ اس پر احتجاج کریں۔ صرف اسی طرح یہ معاملہ درست ہو سکتا ہے۔ کراچی یونیورسٹی کی شعبہ ابلاغ عامہ کی سربراہ ڈاکٹر سیمی نغمانہ نے اس موقع پر کہا کہ آج کا نوجوان خاص طور پر ٹیلی وژن ڈرامے میں دلچسپی ہی نہیں رکھتا تو جسے اس میں دلچسپی ہی نہیں ہے، وہ اس پر آواز کیوں اٹھائے گا؟ تسنیم احمر نے کہا کہ جب خواتین کے بارے میں رپورٹنگ کی بات آتی ہے تو نیوز میڈیا کا حال بھی اتنا ہی برا ہے۔ 'ہم کئی سال سے کوشش کر رہے ہیں کہ صحافی جب خواتین کے بارے میں رپورٹنگ کرتے ہیں تو ان کے لیے مناسب الفاظ استعمال کیا کریں اور معاملے کو چٹ پٹا بنانے کے بجائے اس کی معنویت پر دھیان دیا کریں۔' تسنیم کے مطابق بہت کم لیکن کچھ نہ کچھ صحافی ان کے خواتین کے بارے میں ضابطہء اخلاق پر عمل کرتے ہیں۔ 'ہمیں کئی سال لگے یہ بات طے کرنے میں کہ ہمیں ریپ کا شکار خواتین کے لیے کون سا مناسب لفظ استعمال کرنا چاہیے۔ اسی طرح کیا اس جرم کے شکار خواتین کی شناخت ظاہر کی جائے یا نہیں یہ معاملہ بھی ابھی تک طے نہیں ہوا۔' ابلاغ عامہ کی طالبہ فرحین صغیر نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ پاکستانی نیوز میڈیا ریٹنگ کے چکر میں صرف ایک ہی طرح کی خبریں تواتر سے چلاتا چلا جاتا ہے۔ علم نفسیات کی طالبہ عائلہ فیصل نے کہا کہ ہمارے ڈراموں کے موضوع گھسے پٹے ہی کیوں ہوتے ہیں۔ ایسے سماجی موضوعات پر ڈرامے کیوں نہیں بنائے جاتے جن کے ذریعے خواتین کے خلاف سماجی رویوں پر بات ہو اور ان کا حل تلاش کیا جائے۔ صحافت کے طالب علم سید عمر ندیم کا کہنا تھا کہ پاکستانی میڈیا اور نیوز چینلز ملک میں خواتین کے خلاف جرائم کی خبریں اور ڈرامے پیش کرتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ جرائم کیوں نہیں رکتے؟

(آصف فاروقی، بشکریہ بی بی سی اردو)

خاتون پر تشدد کے الزام میں مقدمہ درج

ٹوبہ ٹیک سنگھ پولیس نے خاتون پر تشدد کرنے کے الزام میں تین افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ چک نمبر 341 گ ب کی زبیدہ بی بی نے پولیس کو دی گئی درخواست میں موقف اپنایا کہ 'کچھ عرصہ قبل اُس کے کھیت سے لہسن چوری ہوا جس پر گاؤں میں ہونے والی پنچایت میں ملزم عمر حیات وغیرہ تین افراد پر دس ہزار روپے جرمانہ کیا گیا تھا'۔ خاتون نے پولیس کو بتایا کہ 'جرمانہ ہونے کی رنجش پر عمر حیات وغیرہ تین مسلح ملزم زبردستی اس کے گھر میں گھس گئے اور اسے ڈنڈوں سے شدید مضروب کر دیا اور گالیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے'۔ پولیس نے متاثرہ خاتون کی درخواست پر نامزد ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی شروع کر دی ہے۔

(نامہ نگار)

خاتون کو کاروکاری قرار دے کر قتل کر دیا

سانگھڑ ضلع سانگھڑ کی تحصیل کھپرو کے نزدیکی شہر پیرول کے گاؤں چھٹو چانڈیو میں 4 فروری 2017ء کو ملزم علی محمد نے اپنی بھابھی زینب کو کاروکاری قرار دے کر قتل کر دیا گیا جبکہ ساتھ میں اس کا بھتیجا لطف علی بھی زخمی ہو گیا۔ لطف علی کو نواب شاہ سول ہسپتال لے جایا گیا۔ پولیس نے ملزم شاہنواز چانڈیو کو گرفتار کر لیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ واقعہ کاروکاری کا لگ رہا ہے جبکہ مقتولہ کے دیور علی محمد چانڈیو کا کہنا تھا کہ اس کا اپنے بھتیجے لطف علی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا تو مقتولہ ان کو چھڑوانے کے لیے درمیان میں آ گئی تھی تو وہ ہلاک ہو گئی۔

(ابراہیم خلجی)

باپ نے بیٹی کو قتل کر دیا

کوہاٹ 16 فروری 2017 کو کوہاٹ کے نواحی علاقہ خرماتو میں دہرے قتل کی واردات کے دوران باپ نے بیٹی کو اس کے دوست سمیت قتل کر دیا۔ پولیس نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کر لیا ہے۔ تھانہ بلی ٹنگ کی حدود میں واقع گاؤں خرماتو میں مقیم اورکزئی ایجنسی سے تعلق رکھنے والے قبائلی باشندے غازی جنان نے اپنے گھر کے اندر اپنی بیٹی مسماۃ شہناز اور عبید ولد محمد ے ساکن اورکزئی ایجنسی حال خرماتو کو فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ایس ایچ او تھانہ بلی ٹنگ طاہر محمود بھاری پولیس نفری کے ہمراہ فوری طور پر جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور ملزم غازی جنان کو حراست میں لیکر اس کے قبضے سے آلہ قتل برآمد کر کے قبضے میں لے لی۔

(روزنامہ آج)

مسلح افراد کا گھر میں گھس کر خاتون پر تشدد

پشاور 23 فروری 2017 کو تھانہ داؤدزئی کے علاقہ میں مسلح افراد نے دن دیہاڑے گھر میں گھس کر شادی شدہ خاتون کو تشدد کا نشانہ بنا ڈالا۔ مسماۃ حمیرا نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ وہ گھر میں موجود تھی جبکہ اس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا تھا اس دوران کسی نے ان کے دروازہ پر دستک دی گھر میں موجود بچے نے دروازہ کھولا تو ملزمان سعید اللہ اور حمید اللہ اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ان کے گھر میں گھس آئے اور اسے بالوں سے پکڑ کر کمرے میں لے گئے اور تشدد کرتے ہوئے اس کی بے عزتی کی، پولیس نے خاتون کی رپورٹ پر ملزمان کے خلاف زبردستی اس کے گھر میں گھسنے اور بے عزتی کرنے کے واقعہ کی رپورٹ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ آج)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

پاکپتن 15-16 دسمبر 2016

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام پنجاب کے ضلع پاکپتن میں ''انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ'' کے عنوان سے دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ میں انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انسانی حقوق کا عالمی منشور، آئین پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال (ایک تجزیہ)۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار، انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت، مذہبی ہم آہنگی اور رواداری وقت کی اہم ضرورت ہے، اور طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروع کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت جیسے موضوعات زیرِ بحث رہے۔ سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے چیف کوآرڈینیٹر حفیظ احمد بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد، نعمان صاحب، ماریہ بابر، کاشف صاحب اور شبیر حیدر صاحب شامل تھے۔ شُرکاء میں صحافی، وکلاء، اُساتذہ، سماجی کارکنان، اور طلبہ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ علاوہ ازیں ورکشاپ میں "ہم انسان"، "ضمیر کی عینک "اور، "ہم آواز اٹھاتے رہیں گے "کے نام سے دستاویزی فلمیں دکھائی گئی اور شرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک اور گیمز بھی کروائی گیئں۔ ورکشاپ کی مختصر رپورٹ ذیل میں بیان کی گئی ہے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

حفیظ احمد بزدار

ایچ آر سی پی کی جانب سے انسانی حقوق کی تعلیم کے فروغ اور انتہا پسندی کی روک تھام کے لیے پورے ملک میں کوششیں جاری ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کاوش آج کی ورکشاپ ہے اور میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہمیں مل کر سوچنا ہے کہ انتہا پسندی جیسے سرطان کو روکنے کے لیے کن تدابیر کی ضرورت ہے۔ آپ سب سے درخواست ہے کہ ہماری ورکشاپ کے مقصد کو اچھی طرح سمجھیں اور امن ورواداری کے پیغام کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ احمد بزدار

حقوق حق کی جمع ہے اور حق سے مراد ایک ایسا مفاد ہے جس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ ہر انسان کو پیدائش سے ہی چند بنیادی حقوق مل جاتے ہیں مثلاً زندگی جینے کا حق، آزادی رائے کا حق، معلومات لینے کا حق اور مل جل کر بیٹھنے کا حق انسانی حقوق کی تحریک میں ہر دور کے علماء، صوفیا اور انقلابی رہنماؤں نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔

> ریاست عوام سے ٹیکس لیتی ہے۔اس کے بدلے میں حکومت عوام کو ان کے حقوق اور سہولیات مہیا کرتی ہے۔جب ریاست عوام سے ٹیکس لیتی ہے تو یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کو اُن کے حقوق دے۔

اس تحریک کے باقاعدہ آغاز کا سراغ روم اور یونان سے ملتا ہے اور اس سلسلے میں ہمورابی کا قانون بہت اہمیت کا حامل ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے۔اس کے بعد یہ تحریک مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی ایک عالمی منشور پر آ کر رکی جس نے اس تحریک کو باقاعدہ اور منظّم شکل دی۔ جہاں تک بات ہے جمہوریت کی تو جمہوریت ایک فلسفہ ہے۔ ریاست عوام سے ٹیکس لیتی ہے۔ اس کے بدلے میں حکومت عوام کوان کے حقوق اور سہولیات مہیا کرتی ہے۔ جب ریاست عوام سے ٹیکس لیتی ہے تو یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کو اُن کے حقوق دے۔ اِسی طرح اگر تاریخ پر نظر ڈالیں تو 1939ء سے 1945ء تک جاری رہنے والی دوسری جنگ عظیم میں چھ کروڑ لوگ مارے گئے تھے۔اس صورت حال کے پیش نظر UDHR معرض وجود میں آیا جس پر تمام ممبران نے 1948 میں دستخط کیے۔ ہمیں اپنے حق کے بارے میں کچھ پوچھنا ہوتا ہے وہ ہمیں معلومات فراہم نہیں کرتا اور اس سے ہمارے حقوق غصب ہوتے ہیں۔اس لیے بہتر ہوگا کہ ان اداروں تک رسائی آسان بنائی جائے اور اس میں سول سوسائٹی اہم کردار کی حامل ہے۔ ہماری سوچ کی بنیاد ہمارے خاندان سے شروع ہوتی ہے۔ جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہم اپنے آس پاس کے عوامل کو آہستہ آہستہ اپنا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طرز فکر میں تبدیلی کا پہلا سبب خاندان ہے۔ دُنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں جو کہ حالات و واقعات اور ضروریات کی پیش نظر سامنے آئیں۔ لیکن آج ہر زبان کی اپنی الگ پہچان ہے۔ اِس طرح مذاہب بھی مختلف ہیں اور ہر کسی کو ایک دوسرے کے عقیدے اور ایمان کی عزت کرنی چاہیے۔ یہی ہمارا جمہوری رویہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کریں۔ جب ہم جمہوریت جمہوریت کی آواز لگاتے ہیں تو پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ کیا ہمارے روّیے اور ہمارے گھروں میں جمہوریت ہے؟ اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہمارے اندر جمہوری روّیے نہیں ہیں اور کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں جو جمہوری روّیوں کے فروغ کے لیے کام کرتا ہو۔ ہماری سوچ میں تبدیلی کے لیے ہماری کمیونٹی بھی کارفرما ہوتی ہے اور کمیونٹی میں ہماری درسگاہیں اور اسکول بھی شامل ہیں۔ اور ہمارے سکولوں میں جو نصاب ہمیں پڑھایا جاتا ہے اُس سے ہماری سوچ کی مزید ترقی ہوتی ہے لیکن وہ مثبت ہے یا منفی یہ نصاب پر منحصر ہے۔ پاکستان کے آئین میں بھی انسانی حقوق شامل ہیں لیکن جب تک ہمیں یہ پتہ ہی نہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہیں اور ہم کس سے وہ حقوق مانگ سکتے ہیں؟ کون ہمارے حقوق دینے کا مجاز ہے؟ اُس وقت تک ہمارے حقوق کا حصول ناممکن ہے۔ ہماری درسگاہوں اور سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کا کہیں بھی ذکر نہیں جبکہ یورپی ممالک میں پانچویں جماعت تک طالب علموں کو اُن کے بنیادی حقوق کا پتہ چل جاتا ہے۔ ہماری سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ہمیں بنیادی انسانی حقوق کا پتہ ہونا بہت لازم ہے اور اِس کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔ لوگوں کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ حق کیا ہوتا ہے اور اُسے کیسے اور کہاں سے حاصل کرنا ہے۔ اِس کے لیے ریاست کا کردار مثبت ہونا بہت ضروری ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

پروفیسر نعمان صاحب

سرکاری سکولوں کی نصابی کتب کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں

اپنے تعلیمی نظام کی نہایت تشویشناک شکل نظر آتی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ریاست جنہیں تعلیم فراہم نہیں کر رہی ان کے ساتھ تو دشمنی کر رہی ہے مگر جن شہریوں کو جس طرح کی تعلیم دے رہی ہے وہ ان کے لیے اور مجموعی طور پر پورے ملک کے لیے مفید کم اور نقصان دہ زیادہ ثابت ہو رہی ہے کیونکہ طلباء وطالبات کو جس طرح کا تعلیمی نصاب پڑھایا جا رہا ہے اس سے وہ سماج دوست نہیں بن رہے ۔ ہماری تعلیم جمہوریت پسند، روادار، انسانیت دوست اور انسانی حقوق پر یقین رکھنے والی قوم پیدا کرنے میں ناکام ہے۔

ہمارے نصاب میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ملک کی تعلیمی پالیسیوں میں نظریہ پاکستان کے تحفظ کو تعلیمی نظام کا بنیادی مقصد قرار دیا گیا اور پھر اسی نہج پر تعلیمی عمارت استوار کی گئی۔ نظریہ پاکستان کی بنیاد دوقومی نظریے پر رکھی گئی ہے جس کی رو سے پاکستان کے مسلم اور غیر مسلم افراد دو الگ قومیں ہیں۔ تاریخ، عمرانیات، جغرافیہ، معاشرتی علوم، معلومات عامہ، سیاسیات حتیٰ کہ اردو اور انگریزی جیسے مضامین کی مقصدیت اور افادیت کو بھی اس نام نہاد اور خود ساختہ 'نظریۓ' کی بھینٹ چڑھایا گیا ہے۔ مسلم طالب علموں اور شہریوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ پاکستان کے غیر مسلم افراد ملک کے شہری نہیں ہیں۔ دنیا بھر کی جدید قومی ریاستوں میں تعلیم کا سب سے بڑا مقصد قومیت سازی ہے مگر ہمارے تعلیمی نظام نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ پاکستان میں قومیت سازی کا عمل کامیاب نہ ہو۔ تاریخ کا مضمون سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ برصغیر کی تاریخ کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جیسے اسلام مسلسل دیگر مذاہب بالخصوص ہندومت کے ساتھ جنگ و جدل کی حالت میں رہا اور اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہا ہے۔ تاریخ کو نظریہ پاکستان کی مطابقت میں لانے کی کوشش میں حقائق کو مسخ کیا گیا۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کے صفحہ 20 پر قرارداد پاکستان کا پس منظر اور پاکستان کے قیام کا جواز بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے،'' ہندوازم دوسرے عقائد کی طرح اسلام کو اپنے اندر ضم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔'' حالانکہ حقیقت یہ ہے اسلام کو ہندومت سے کوئی خطرہ نہیں تھا اور یہ کہ شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکیں بھی نچلے طبقے کے ہندوستانیوں کو ہندومت کی طرف راغب کرنے کی تحریکیں تھیں۔ اپنے مذاہب کی تبلیغ دنیا بھر کے مذہبی مبلغین کرتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کے لیے دیوبند جیسے درجنوں مدارس قائم کیے ہوئے تھے مگر ہمارے نصاب میں ہندوؤں کی طرف سے ہندومت کی تبلیغ کو اسلام کے خاتمے کی تحریک قرار دیا جاتا ہے۔

> ہمارے نصاب میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ملک کی تعلیمی پالیسیوں میں نظریہ پاکستان کے تحفظ کو تعلیمی نظام کا بنیادی مقصد قرار دیا گیا اور پھر اسی نہج پر تعلیمی عمارت استوار کی گئی۔ نظریہ پاکستان کی بنیاد دوقومی نظریے پر رکھی گئی ہے جس کی رو سے پاکستان کے مسلم اور غیر مسلم افراد دو الگ قومیں ہیں۔ تاریخ، عمرانیات، جغرافیہ، معاشرتی علوم، معلومات عامہ، سیاسیات حتیٰ کہ اردو اور انگریزی جیسے مضامین کی مقصدیت اور افادیت کو بھی اس نام نہاد اور خود ساختہ 'نظریۓ' کی بھینٹ چڑھایا گیا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ 19 پر درج ہے،'' پاکستان کا مطالبہ پوری مسلم امہ نے نہایت غور وخوض کے بعد کیا تھا''۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا مطالبہ پوری مسلم امہ کا متفقہ مطالبہ نہیں تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی محمود، مولانا مودودی جیسے نامور علماء اور جمعیت علمائے ہند، اور جماعت اسلامی جیسی مسلم تنظیموں نے پاکستان کے مطالبے کی مخالفت کی تھی۔ صفحہ 21 پر ہے،'' مسلمان اسلام کے نام پر ایک ایسی ریاست چاہتے تھے جہاں وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں آزادانہ طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرسکیں۔'' یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے مسلم لیگ کا قیام اور قرارداد پاکستان کی منظوری اہم مراحل ہیں جو پاکستان کے قیام کے مقصد کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے منشور کے مطابق اس جماعت کے قیام کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے سماجی ومعاشی مفادات کے تحفظ کے لیے منظم جہدوجہد کرنا تھا۔ جبکہ'' قرارداد پاکستان'' کا بنیادی مطالبہ برطانوی سلطنت کے اندر رہتے ہوئے یا اس سے آزاد ہو کر صوبائی خودمختاری کا حصول تھا۔ مسلم لیگ کے منشور یا قرارداد پاکستان کی دستاویز میں کہیں بھی اسلامی ریاست کے قیام یا اسلامی قانون کے نفاذ کا ذکر نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قیام پاکستان کا پہلا وزیر قانون ایک ہندو جوگندر ناتھ منڈل کو بنایا گیا۔ نصاب ان تاریخی حقائق سے چشم پوشی کرتا ہے۔ مسلمانوں کی معاشی وسماجی پسماندگی بیان کرتے ہوئے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ نصابی کتاب مطالعہ پاکستان میں کہا گیا ہے، ''مسلمانوں کے ساتھ تعصب اور دشمنی کے باعث برطانیہ نے انہیں سرکاری ملازمتوں اور فوج سے نکال دیا اور سرکاری ملازمتوں کے دروازے ان پر بند کردیے۔'' حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی معاشی وسماجی پسماندگی کی وجہ ہندووں اور انگریزوں کی سازش نہیں تھی بلکہ اس کا بنیادی سبب مسلمانوں کی ذہنی جہالت اور پسماندگی تھی جو کہ اب بھی ان کی بدحالی کا سبب ہے۔ انگریز جدید تعلیم لے کر برصغیر میں آئے تھے جو اس دور میں ترقی کے لیے واحد شرط تھی۔ برصغیر کے بعض جید مسلم علماء نے جدید تعلیم کو کفر قرار دیا تھا جس کے باعث مسلمان جدید تعلیم کے حصول سے انکاری تھے اور نتیجتاً دوسری قوموں سے پیچھے رہ گئے تھے۔ طالب علموں کو ان تاریخی حقائق سے آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ ہم بطور قوم جدید تعلیم سے انحراف کی پالیسی ترک کریں۔

نویں جماعت کے نصاب میں شامل مطالعہ پاکستان کی کتاب کے صفحہ 126 پر بنگال کی علیحدگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ'' ہندو اساتذہ نے مشرقی پاکستان میں نوجوانوں کو مغربی پاکستان کے خلاف بغاوت پر اکسایا تھا''۔

صفحہ 125 پر ہے،'' مشرقی پاکستان میں ہندو سرمایہ داروں کے معاشی استحصال کی وجہ سے وہاں کے مسلمان معاشی بدحالی کا شکار تھے جس کے باعث مغربی اور مشرقی پاکستان میں معاشی تفاوت موجود تھا''۔

صفحہ 127 پر درج ہے کہ،'' مشرقی پاکستان کی علیحدگی بڑی طاقتوں کی سازش کا نتیجہ تھی''۔

نصاب میں اس سچائی کو بیان نہیں کیا گیا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب مغربی پاکستان خصوصاً پنجاب کے ہاتھوں بنگالیوں کا معاشی استحصال، بنگال کو صوبائی خودمختاری کا نہ ملنا، عام انتخابات کے بعد بنگالیوں کو اقتدار منتقل نہ کیا جانا اور بنگال میں فوجی آپریشن کے دوران قتل عام، لوٹ مار اور عصمت دری کے افسوسناک واقعات تھے۔ سقوط بلوچستان سے بچنے کے لیے سقوط بنگال سے متعلق اصل حقائق کو نصابی کتب میں جگہ دی جائے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ غیر مسلم طلباء کو زبردستی اسلام کی تعلیم دی جارہی ہے۔ آئین کی دفعہ 22(1) کے مطابق اردو، انگریزی، معاشرتی علوم اور معلومات عامہ سمیت تمام لازمی مضامین میں اسلامی تعلیمات کا ذکر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ مضامین غیر مسلم طالب علموں کو بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

انسانی حقوق کا عالمی منشور، آئین پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال (ایک تجزیہ)

ماریہ بابر صاحبہ

ہر انسان کی ذاتی عزت، حرمت اور انسانوں کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا دنیا میں آزادی، انصاف

اورامن کی بنیاد ہے۔انسانی حقوق سے لاپرواہی اوران کی بے حرمتی اکثر ایسی وحشیانہ اشکال کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے جس سے انسانیت کے ضمیر کو سخت صدمے پہنچے ہیں۔عوام کی بلند ترین آرزو یہ رہی ہے کہ ایسی دنیا وجود میں آئے جس میں تمام انسانوں کو اپنی بات کہنے اوراپنے عقیدے پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہو اور وہ خوف واحتیاج سے محفوظ رہیں۔ اسکے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ انسانی حقوق کو قانون کی عملداری کے ذریعے محفوظ رکھا جائے اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ انسان عاجز آ کر جبر اور استبداد کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہوں۔یہ بھی بہت ضروری ہے کہ قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو بڑھایا جائے۔اقوام متحدہ کی رکن قوموں نے بنیادی انسانی حقوق، انسانی شخصیت کی حرمت اور قدر اور مردوں وعورتوں کے مساوی حقوق کے بارے میں اپنے عقیدے کی دوبارہ تصدیق کی ہے اور وسیع تر آزادی کی فضاء میں معاشرتی ترقی کو تقویت دینے اور معیار زندگی کو بلند کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ممبر ملکوں نے یہ ارادہ بھی کیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے اشتراک عمل سے ساری دنیا میں اصولا اور عملا انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا زیادہ سے زیادہ احترام کریں گے اور چونکہ اس عہد کے لیے نہایت ضروری ہے کی ان حقوق اور آزادیں کی نوعیت کو سمجھ سکیں لہذا جنرل اسمبلی یہ اعلان کرتی ہے کہ انسانی حقوق کا یہ عالمی منشور تمام اقوام کے واسطے حصول مقصد کا مشترک معیار ہوگا تا کہ ہر فرد اور معاشرے کا ہر ادارہ اس منشور کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے تعلیم وتبلیغ کے ذریعے ان حقوق اور آزادیوں کا احترام پیدا کرے اور انہیں قومی اور بین الاقوامی کارروائیوں کے ذریعے ممبر ملکوں میں اور ان قوموں میں جو ممبر ملکوں کے ماتحت ہوں منوانے کے لیے بتدریج کوشش کر سکے۔انسانی حقوق کے عالمی منشور کی درج ذیل پانچ دفعات انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

دفعہ 1: تمام انسان آزادی وعزت کے عتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔انہیں ضمیر اور عقل ودعیت ہوئی ہے۔اس لیے انہیں ایک دوسرے کیساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ 2: ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں۔اور اس حق پر نسل، رنگ ،جنس، زبان، مذہب، اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دفعہ 3: ہر شخص کو اپنی جان آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ 4: کوئی شخص غلام یا لونڈی بنا کر رکھا جاسکے گا۔

دفعہ 5: کسی شخص کو جسمانی اذیت یا ظالمانہ، انسانیت

اکیسویں صدی کا آغاز ہوا تو اپنے ضمیر کیمطابق لکھنے اور انسانی حقوق کو اپنی تحریروں کا پیمانہ بنانیوالے ادیبوں کو چین، ایران، پیرو اور بعض دوسرے ملکوں میں سرکاری عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔انہیں طویل مدت کے لیے قید کیا گیا۔چین اور ایرن کے حالات آج بھی کچھ خاص بہتر نہیں ہوئے۔گزشتہ 10 برسوں کے دوران 150 ادیب اور صحافی گرفتار ہوئے، 50 سے زیادہ قتل ہوئے۔درجنوں لاپتہ ہوئے اور ان کا کوئی کھوج نہ مل سکا۔یہ اپنے ضمیر کے مطابق انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر آواز اٹھانے کی قیمت ہے جو ادیب اور صحافی ادا کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کسی بھی سماج میں ادیبوں کا کیا کردار ہے۔

سوز، یا ذلیل سلوک یا سزا نہیں دی جائے گی۔

یہ وہ 5 بنیادی حقوق ہیں جو پاکستان میں کم از کم مجھے تو کہیں نظر نہیں آتے، اسی طرح ۳۰ دفعات پر مبنی یہ انسانی حقوق کا اعلامیہ ہے جو میں وقت کی کمی کے باعث یہاں شاید بیان نہ کر پاؤں۔پاکستان کے کروڑوں لوگ دور دراز علاقوں میں ہی نہیں کراچی، لاہور اور دیگر بڑے شہروں میں غیر انسانی ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔انہیں نہ تعلیم کی سہولت میسر ہے نہ صاف پانی کے پینے کی، چھوٹے چھوٹے بچے جنہیں تعلیمی درسگاہوں میں ہونا چاہیے تھا وہ چائے خانوں، موٹر مکینکوں کی دکانوں، پنکچر شاپوں اور گھریلو ملازمین کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ہم سب اس صورتحال کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس تمام صورتحال کو بہتر بنائیں اور انسانی حقوق کے چارٹر پر خود بھی عمل کریں اور ریاست کو بھی اس کا پابند بنائیں۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

پروفیسر کاشف شہزاد

انسانی حقوق کی بات کرتے ہوئے ہمیں اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ انسانی حقوق کے منشور کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو ہمارے مخالفین اور ہمارے دشمن ہیں۔ عالمی منشور کی تیسری شق ہر شخص کو زندہ رہنے، آزاد رہنے اور ذاتی تحفظ کا پیدائشی حق دیتی ہے۔ان تمام شقوں کی موجودگی میں ان پر یقین رکھتے ہوئے ہمیں اپنے دشمنوں سے کہنا چاہیے کہ آج آپ بہت سے بے گناہوں کو ذبح کر رہے ہیں، ان کے سکول، ہسپتال اور قبرستان بموں سے اڑا رہے ہیں، لیکن جب آپ کل گرفتار ہوں گے، اپنے مخالفین کے قبضہ قدرت میں ہوں گے تو ہم آپ کے انسانی حقوق کے لیے بھی آواز بلند کریں گے کیونکہ ہم آپ کی طرح اپنے مخالف کو غیر انسانی نہیں سمجھتے۔اس وقت مجھے میثاق تہران یاد آ رہا ہے۔جس کی شق دس میں حقوق انسان کی نفی کرنے والی کسی بھی جارحانہ کارروائی اور مسلح تصادم کی شدت سے مذمت کی گئی ہے اور جس میں کہا گیا کہ ایسی کسی بھی صورتحال سے یا اس سے پیدا ہونے ردعمل کے نتیجہ میں دنیا بھر کے انسانی غضبناک تکلیفیں سہتیں ہیں۔

اکیسویں صدی کا آغاز ہوا تو اپنے ضمیر کیمطابق لکھنے اور انسانی حقوق کو اپنی تحریروں کا پیمانہ بنانیوالے ادیبوں کو چین، ایران، پیرو اور بعض دوسرے ملکوں میں سرکاری عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔انہیں طویل مدت کے لیے قید کیا گیا۔چین اور ایرن کے حالات آج بھی کچھ خاص بہتر نہیں ہوئے۔گزشتہ 10 برسوں کے دوران 150 ادیب اور صحافی گرفتار ہوئے، 50 سے زیادہ قتل ہوئے۔درجنوں لاپتہ ہوئے اور ان کا کوئی کھوج نہ مل سکا۔یہ اپنے ضمیر کے مطابق انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں پر آواز اٹھانے کی قیمت ہے جو ادیب اور صحافی ادا کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کسی بھی سماج میں ادیبوں کا کیا کردار ہے۔انکا یہ رویہ صرف انہی ملکوں میں نہیں ہوتا جہاں آمرانہ حکومتیں ہوتی ہیں، جمہوری حکومتیں غاصبانہ قوت بن کر کسی دوسرے ملک پر حملہ آور ہوتی ہیں تب بھی ادیبوں کی ذمہ داریاں یہی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی حکومتوں کے خلاف احتجاج کریں اور انسانی حقوق کی پامالی کے راستے میں چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں۔اس کی ایک بڑی مثال 2004 میں امریکی شاعروں اور ادیبوں نے پیش کی۔یہ وہ وقت تھا جب امریکی فوجیں عراق پر قبضہ کر رہی تھی اور نہتے شہریوں پر بمبارہ ہو رہی تھی۔ ہم نے 1979 میں بھٹو صاحب کی پھانسی کے صرف چند دن بعد جنرل ضیاء الحق کی اس ضیافت کے مناظر دیکھے جس میں ملک بھر کے بیشتر ادیب، شاعر، اور نقاد مدعو کیے گئے تھے اور گنتی کے چند ادیبوں کو چھوڑ کر بیشتر سر کے بل اس تقریب میں گئے تھے، تقریب شاہی کے نشے میں سرشار تھے اور سولی کے سائے میں بچھنے والے دسترخوان سے فیض یاب ہوئے تھے۔

اس کے برعکس ہم نے دیکھا کہ عراق پر غاصبانہ امریکی قبضے کے دنوں میں امریکی خاتون اول مسز لارا بش نے وائٹ ہاؤس میں ایک شعری نشست کا اہتمام کیا اور اسکے دعوت نامے

جاری کیے۔ اس دعوت نے امریکی ادیبوں اور شاعروں کو برافروختہ کردیا۔ ہزاروں میل دوہزار عراقیوں کے ہر انسانی حق کو چھینا جارہا تھا اور امریکی شاعروں اور ادیبوں سے یہ توقع کی جا رہی تھی کہ وہ اپنی خاتون اول کی دعوت پر شادان و فرحاں وائٹ ہاؤس جائیں گے اور اپنے قلم کی آزادی وائٹ ہاؤس کے طعام خانے میں گروی رکھ دیں گے۔ اس روے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اہم امریکی دانشوروں اور ادیبوں نے ای میل کے ذریعے ایک دوسرے کو یہ پیغام دیا کہ اس روز کوئی وائٹ ہاؤس کا رخ نہیں کرے گا اور اس روز جنگ کے خلاف شاعروں کو اور اس ادبی تحریک کو دوبارہ منظم کیا جائے جو ویت نام کی جنگ کے خلاف وجود میں آئی تھی۔ یہ سائبر اسپیس میں انسانی حقوق کی پہلی جنگ تھی جو امریکی ادیبوں نے شاندار طور پر لڑی اور ہزاروں جنگ مخالف امریکی نظمیں دنیا کے تما براعظموں تک پہنچیں۔ سائبر اسپیس کا یہی وہ استعمال ہے جو ہم نے عرب اسپرنگ کیدوران بھی دیکھا اور اسی لیے کہا جاتا ہے اسکا آزادانہ استعمال بھی انسانی حقوق میں سے ایک ہے۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ برصغیر میں جب فرقہ واریت کی کالی آندھی چلی تو ہمارے کچھ ادیبوں نے مایوسی کے عالم میں یہ اعلان کیا کہ انسان مرگیا ہے۔ لیکن عین اسی وقت اردو، ہندی، بنگلہ، پنجابی، سندھی اور برصغیر کی دوسری زبانوں کے ادیبوں نے اپنا قلم فرقہ واریت، مذہبی جنون اور قتل عام کے خلاف استعمال کیا۔ انکی تحریکوں میں اس انسان کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں جو نفرتوں اور عداوتوں سے ماورا ہے۔ جنگ فسادات اور تنازعات کے زمانے میں ادیب حب وطن یا مذہبی وابستگی کا نعرہ مارتے ہوئے کسی ایک فریق کے نہیں، انسان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور یہی انسانی حقوق کی تحریک کی بنیاد ہے جس سے آگے کیطرف سفر کیا جاتا ہے۔

دنیا کے متعدد ادیبوں اور دانشوروں نے نفرتوں اور عصبتوں کی آگ ٹھنڈی کرنے کا فرض انجام دیا ہے اور انسانی حقوق کی پاسداری کے لیے سینہ سپر ہوئے۔ اسکی اک شاندار مثال 2008 میں اس وقت سامنے آئی جب انسانی حقوق کے عالمی منشور کی 60 ویں سالگرہ منائی جارہی تھی۔ اس موقع پر دنیا کے 30 اہم اور نام گرامی ادیبوں نے اس عالمی منشور کی 30 شقوں کے حوالے سے 30 کہانیاں لکھیں جنکا مجموعہ "فریڈم" کے نام سے شائع ہوا۔ کہانیوں کے اس مجموعے کا پیش لفظ ڈیسمنڈ ٹوٹو نے لکھا اور اس کتاب کی ساری آمدنی ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نام ہوئی۔

انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

شبیر حیدر صاحب

> اس وقت کی حکومت کے ڈائریکٹریٹ آف انفارمیشن نے ان اخبارات کو رقوم ادا کیں جو احمدیوں کے خلاف شدت پسندانہ خیالات کی تشہیر کرتے تھے۔ ضیاء الحق کے دورحکومت میں ذرائع ابلاغ پر اثر انداز ہونے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی۔ ایک سیاسی مذہبی جماعت چونکہ جنرل ضیاء الحق کے بہت قریب تھی اور ضیاء نے اُس جماعت کو افغان جنگ میں بھی استعمال کیا تھا۔ اس جماعت کے بہت سے لوگ ذرائع ابلاغ میں شامل ہو گئے۔ جنہوں نے پنجاب یونین آف جرنلسٹس کی بنیاد رکھی وہ تمام لوگ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس گروپ کے لوگوں نے میڈیا میں اپنے لوگ شامل کئے، انہوں نے بہت سے ذرائع ابلاغ کے لوگوں کو خریدا اور اپنے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا۔

انتہا پسندی ان بنیادی مسائل میں سے ایک ہے جو پاکستانی ریاست اور معاشرے کو درپیش ہیں۔ اس کی جڑیں شاید پاکستان کے قیام سے بھی پہلے جا نکلتی ہیں۔ پاکستان میں ذرائع ابلاغ شروع سے ہی شدت پسندی کے مظہر کو بڑھاوا دینے میں کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ 1950ء میں حکومت پنجاب نے شدت پسندانہ خیالات کی اشاعت اور فروغ کے لئے ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا۔ اس وقت کی حکومت کے ڈائریکٹریٹ آف انفارمیشن نے ان اخبارات کو رقوم ادا کیں جو احمدیوں کے خلاف شدت پسندانہ خیالات کی تشہیر کرتے تھے۔ ضیاء الحق کے دورحکومت میں ذرائع ابلاغ پر اثر انداز ہونے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی۔ ایک سیاسی مذہبی جماعت چونکہ جنرل ضیاء الحق کے بہت قریب تھی اور ضیاء نے اُس جماعت کو افغان جنگ میں بھی استعمال کیا تھا۔ اس جماعت کے بہت سے لوگ ذرائع ابلاغ میں شامل ہو گئے۔ جنہوں نے پنجاب یونین آف جرنلسٹس کی بنیاد رکھی وہ تمام لوگ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس گروپ کے لوگوں نے میڈیا میں اپنے لوگ شامل کئے، انہوں نے بہت سے ذرائع ابلاغ کے لوگوں کو خریدا اور اپنے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا۔ اس قسم کے لوگ اگرچہ اخبارات کی پالیسی کو براہ راست متاثر نہیں کرتے تاہم اگر ایک شخص نیوز روم میں یا رپورٹنگ میں ایک خاص سوچ لیکر بیٹھا ہوا ہے تو اسکے پاس موقع ہوتا ہے وہ کسی بھی خبر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرے یا کوئی خبر اس طرح دے کہ اس کی اہمیت کم ہوجائے۔ پاکستانی ذرائع ابلاغ بالواسطہ طور پر اور دبے لفظوں میں شدت پسندوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر لال مسجد کے مسئلہ پر میڈیا نے یکطرفہ کردار ادا کیا۔

اسی طرح جن تنظیموں پر پابندی ہے ان کی خبریں بھی مسلسل چھپ رہی ہیں صرف ان کے نام کے ساتھ سابقہ کا لفظ لگ جاتا ہے اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ شدت پسندوں کے حوصلے بلند ہوجاتے ہیں۔ طالبان کے ترجمان کو بہت زیادہ کوریج ملتی ہے۔ بعض گروہ ایسے بھی ہیں جو اس قسم کی کاروائیوں میں ملوث نہیں ہیں لیکن وہ کسی جگہ بیٹھ کر ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ ام احسان جو لال مسجد کے خطیب عبدالعزیز کی اہلیہ ہیں کا ایک کارٹون ایک اخبار میں چھپا تو اس اخبار کو کھلے عام دھمکی دی گئی کہ وہ اس کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہے۔ نماز جمعہ کے بعد لال مسجد میں اس اخبار کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ انہوں نے اخبار کے خلاف الزام عائد کیا کہ اس کی پالیسی جہاد کے خلاف ہے اور اسے سبق سکھایا جائے۔ اگر شدت پسندوں کے خلاف کوئی خبر شائع ہوتی ہے تو ذرائع ابلاغ پر الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ خلاف اسلام باتیں چھاپ رہا ہے۔ اسی طرح 1981 میں ایک روزنامہ نے ایک مذہبی جماعت کی ذیلی طلبہ تنظیم کے خلاف ایک خبر چھاپی۔ طلبہ دو بسوں میں سوار ہوکر آئے اور اس اخبار کے دفتر کو آگ لگا دی۔ ہمارے ہاں ذرائع ابلاغ میں گیٹ کیپر کی روایت معدوم ہوتی جارہی ہے۔ جو شخص میڈیا سے منسلک ہے اسے ایک گیٹ کیپر کے طور پر کام کرنا چاہیے۔ نیوز رپورٹر یا ایڈیٹر کو خبر کی اشاعت کے حوالے سے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اسے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اگر کوئی خبر فائدے کی نسبت زیادہ نقصان کرے گی تو وہ اسے روک لے۔ ہمارا الیکٹرانک میڈیا حال ہی میں سامنے آیا ہے اور لوگ اسکے لئے مناسب طور پر تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ پرنٹ میڈیا میں جب کوئی چیز تحریر ہوتی ہے تو تحریر کرنے والے کے پاس کچھ وقت ہوتا ہے کہ وہ اسکو دوبارہ دیکھ سکے اور پھر وہ تحریر مدیر کی نظر سے بھی گزرتی ہے۔ لیکن الیکٹرانک میڈیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ الیکٹرانک میڈیا کے رپورٹروں کے پاس ضرورت سے زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔ یہ ان عوامل میں سے ایک ہے جنکی وجہ سے ہمارے ٹی وی چینل شدت پسندی سے متعلق واقعات کو اکثر غیر موزوں طریقے سے پیش کرتے ہیں۔ مزید براں پاکستان میں پرنٹ میڈیا کے پاس کوئی ڈیڑھ سو سال کا تجربہ ہے جبکہ الیکٹرانک میڈیا مقابلتاً نوخیز ہے۔

بلوچستان کے عوام کے حقوق کے تحفظ پر زور

تربت ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے فروری 2017 کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں کارکن خواتین وحضرات کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حاضری اور تعارفی نشست کے بعد مختلف کارکنان نے مختلف رپورٹیں پیش کیں، جن میں حمل امین، غنی پرواز، شہناز شبیر، سعدیہ مزاری، عنبر بلوچ اور شاکرہ بلوچ کی رپورٹیں شامل تھیں۔ پھر فیصلہ کیا گیا کہ 8 مارچ کو خواتین کے عالمی دن کے سلسلے میں ایک سیمنار منعقد کیا جائے گا، اور اس مقصد کے لئے شہناز شبیر کی سربراہی میں ایک انتظامی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، جس کے ارکان میں سعدیہ مزاری، عنبر بلوچ، جمال پیر محمد، غنی پرواز، شکراللہ یوسف، حمل امین اور منورعلی رٹہ کو شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اجلاس کے خصوصی موضوع ''بلوچستان اور مکران میں نقل مکانی اور ترکِ وطن'' پر بحث وتمحیص اور اظہار خیال کیا گیا اور اس کام میں کئی ساتھیوں نے حصہ لیا، جن میں غنی پرواز، شریف شمبئے زئی، حمل امین، محمد کریم گچکی، فضل کریم، شکراللہ یوسف، خدابخش قومی، محمد یوسف آپسری، راجہ احمد خان، شہناز شبیر اور سعدیہ مزاری شامل تھے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے نقل مکانی اور ترکِ وطن کی مختصر تاریخ بیان کی گئی، پھر مختلف ملکوں اور قوموں میں ان کی مثالیں دی گئیں۔ اور پھر بلوچستان اور مکران میں ان کے حالات، وجوہات، نتائج اور نقصانات وغیرہ بھی بتائے گئے۔ شرکاء متفق تھے کہ بعض سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کی طرف سے جان بوجھ کر ایسے مخدوش حالات پیدا کئے جارہے ہیں تاکہ اس سے مجبور یا خوفزدہ ہوکر بلوچستان کے مقامی بلوچ اپنے گھر بار، مال وجائیداد اور علاقے چھوڑ کر، یا تو دوسرے علاقوں اور صوبوں میں نقل مکانی کریں، یا پھر ترکِ وطن کرکے دوسرے ملکوں میں چلے جائیں، تاکہ ان کے گھربار، مال وجائیداد اور علاقوں پر بآسانی قبضہ کیا جاسکے اور جو بلوچ اپنے علاقوں میں باقی رہ جائیں، وہ اقلیت میں ہوں، اور ان کے بیشتر حقوق پر بآسانی قبضہ کیا جاسکے، اور ساتھ ہی ساتھ بلوچستان اور مکران اور ان کے وسائل پر بھی قبضہ کیا جاسکے۔ اور بلوچوں کو ریڈ انڈینوں کی مانند اجنبیوں جیسی حیثیت پر قناعت کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ شرکاء نے موجودہ حالات کے ذمہ دار سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے پُرزور مطالبہ کیا کہ وہ مزکورہ گھناؤنے منصوبے سے باز آجائیں اور مزید ایسے حالات پیدا نہ کریں کہ بلوچوں کو نقل مکانی اور ترکِ وطن کرنا پڑے، بلکہ ایسے مثبت حالات پیدا کریں، جن سے متاثر ہوکر، نقل مکانی اور ترکِ وطن کرنے والے مقامی بلوچ واپس اپنے علاقوں میں آجائیں اور ساتھ ہی ساتھ شرکاء نے مقامی بلوچوں سے بھی اپیل کی کہ وہ کسی بڑی مجبوری، یا بڑے خطرے کے بغیر اپنے گھربار، مال وجائیداد اور علاقے چھوڑ کر نقل مکانی اور ترکِ وطن نہ کریں۔ بلکہ بہتر یہی ہوگا کہ نقل مکانی اور ترکِ وطن کرنے والے وہ سارے مقامی بلوچ اپنے اپنے علاقوں میں واپس آجائیں، جنہیں کوئی بڑی مجبوری، یا بڑا خطرہ درپیش نہ ہو۔

آخر میں درج ذیل 6 قراردادیں منظور کی گئیں، جو یہ ہیں:

1۔ اغوا اور لاپتہ ہونے والوں کو بازیاب اور رہا کیا جائے

گزشتہ دنوں تمپ، نذرآباد، مند، ہوشاب، ڈیرہ بگٹی اور کراچی سمیت ملک کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے کئی بلوچ نوجوانوں کو جبری طور پر اغوا کرکے لاپتہ کیا گیا ہے، جن میں مُلا حبیب تل ساکن ہوشاب تحصیل تربت، عتیق ولد مقبول ساکن نذرآباد تمپ، شکیل ولد محمد بخش ساکن دازن تمپ، دودا ولد درمحمد ساکن آسیہ آباد کہن تمپ، لیاقت کونش قلاتی، لیاقت ملانٹی اور بعض دیگر شامل ہیں۔ یہ اجلاس ان سب کو جبری طور پر اغوا کرکے لاپتہ کرنے کے عمل کو غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دے کر اس کی مذمت اور مخالفت کرتا ہے۔ اور تمام گمشدگان کی بازیابی اور رہائی کا پُرزور مطالبہ کرتا ہے۔

> گزشتہ دنوں تمپ، نذرآباد، مند، ہوشاب، ڈیرہ بگٹی اور کراچی سمیت ملک کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے کئی بلوچ نوجوانوں کو جبری طور پر اغوا کرکے لاپتہ کیا گیا ہے

2۔ نقل مکانی اور ترکِ وطن کے حالات پیدا نہ کئے جائیں۔

3۔ تربت شہر اور اس کے گردونواح کی صفائی اور اسپرے کا بندوبست کیا جائے۔

تربت شہر اور اس کے گردونواح کے علاقے کچرے کے ڈھیر بن چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے مختلف بیماریوں اور وباؤں کا خطرہ ہے۔ لیکن متعلقہ ادارے بالکل غیر فعال اور خاموش ہیں۔ لہذا یہ اجلاس، تربت اور میونسپل کارپوریشن کے میئر، ڈی ایچ او کیچ، ڈی سی کیچ اور کمشنر مکران ڈویژن سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ تربت شہر اور اس کے نواحی علاقوں کی صفائی اور اسپرے کا انتظام جلد از جلد کریں تاکہ بیماریوں اور وباؤں پر قابو حاصل کیا جائے۔

4۔ نئی پوسٹوں پر تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر ہونی چاہئیں، نہ کہ سفارش، رشوت اور سیاسی وفاداریوں کی بنیاد پر۔ سرکاری ذرائع کے مطابق بلوچستان میں 25 ہزار سے زیادہ پوسٹیں موجود ہیں، جن کے اشتہارات جلد شائع کئے جائیں گے۔ بلوچستان کی موجودہ ریکارڈ بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے بلاشبہ یہ پوسٹیں مددگار ثابت ہوں گی۔ تاہم اس اجلاس کا پُرزور مطالبہ ہے کہ ان پوسٹوں پر تقرریاں میرٹ اور حق وانصاف کی بنیاد پر ہونی چاہئیں۔

5۔ لاکھوں مہاجرین کی واپسی تک بلوچستان کی مردم شماری روک دی جائے۔

مردم شماری بنیادی طور پر تو ایک اچھی چیز ہے۔ کیونکہ معاشی منصوبہ بندی اور اسی نوعیت کے دیگر مقاصد کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن لاکھوں افغان مہاجرین کی موجودگی میں غلط ہوگی۔ لہذا اس اجلاس کا پُرزور مطالبہ ہے کہ جب تک افغان مہاجرین کو اپنے وطن میں واپس بھیجا نہیں جاتا بلوچستان میں مردم شماری کو روک دیا جائے۔ اور بلاتاخیر تمام افغان مہاجرین کو واپس افغانستان بھیج دیا جائے، تاکہ بلوچستان کی مردم شماری میں زیادہ تاخیر نہ ہو۔

6۔ بلوچ اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

بلوچستان میں بلوچ واضح طور پر اکثریت میں ہیں لیکن انہیں مختلف طریقوں سے اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ مقامی بلوچوں کی زمینیں غیر بلوچوں اور غیر مقامی لوگوں کے ہاتھوں فروخت کرنا ہے۔ اس اجلاس کا مطالبہ ہے کہ جس طرح ہندوستانی آئین کی دفعہ نمبر 370 کے مطابق جموں وکشمیر کی مقامی کشمیریوں کی زمینیں غیر مقامی لوگوں کے ہاتھوں فروخت نہیں ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح پاکستانی آئین میں بھی اسی قسم کی ایک دفعہ ہونی چاہئے، جس کے تحت بلوچستان کے مقامی بلوچوں کی زمینیں غیر مقامی لوگوں کے ہاتھوں فروخت نہ ہوسکیں۔

(غنی پرواز)

ایچ آر سی پی، اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران (بلوچستان)

بچوں کی حالت زار سے مجرمانہ چشم پوشی

آئی۔اے۔رحمان

> لاکھوں نہیں تو ہزاروں بچے، جن میں اکثریت لڑکیاں ہیں، ہر سال تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ بیشتر معاملوں میں مجرمان کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ملی بھگت کے سبب کھلی چھوٹ مل جاتی ہے۔ سال نو کے پہلے 21 دن کے اخبارات سے صورت حال کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان 21 دنوں میں لاہور کے اخبارات میں بچوں پر تشدد کے 26 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان میں سے 20 پنجاب (لاہور میں سات)، تین اسلام آباد، دو سندھ (کراچی) اور ایک خیبر پختون خوا (سوات) سے رپورٹ ہوا جبکہ بلوچستان سے کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔

چیف جسٹس آف پاکستان نے تین بچیوں پر ظالمانہ تشدد کا از خود نوٹس لے کر ہمارے ملک کے بچوں کے نا قابل برداشت حالات کو تنقیدی نظر سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

ان میں سے دو کم عمر لڑکیوں کو مبینہ طور پر ان کے آجروں نے تشدد کا نشانہ بنایا جبکہ تیسری کے ساتھ جنسی زیادتی ہوئی اور اسے بری طرح زخمی کر کے نالے میں پھینک دیا گیا۔

لاکھوں نہیں تو ہزاروں بچے، جن میں اکثریت لڑکیاں ہیں، ہر سال تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ بیشتر معاملوں میں مجرمان کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ملی بھگت کے سبب کھلی چھوٹ مل جاتی ہے۔ سال نو کے پہلے 21 دن کے اخبارات سے صورت حال کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان 21 دنوں میں لاہور کے اخبارات میں بچوں پر تشدد کے 26 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان میں سے 20 پنجاب (لاہور میں سات)، تین اسلام آباد، دو سندھ (کراچی) اور ایک خیبر پختون خوا (سوات) سے رپورٹ ہوا جبکہ بلوچستان سے کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔

نشانہ بننے والوں میں 19 لڑکیاں اور سات لڑکے تھے۔ پانچ کی عمریں 14 سے 15 سال تھیں، جبکہ بیشتر پانچ سے 13 سال کے درمیان تھے۔ ان میں سے 13 کا ریپ ہوا، تین کو قتل کیا گیا اور پانچ کی لاشیں آجر کے گھر سے یا کسی اور مقام سے ملیں۔ صرف دو واقعات میں پولیس نے باقاعدہ تفتیش کی، ایک واقعے میں پولیس نے ایف آئی آر کرنے سے انکار کر دیا اور تین میں والدین نے سمجھوتہ کر لیا۔

ایک رپورٹ کے مطابق گھریلو کام کے لیے ملازم رکھے جانے والے بچوں میں سے زیادہ تر کو چوری کے الزام میں تشدد کو نشان بنایا جاتا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق پاکستان میں گھریلو ملازم بچوں میں سے 35 فیصد تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ ضلع لاہور اس فہرست میں سب سے اوپر ہے۔ اسلام آباد دوسرے نمبر پر آتا ہے۔

ان واقعات کو حسب معمول یا ناگزیر قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے تشدد کے نہ ختم ہونے والے ہولناک سلسلے کا پتا چلتا ہے جو بڑھتا چلا جا رہا ہے کیونکہ مجرموں کو سزا نہیں ملتی اور ریاستی اور غیر ریاستی ادارے بچوں کے بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ یہ اہم قومی معاملہ ہے۔ پاکستان، جہاں بچے اکثریت میں ہیں، بچوں کے استحصال کا مطلب ہے اکثریت کے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

بچوں کے خلاف وسیع پیمانے پر تشدد کے اسباب کا خلاصہ بیان کرنا آسان ہے: بے وسیلہ انتہائی غریب والدین اپنے بچوں کو مزدوری کے لیے بھیجتے ہیں؛ گھریلو ملازمین کو غلام سمجھنے والی جاگیردارانہ ثقافت مری نہیں؛ ریاست گھریلو ملازمین کو درخور اعتنا نہیں سمجھتی؛ عورتوں اور لڑکیوں کو نا صرف ملکیت سمجھا جاتا ہے بلکہ ان سے جنسی اذیت اور بربریت کو جائز سمجھا جاتا ہے؛ بچوں اور نوجوانوں کے لیے جنسی تعلیم کی کمی ہے؛ اس امر کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ مردوں کی بہت بڑی تعداد کا نوٹس نہیں لیا جاتا جنہیں جنسی ضروریات پوری کرنے کے لیے جائز اور سستے ذرائع میسر نہیں؛ پاکستان کے متعدد علاقوں میں دلہن لانا مہنگا ہے؛ پولیس لڑکیوں اور عورتوں کے حقوق کی قدر دان نہیں؛ اور تشدد نے پورے ملک کو گھیر رکھا ہے۔

اس نا قابل قبول صورت حال کے ذمہ دار وہ ادارے بھی ہیں جو اس کا تریاق کر سکتے ہیں۔ لہٰذا بہتری کے امکانات پر غور کرتے ہوئے انہیں بھی زیر غور لانا چاہیے۔ قانون سازوں کو بچوں کے خلاف تشدد کو روکنے اور مجرموں کو سزا دینے کے لیے موزوں قانون سازی کرنے میں ناکامی کا جواب دینا ہوگا۔ بہت ماہ گزر چکے سینیٹ نے بچوں سے بدسلوکی پر ایک بل منظور کیا تھا جس میں زیادہ سخت سزائیں تجویز کی گئی تھیں۔ یہ بل قومی اسمبلی کی توجہ کا منتظر ہے۔ کیا اس کا مطلب ہے کہ قانون سازوں کو بچوں کی زندگی اور صحت کا خیال نہیں؟ اس موضوع پر حالیہ شور و غوغا کے بعد شاید حکومت کو بچوں پر تشدد کے خلاف وفاقی دارالحکومت پر قانون کی جانب مبذول کروایا اور امید کی جاتی ہے کہ یہ قانون سازی موزوں اور جامع ہوگی۔

قانون نافذ کرنے والے ادارے بچوں کی زندگی اور فرد کے وقار کو اپنے اہلکاروں کے تربیتی کورسز کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ ماتحت اہلکاروں کو یہ خیال ترک کرنے کی ضرورت ہے کہ تشدد اور دیگر زیادتیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے مطالبے کا مطلب مالکان سے بغاوت ہے۔ انہیں ملزموں کے خلاف مجرمانہ مقدمات ختم کرنے کے لیے ملزموں اور متاثرین کے درمیان ہونے والے راضی ناموں کا فریق نہیں بننا چاہیے یہاں تک کہ متاثرہ خاندانوں کو مجرموں کی طرف سے صلح پر قائل ہی کیوں نہ کیا جائے کیونکہ کوئی فرد بھی اپنے قانونی حقوق سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ریاست کو تسلیم کردہ بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرنا ہوگی۔ وہ 'بچوں کے حقوق کی کمیٹی' کی تجاویز کو نظر انداز کر رہی ہے۔ وہ بچوں کے حوالے سے یونیورسل سلسلہ وار نظرثانی 2012ء کی سفارشات پر بھی سنجیدگی سے عمل درآمد نہیں کر رہی۔ (حکومت نے بین الاقوامی اداروں سے جس قدر وعدے کر رکھے ہیں انہیں یہاں بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہم کسی اور وقت ان پر بات کریں گے)

اسلامی نظریاتی کونسل اور علماء کو بچوں پر تشدد کے خلاف اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہیے۔ انہیں اپنے شاگردوں اور نوجوانوں کو سمجھانا چاہیے کہ عورتوں اور لڑکیوں کی اذیت رسانی اور بدسلوکی غلط ہے۔ انہیں ان بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ مذہبی شدت پسندوں کے تشدد کی مذمت میں پس و پیش یا جسمانی سزا کی مخالفت سے بچوں کے خلاف تشدد کو ہوا ملتی ہے کیونکہ اس طرح تشدد کو عمومی قبولیت مل جاتی ہے۔ انہیں کم عمری کی شادی کے خلاف اقدامات کی مخالفت پر بھی غور کرنا چاہیے کیونکہ یوں سات یا آٹھ سال کی عمر کی بچی کو شادی کے نام پر کسی بھی عمر کے مرد کے حوالے کیا جا سکتا ہے جس سے مجرموں کو کھلا راستہ مل جاتا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ کمیونٹی کو اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے۔ اسے اگر وہ زیادتی کو زیادتی نہیں سمجھے گی اور اسی شدت سے ردعمل ظاہر نہیں کرے گی تو بچوں کو تشدد سے نجات دلانا ممکن نہیں ہوگا۔ (اردو سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

خوفناک ردِعمل

بابر ستار

ہر کوئی جانتا تھا کہ ردِعمل آئے گا لیکن ہم خودستائی اور غیر سنجیدگی کا مظہر (بلکہ مظہرشاہ) بنے تھے کہ ہم نے جنگ کے دوران اپنی بالادستی دیکھتے ہی اپنی فتح کا اعلان کر دیا۔ ہم کسی افسانوی التباس کا شکار تھے؟ جو لوگ کہتے تھے کہ دہشت گردوں کی کمر توڑ دی گئی، اُنہیں اپنے الفاظ پر شرمندہ ہونا چاہئے۔ لیکن نہیں، وہ شرمندگی سے مغلوب ہونے کی بجائے ماضی کی طرح ان حملوں کی وضاحت کے لئے کائنات کے قریب و بعید ہر گوشے سے اپنے خلاف کی جانے والی سازشوں کی بو سونگیں گے، اور ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم بھی اُن کی عقابی قوتِ شامہ پر اعتماد کریں۔ دوسری طرف یہ حملہ اُن افراد کے لئے مایوس کن ہے جو محسوس کر رہے تھے کہ دہشت گردی کی اس بیماری کی تشخیص بھی غلط تھی اور علاج بھی۔ اس مرحلے پر اوسط پاکستانی، جو اپنے پیاروں کی زندگی کے بارے میں فکرمند ہے، وہ حیران ہے کہ کیا حکومت اُن کی جانوں اور ہونے والے جانی نقصان کو کوئی اہمیت دیتی ہے یا نہیں، اور کیا وہ ان واقعات کے بعد نیشنل سیکورٹی کی حکمتِ عملی پر نظر ثانی کرے گی؟ نیز کیا ریاست عام شہری کی زندگی کو تحفظ دینے کے لئے سخت فیصلے لینے کے قابل ہے؟ کیا ایسا کرنا اس کی ترجیح بن سکتا ہے؟

پندرہ فروری کو پاکستان بھر میں تواتر سے ہونے والے حملوں، جن کی ذمہ داری جماعت الحرار نے قبول کی تھی، کے بعد وزیراعظم نے مہمند میں ہونے والے جانی نقصانات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ’’مسلح افواج کی دی جانے والی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ان قربانیوں نے مادرِ وطن کے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے۔‘‘ لیکن فوجی جوانوں اور پولیس اہل کاروں کی دی جانے والی قربانیوں کی تعریف کرنا ایک بات، جب پے در پے حملے ہو رہے ہوں تو ملک کے وزیراعظم کی طرف سے ملکی سیکورٹی کے ناقابلِ تسخیر ہونے کے دعوے پر اُن کی ’’حقیقت پسندی‘‘ پر کیا کہا جائے؟ سہون شریف پر حملے کے بعد آرمی چیف نے اعلان کیا۔ ’قوم کے بہنے والے خون کے ایک ایک قطرے کا انتقام لیا جائے گا۔ کسی سے رعایت نہیں کی جائے، نیز ہماری سیکورٹی فورسز دشمن قوتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیں گی۔‘‘ لعل شہباز قلندر کے مزار پر حملے کی ذمہ داری داعش نے قبول کی۔ اسی روز داعش نے عراق میں حملہ کر کے 52 افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ کیا آرمی چیف داعش کو دشمن قوت قرار دے کر شکست دینے کی بات کر رہے ہیں؟

آرمی چیف نے غیر ملکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو بھی خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی مذموم حرکتوں سے باز آ جائیں۔ تو کیا آرمی چیف نے دشمن کی قطعی شناخت کر کے ہتھیاروں کا رخ اُس کی جانب کر لیا ہے؟ اس ہفتے دفتر خارجہ امور نے افغان مشن کے ڈپٹی ہیڈ کو بلا کر جماعت الحرار کے حملوں پر احتجاج کیا۔ یہ انتہا پسند گروہ افغان سرزمین پر اپنی موجودگی رکھتا ہے۔ تو کیا ہم بھی وہی کچھ کرنے کا سوچ رہے ہیں جس کا چند ماہ پہلے بھارت نے دعویٰ کیا تھا کہ اُس نے انتہا پسندوں کے ٹھکانوں پر مبینہ سرجیکل اسٹرائیکس کی ہیں؟ جب افغان اور امریکی الزام لگاتے ہیں کہ ہم طالبان اور حقانی گروپ کو سرحد پار کر کے افغان فورسز پر حملے کرنے کا موقع دیتے ہیں تو ہمارا روایتی ردِعمل یہ ہوتا ہے کہ پاک افغان بارڈر طویل اور مسامدار ہے، چنانچہ ہم ہمہ وقت اس پر نگاہ نہیں رکھ سکتے کہ کس نے اسے عبور کیا اور کون ہماری طرف آیا۔ طالبان کے حوالے سے نجی طور پر ہمارا غیر مبہم موقف یہ ہے کہ چونکہ وہ پاکستانی سرحد کے قریب افغان صوبے کے ایک بڑے حصے پر اپنا کنٹرول رکھتے ہیں، اور چونکہ افغان حکومت خود بھی ان علاقوں کو کنٹرول کرنے کے قابل نہیں، اس لئے طالبان کو ناراض کرنا ہمارے مفاد میں نہیں۔

اب ہم کہہ رہے ہیں کہ چونکہ فضل اللہ تحریک طالبان پاکستان اور جماعت الحرار افغانستان میں اپنے ٹھکانے رکھتے ہیں، اس لئے دہشت گردوں کی طرف سے پاکستان میں کئے جانے والے حملوں کی ذمہ داری افغانستان پر عائد ہوتی ہے۔ کیا ہمارے اس استدلال میں حماقت کی جھلک نہیں ملتی؟ امریکہ، افغانستان اور انڈیا برس ہا برس سے ہم پر یہی الزامات عائد کرتے رہے کہ چونکہ اُن پر حملے کرنے والے غیر ریاستی عناصر کا تعلق مبینہ طور پر پاکستان کی سرزمین سے ہے، اس لئے ان حملوں کی ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے۔ اس پر ہم بانگِ دہل کہتے رہے کہ غیر ریاستی عناصر کی سرگرمیوں کی ذمہ داری ریاست پر عائد نہیں ہوتی۔ تو کیا اب ہم اپنی غلطی تسلیم کرنے جا رہے ہیں؟ جنرل کیانی فاٹا کی صفائی کے لئے آپریشن نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ اس کی وجہ سے انتہا پسندوں کے ہاتھ ایک گھومنے والا دروازہ آ جائے گا (تاوقتیکہ افغان اور پاکستانی فورسز مل کر اُن کے خلاف کارروائی کریں)، اور جب پاکستانی فورسز کارروائی کریں گی تو انتہا پسند فرار ہو کر افغانستان چلے جائیں گے، اور وہاں سے سرحد پار حملے شروع کر دیں گے۔ جب ہم نے آپریشن ضربِ عضب کا آغاز کیا تو وہ اس الجھن سے واقف تھے۔ اے پی ایس حملے کو افغانستان سے کنٹرول کیا گیا۔ تو کیا دو سال بعد آج بھی ہمیں اسی مسلے کا سامنا ہے جس کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں؟

جب فضل اللہ سوات پر اپنا کنٹرول قائم کر رہا تھا تو مقامی افراد کو یقین تھا کہ طاقتور عناصر کی سرپرستی کے بغیر کوئی بھی علاقے پر اپنی عملداری قائم نہیں کر سکتا۔ آج تک اس کی وضاحت سامنے نہیں آ سکی کہ ٹی ٹی پی کو سوات کے وسیع و عریض علاقوں پر تسلط قائم کرنے کی اجازت کس نے دی تھی؟ اب یہی ٹی ٹی پی افغانستان میں ہے جہاں افغان حکومت کا کنٹرول برائے نام ہے، تو کیا ہم چاہتے ہیں کہ افغان حکومت ٹی ٹی پی کے حملوں کی ذمہ داری اٹھائے؟ اس کے علاوہ کابل کی پاکستان سے نفرت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ اپنے ہاں ہونے والی ہر خرابی پر آئی ایس آئی کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ افغانستان ایک دشمن ملک ہے، پس چہ باید کرد؟

فرض کریں ہم افغانستان پر اسٹرائیک کرتے ہوئے فضل اللہ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ تو کیا اس سے دہشت گردی ختم ہو جائے گی؟ کیا حکیم اللہ محسود یا اس سے پہلے بیت اللہ محسود کی قیادت میں تحریک طالبان پاکستان کم سفاک تھی؟ اس دوران جب ہم غیر ملکی ایجنسیوں کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے ہاں پروان چڑھنے اور پھر ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جانے والے دہشت گردوں پر سرمایہ کاری کرتے ہوئے اُن کی سرپرستی کر رہی ہیں؟ جس طرح موجودہ تحریک طالبان پاکستان کی فاٹا سے نام نہاد اسلامی امارت ختم کرنے کے لئے جنگ ضروری تھی، لیکن وہ ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح فضل اللہ کو ہلاک کرنے سے ہو سکتا ہے کہ ہمارا حوصلہ بلند ہو جائے لیکن اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ نیز سرحد کو کنٹرول کرنا آسان نہیں، اور پھر اس کے سرحد کے دوسری طرف سے بھی تعاون درکار ہوگا۔ گویا ہم اکیلے دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں کر سکتے۔

حملوں کی زد میں آنے والے عوام کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے جذباتی بیانات کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن یہ ایک پرمغز پالیسی کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں کسی بھی اقدام سے پہلے ایک حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ دہشت گردی کے پیچھے مسخ شدہ عقیدے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے نظریات ہیں جو مذہب کے نام پر تشدد کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہہ کر آگے بڑھ جائیں کہ دہشت گردوں کو حقیقی دین کی سمجھ نہیں لیکن ہم اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کر سکتے کہ دہشت گرد جو کچھ بھی کر رہے ہیں، اس کے پیچھے ان کے عقیدے کی کارفرمائی ہی ہے۔ ہم نے پاکستان میں مسخ شدہ عقائد کے تدارک کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ کیا نیشنل ایکشن پلان کے تحت پر تشدد نظریات اور نفرت انگیز تقریر کا خاتمہ کر لیا گیا؟ دوسرے مسئلے کا تعلق سیکورٹی کے ان مقاصد جن کے حصول کے لئے غیر ریاستی عناصر کے استعمال کو ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ کیا ریاست کو اس غلطی کا ادراک ہو چکا ہے کہ دوسروں کے لئے پالے گئے سانپ اپنے لوگوں کو بھی ڈس سکتے ہیں؟

ہم دشمن ریاستوں کو اپنے مقامی انتہا پسندوں کی سرپرستی سے کیسے روکیں؟ اس وقت غیر ریاستی عناصر کی چوتھی نسل میدان میں ہے۔ پاکستان یا افغانستان میں داعش قائم کرنے لئے کسی کو شام سے ہجرت نہیں کرنی پڑی، اس کا ڈھانچہ طالبان اور دیگر لشکروں کی صورت میں یہاں موجود تھا۔ فرق صرف اتنا پڑا ہے کہ جو ہمارے اثاثے تھے، اب وہ داعش کے اثاثے ہیں۔ فرض کریں پاکستان میں ہلاک ہونے والے شہریوں کے بدلے میں ہم بھی پراکسی استعمال کرتے ہوئے انڈیا اور افغانستان میں اتنے ہی شہری ہلاک کر دیتے ہیں تو کیا اس سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ اور کیا یہ درست انتقام ہوگا؟ دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں عقیدے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے منفی نظریات کو پنپنے سے روکنا ہوگا، اپنے سیکورٹی مقاصد کے لئے غیر ریاستی عناصر کے استعمال کا خواب بھی نہیں دیکھنا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

مردم شماری میں اقلیتوں کی رجسٹریشن اور اقلیتی نشستیں بڑھانے پر زور

کراچی سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلے کی روشنی میں وفاقی حکومت نے وسطِ دسمبر میں مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس طلب کیا۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کے اجلاس کی صدارت وزیراعظم پاکستان نے کی جبکہ چاروں صوبائی وزراء اور اعلیٰ حکام نے اجلاس میں شرکت کی جس میں چاروں صوبائی وزراء اعلیٰ کی باہمی رضامندگی سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ 15 مارچ 2017ء سے ملک بھر میں مردم شماری اور خانہ شماری کا عمل شروع ہوگا۔ دوسرے مرحلہ میں 3 ماہ کی مدت میں ہونے والی اس مردم شماری اور خانہ شماری کی نگرانی فوج کرے گی۔ انتظامی امور کی بہتر انجام وہی کیلئے وفاقی سیکریٹری شماریات کی نگرانی میں چاروں صوبائی چیف سیکریٹریز پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنادی گئی ہے۔ ہر دس سال بعد مردم شماری اور خانہ شماری کا ہونا ایک آئینی تقاضہ ہے۔ 1951ء، 1961ء، 1072ء اور 1981ء تک مردم شماری آئینی مدت کے مطابق ہوتی رہی۔ 1981ء کے بعد مردم شماری 1998ء میں ہوئی اس دوران میں 7 سال کی تاخیر ہوئی، اور اس کے بعد 1998ء میں جو مردم شماری ہوئی اُس کے بعد توقع تھی کہ 2008ء میں مردم شماری اور خانہ شماری ہوگی۔ لیکن کبھی امن وامان کی بگڑتی صورتحال اور کبھی قدرتی آفات، سیلاب یا بارشوں کے نام پر تاخیر کی جاتی رہی۔ اب 19 سال بعد مردم شماری ہونے جا رہی ہے۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق مسیحیوں اور ہندوؤں سمیت دیگر اقلیتوں، پارسیوں اور سکھوں کی آبادی 60 لاکھ کے قریب تھی۔ ہندو کی آبادی 28 لاکھ اور مسیحیوں کی 26 لاکھ ہے۔ اقلیتی آبادی کل آبادی کا 3 فیصد ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان اعداد وشمار کو کبھی بھی اقلیتی حلقوں نے تسلیم نہیں کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ اقلیتوں کی آبادی کو کم کرکے لکھنے کی روایت پڑ چکی ہے۔ قیام پاکستان کے 10 سال تک پاکستان میں اقلیتوں کی آبادی 3 فیصد سے کہیں زیادہ تھی۔ 1974ء کے بعد اقلیتی آبادی، خاص طور پر ہندو برادری نے پاکستانی علاقوں سے اپنے خاندانوں کے ہمراہ نقل مکانی کی اور نقل مکانی کا یہ سلسلہ کم وبیش جاری ہے۔ پارسیوں کی ایک بڑی تعداد نقل مکانی کرچکی ہے۔ نیز مسیحی آبادی کا بڑا حصہ بھی پاکستان سے چلا گیا ہے۔ ہندو آبادی آج بھی مذہبی مقامات پر حملوں کے خوف سے نقل مکانی کررہی ہے۔ جس تیزی سے شہری علاقوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اُس تیزی سے اُن علاقوں کے نمائندوں کی نشستوں میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ دیہی اور شہری علاقوں کی نشستوں کی تقسیم پر اب کھل کر اختلاف سامنے آرہے ہیں۔ قومی اسمبلی میں اقلیتوں کیلئے 10 نشستیں مختص ہیں۔ یہ تعداد 1970ء سے چلی آرہی ہے۔ 145 کے ایوان میں ہی اقلیتوں کی نشستیں 10 تھیں پھر 1985ء سے 1997ء تک جب قومی اسمبلی کے اراکین کی تعداد 217 تھی تو بھی اقلیتوں کی نشستیں 10 ہی رہیں۔ اب 2002ء سے 2013ء تک کی قومی اسمبلی کے اراکین کی تعداد 342 ہے۔ ستم یہ کہ اب بھی اقلیتوں کی نشستوں کی تعداد 10 ہی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کی آبادی 4 کروڑ سے بڑھ کر 18 یا 20 کروڑ ہوگئی ہے لیکن اقلیتوں کی نشستوں کی تعداد ابھی تک کیوں نہیں بڑھی۔ شبہ ہے کہ اقلیتوں کی آبادی بڑھی نہیں یا مردم شماری میں صحیح اعداد وشمار نہیں لکھے گئے۔ کیونکہ اگر درست اعداد وشمار درج کئے جاتے تو نہ صرف نشستوں میں اضافہ کرنا پڑتا بلکہ اسی بنیاد پر مزید وسائل بھی مہیا کرنا پڑتے۔ اقلیتوں کی آبادیوں میں سہولیات کا مسئلہ ہے، روزگار کے مسائل ہیں، تعلیم اور صحت کے مسائل ہیں، رہائش کے مسائل ہیں، قبرستانوں کی زمینوں کے حصول کے مسائل ہیں۔ یہ وہ چند بنیادی مسائل ہیں جن کا تعلق آبادی کے درست اعداوشمار سے ہے۔ اب یہ موقع ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ صورتحال میں کچھ بہتری ہو، ہماری خانہ شماری درست ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ 15 مارچ 2017ء سے مردم شماری اور خانہ شماری کے عمل میں بھرپور شرکت کی جائے۔ اپنے اور اپنے خاندان کے افراد کی گنتی کو یقینی بنائیں۔ قومی فریضہ سمجھ کر متعلقہ عملہ کو درست اعداد وشمار اور معلومات مہیا کریں اور اُنکی رہنمائی کریں تاکہ وہ درست اعدوشمار جمع کرسکیں۔ اپنی آبادی میں ایک دوسرے سے پوچھیں کہ آیا ان کا اندراج ہوگیا ہے، اور اگر نہیں ہوا تو ان کی رہنمائی کریں۔ مردم شماری کے اس اہم موقع پر کلیسائی بزرگوں اور اور چرچ انتظامیہ سمیت دیگر اقلیتی مذاہب کی مذہبی قیادت کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ مردم شماری اور خانہ شماری کے حوالے سے آگاہی مہم چلائیں۔ علاقائی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں، اور متعلقہ عملہ کو علاقوں سے متعلق رہنمائی فراہم کی جائیں۔

(زاہد فاروق)

بھتہ نہ دینے پر ڈاکٹر کے گھر پر بارودی مواد سے حملہ

پشاور یکم فروری 2017 کو پشاور کے علاقہ گلبہار نمبر 4 میں نامعلوم افراد بھتہ نہ دینے پر ایم ایم سی ہسپتال کے ایم ایس کے گھر پر بارودی مواد سے بھرا شاپنگ بیگ پھینک کر فرار ہوگئے جو زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ دھماکے سے گھر کو جزوی نقصان پہنچا تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہو۔ گلبہار پولیس نے مدعی کی رپورٹ پر مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

جائیداد کے تنازعہ پر بیٹے نے باپ کو قتل کردیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ جائیداد کے تنازعہ پر بیٹے نے فائرنگ کرکے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ پولیس نے واقعے کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ چک نمبر 91 ج ب میں غلام عباس اپنے بوڑھے والد برکت علی کو زمین کے تنازعہ پر گولی مار کر قتل کرکے فرار ہوگیا۔ برکت علی کے خاندان والے وقوعہ کو طبی موت قرار دے کر اس کی تدفین کررہے تھے کہ خفیہ اطلاع پر پولیس موقع پر پہنچ گئی اور نعش کو قبضے میں لے لیا۔ پولیس کے مطابق ملزم غلام عباس کو گرفتار کرلیا گیا ہے جس نے ابتدائی تفتیش کے دوران والد کو قتل کرنے کا اعتراف کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا والد زرعی رقبہ اس کی بجائے پوتوں کے نام کرنا چاہتا تھا جس کی بنا پر اس نے اسے قتل کردیا۔ ملزم کے خلاف دفعہ 302 ت پ کے تحت مقدمہ درج کرکے مزید کارروائی شروع کردی گئی ہے۔

(اعجاز اقبال)

نرسوں کا احتجاج

حیدرآباد 8 فروری کو سرکاری ہسپتالوں کے نرسنگ سٹاف نے اپنے مطالبات کے حق میں دھرنا دیا۔ ہسپتالوں میں ہڑتال سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تفصیلات کے مطابق حیدرآباد میں دوسرے روز بھی نرسنگ سٹاف نے سرکاری ہسپتالوں میں کام چھوڑ ہڑتال کی جس کی وجہ سے ہسپتالوں میں زیرعلاج اور نئے مریضوں اور ان کے رشتہ دار وکو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نرسنگ سٹاف نے پریس کلب کے سامنے احتجاجی دھرنا دیا۔ جس دوران میل اور فی میل نرسنگ سٹاف مطالبات کے حق میں نعرے لگاتا رہا۔ قمبر بلوچ اور گلنا مشتاق کا کہنا تھا کہ دیگر صوبوں کی طرح نرسنگ سٹوڈنٹس کا ماہانہ وظیفہ بیس ہزار روپے مقرر کیا جائے۔ ٹائم پے سکیل، پروموشن اور ڈی پی سی کا فوری اطلاق کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کے 19 نرسنگ سکولوں میں میرٹ وسنیارٹی کی بنیاد پر پرنسپلز کی تعیناتی کی جائے اور پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے والی 477 نرسز کو پوسٹنگ آرڈر جاری کئے جائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

ایک شخص کا قتل، خاتون زخمی

جھل مگسی جھل مگسی کے علاقہ موضع سارنگانی میں معمولی تکرار پر تصادم کے نتیجے میں سکندر حسین نامی شخص جاں بحق جبکہ نوجوان عرف ہو تو اور بدر خاتون زخمی ہوگئے۔اگرچہ تحصیلدار جھل مگسی کوساؤنگانی میں کشیدگی طلاع دی گئی تھی تاہم تحصیلدار نے کوئی کارروائی نہیں کی۔اس کے علاوہ یہ اطلاع بھی سامنے آئی ہے کہ تحصیلدار جھل مگسی نے قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے مقتول کے ورثاء کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔علاقہ مکینوں نے سیکرٹری داخلہ اور کمشنر نصیر آباد سے مطالبہ کیا ہے کہ ایسے افسران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(رحمت اللہ)

قبرستان کی اراضی پر قبضے کی کوشش

کمالیہ دربار اور قبرستان کی اراضی پر قبضہ کرنے کی کوشش اور دربار کے متولیوں کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دینے والے افراد کے خلاف علاقہ مکینوں نے احتجاج کیا ہے۔کمالیہ شہر کے وسط میں صدیوں سے قائم دربار محبّ علی شاہ سے ملحقہ قبرستان پر قبضہ مافیا سرگرم ہوگئے ہیں۔علاقہ مکینوں نے احتجاج کرتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ' کچھ لوگ پولیس کے ساتھ سازباز کرکے دربار محبّ علی شاہ اور ملحقہ قبرستان پر قبضہ کرنے اور قبریں مسمار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔'انہوں نے بتایا کہ قبضے کی کوشش کے دوران دربار کی متولی معمر خاتون حمیداں بی بی نے مزاحمت کی تو قبضہ مافیا نے خاتون کو ہراساں کرنے کے لیے اس کے بیٹوں کو حوالات میں بند کرادیا۔مظاہرین کے مطابق معززین علاقہ خاتون کے بیٹوں کو تھانہ سٹی کمالیہ سے رہا کرالائے۔حمیداں بی بی نے بتایا کہ 'وہ آٹھ پشتوں سے اس دربار کی خادمہ ہے اور یہ دربار اور قبرستان یہاں صدیوں سے قائم ہے،لیکن چند بااثر لوگ اس کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔'علاقہ مکینوں نے قبضہ مافیا کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ڈی پی او ٹوبہ اور انتظامیہ سمیت دیگر اعلیٰ حکام سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

داعش کیلئے سندھ کی زمین 'زرخیز': سی ٹی ڈی

کراچی بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم داعش کی جانب سے لال شہباز قلندر کے مزار پر ہونے والے دھماکے کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس تنظیم کے سندھ میں داخلے یا موجودگی نے مزید چوکنا کردیا ہے۔سندھ پولیس کے محکمہ انسداد دہشت گردی (سی ٹی ڈی) کے ذرائع کے مطابق یہ پہلی مرتبہ ہے کہ داعش نے صوبے میں خودکش دھماکے کی ذمہ داری قبول کی ہے،اس سے قبل مذکورہ تنظیم نے نومبر 2016 میں کراچی میں ڈی ایس پی فیاض علی شگری کے قتل کی ذمہ داری قبول کی تھی۔سی ٹی ڈی کے افسر راجہ عمر خطاب کا کہنا تھا 'یہ سندھ میں پہلا بم حملہ ہے جس کی ذمہ داری داعش نے قبول کی ہے'۔ان کا کہنا تھا کہ 'مزار پر ہونے والا بم حملہ داعش کی جانب سے شام اور عراق میں کیے جانے والے حملوں سے مماثلت رکھتا ہے'۔انھوں نے واضح کیا کہ خودکش بمبار نے خود کو صوفی بزرگ کی قبر کے قریب دھماکے سے اڑایا،جبکہ کچھ ہی فاصلے پر دھمال جاری تھی،کیونکہ تنظیم کے مطابق قبروں پر زیارت کیلئے جانا غیر اسلامی عمل ہے۔سی ٹی ڈی افسر کا کہنا تھا کہ مبینہ دہشت گرد حفیظ بروہی،جس پر سیہون بم دھماکے میں اہم کردار ادا کرنے کا شبہ ہے،کی جانب سے داعش میں شمولیت کا اعلان نہیں کیا گیا تھا،لیکن اس کے افغانستان سے تعلق رکھنے والی کالعدم تنظیموں داعش اور جنداللہ اور سندھ اور بلوچستان میں لشکر جھنگوی کے نیٹ ورک سے تعلقات اور رابطے تھے۔ان کا ماننا تھا کہ داعش ان کالعدم تنظیموں کے ذریعے اپنا نیٹ ورک چلا رہی ہے کیونکہ کہ سندھ میں اس کا نیٹ ورک موجود نہیں۔انھوں نے واضح کیا کہ 2015 میں کراچی کے علاقے صفورہ گوٹھ میں اسماعیلی برادری کی بس پر ہونے والے حملے میں ملوث گروپ بھی داعش کے نظریات سے متاثر تھا تاہم وہ اس کالعدم تنظیم کا باقائدہ حصہ نہیں تھا۔سی ٹی ڈی کی جانب سے حال ہی میں کیے جانے والے مطالعہ کے مطابق سندھ اور ملک کے دیگر علاقے داعش کے منظم ہونے کیلئے زرخیز علاقے ثابت ہوسکتے ہیں۔ڈان کو حاصل ہونے والی سی ٹی ڈی کی دستاویزات کے مطابق پاکستان میں صوبہ پنجاب اور کراچی میں داعش کی جانب سے بہت زیادہ بھرتیاں ہورہی ہیں۔سی ٹی ڈی کا کہنا تھا کہ داعش کا بیشتر لٹریچر انٹرنیٹ پر موجود ہے جو بڑی تعداد میں لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کررہا ہے،اس بات کا ثبوت کراچی،اسلام آباد اور سیالکوٹ سے داعش کے سیلز سے حاصل ہونے والے پروپیگنڈا سے ہوتا ہے۔سی ٹی ڈی میں موجود ذرائع نے خیال ظاہر کیا ہے کہ داعش نے پاکستان میں اپنے نیٹ ورک کی بنیاد 2014 میں رکھی تھی۔اس وقت داعش نے افغانستان اور پاکستان کو اپنے ولایتِ خراسان کا حصہ بنانے کا اعلان کیا تھا جبکہ متعدد دہشت گرد گروپوں،جن میں جنداللہ،تحریک خلافت پاکستان (ٹی کے پی) اور تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے کچھ ذیلی گروپ شامل ہیں،نے دسمبر 2014 میں ابوبکر البغدادی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ذرائع کا کہنا ہے کہ لشکر جھنگوی اپنے اہل تشیع مخالف نظریات کی وجہ سے داعش کے پلیٹ فارم کا شکار ہوئی،لشکر جھنگوی کے چیف ملک اسحاق،جس پر 100 سے زائد قتل کا الزام تھا،صوبہ پنجاب میں 2015 میں پولیس مقابلے میں ہلاک ہونے سے قبل داعش سے لنک بنانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔اس کی ہلاکت کے بعد آصف چھوٹو نے لشکر جھنگوی اور داعش کے درمیان لنک بنانے کا ملک اسحاق کا ادھورا کام مکمل کیا لیکن وہ بھی پنجاب ہی میں ایک پولیس مقابلے میں ہلاک ہوگیا۔ذرائع کا کہنا تھا کہ ملک اسحاق اور آصف چھوٹو کی ہلاکت نہ صرف لشکر جھنگوی کے مجموعی ڈھانچے کیلئے بلکہ داعش کے پاکستان کے حوالے سے عزائم کیلئے بھی ایک بڑا دھچکا تھا۔سی ٹی ڈی کے سینئر افسر کا کہنا تھا کہ لشکر جھنگوی کی قیادت کے ختم ہونے کے بعد داعش نے اس کی باگ ڈور سنبھال لی کیونکہ دونوں کالعدم تنظیمیں اہل تشیع مخالف جذبات رکھتی تھیں۔ذرائع کا کہنا تھا کہ لشکر جھنگوی کے دیگر دہشت گردوں کے برعکس آصف چھوٹو نے کراچی پر زیادہ توجہ دی جیسا کہ وہ شہر میں تنظیم کے سیل کا چیف بھی تھا جہاں اس کے گروپ نے اہل تشیع کمیونٹی سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات اور پیشہ ور ماہرین کو نشانہ بنایا۔سی ٹی ڈی کے مطابق حکومت کو ملک میں داعش کے بڑھتے ہوئے نیٹ ورک کے ساتھ منسلک ہونے والے اسلامی شدت پسندوں سے نمٹنے کیلئے سنجیدہ اقدامات کرنے چاہیے۔سی ٹی ڈی کی دستاویزات میں خبردار کیا گیا ہے کہ دیگر دہشت گرد گروپ مستقبل میں داعش میں شمولیت اختیار کرسکتے ہیں جو ملک کے پالیسی سازوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کیلئے بڑا چیلنج ہوسکتا ہے۔

(بشکریہ ڈان اردو)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 25 جنوری سے 25 فروری تک کے دوران ملک بھر میں 211 افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں 68 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 94 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 54 خواتین شامل ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 99 افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور 21 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں 78 نے زہر کھا/پی کر، 39 نے خود کو گولی مار کر اور 62 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے 305 واقعات میں سے صرف 29 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جنوری	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	حدو کے، شیخوپورہ	-	روزنامہ نوائے وقت
25جنوری	کنول	خاتون	-	22برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	نیو کراچی، کراچی	-	روزنامہ امت
25جنوری	امجد علی	مرد	-	28برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	تھانہ باغ ٹیل جعفر آباد	-	فاروق مینگل
25جنوری	عمران	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	ٹیسٹ میں کم نمبر آنے پر	زہر خورانی	کبیروالا، خانیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
25جنوری	نسرین	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بھریا سٹی، خیر پور	-	پاکستان ٹائمز
26جنوری	فوزیہ	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	مقصود رند، نواب شاہ	درج	روزنامہ کاوش
26جنوری	ناہیدہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	بیماری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	میر پور ماتھیلو	-	روزنامہ خبریں ملتان
26جنوری	اللہ دتی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شجاع آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
26جنوری	وسیم	مرد	-	-	-	-	ٹرین تلے آ کر	زاہد کالونی، گجراں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
26جنوری	سمیع اللہ	مرد	-	25برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	محلہ فریدیہ، ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
26جنوری	سلطان احمد	مرد	-	42برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	پاہڑیاں والی، پھالیہ	-	روزنامہ نوائے وقت
26جنوری	سلمیٰ	خاتون	-	45برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	امیر کالونی، للیانی، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
26جنوری	عثمان	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	سیالکوٹ روڈ، گجراں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
27جنوری	بابر خاصخیلی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	گلا کاٹ کر	بھٹائی کالونی، کنری، عمرکوٹ	درج	روزنامہ کاوش
27جنوری	حبیب	مرد	-	48برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	اورنگی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
27جنوری	غلام مجتبیٰ	مرد	-	18برس	-	-	خود کو گولی مار کر	اسٹیل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
27جنوری	رمشا	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	گلبرگ، کراچی	-	روزنامہ امت
27جنوری	ندیم احمد	مرد	-	28برس	شادی شدہ	-	چھت سے کود کر	کھولا کہالا، ایبٹ آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
27جنوری	عطاء محمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 176/9ایل، ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
27جنوری	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
28جنوری	نائلہ	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چک 60ج ب، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
28جنوری	غلام رسول	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو جلا کر	وسہرہ گراؤنڈ، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
28جنوری	سکینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چک 89ای بی، عارف والا	-	روزنامہ جنگ
28جنوری	حمزہ منیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نارو کی ماجھہ، پھول نگر، قصور	-	روزنامہ جنگ
28جنوری	آمنہ	خاتون	-	23برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چک 33/4ایل، رینالہ خورد	-	روزنامہ نئی بات
28جنوری	کامران	مرد	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	محلہ دادزئی، تہکال، پشاور	درج	روزنامہ آج
29جنوری	عائشہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 5ج ب، نشاط آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
29جنوری	غلام عامر	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	علی ٹاؤن، رضا آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29جنوری	نسیم اختر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	چیچہ وطنی	-	روزنامہ جنگ
29جنوری	عبدالطیف	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	ژوب	-	روزنامہ نیشن
29جنوری	ح	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں مٹے،مٹہ،سوات	درج	روزنامہ آج
29جنوری	رشید عالیانی	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	نوری آباد	درج	روزنامہ کاوش
29جنوری	نادر علی	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	پیسے نہ ملنے پر	خودکو گولی مارکر	گوٹھ بھٹی لاڑو، جیکب آباد	درج	روزنامہ کاوش
29جنوری	پانچو کولہی	مرد	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	ٹنڈو جام،حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
30جنوری	ارشد	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کو منانے میں ناکامی پر	پھندا لے کر	چک211ر ب،فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
30جنوری	فرزانہ	خاتون	-	14برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	تھانہ نیو فوجداری، شکارپور	-	ڈیلی ٹائمز
31جنوری	صغیر احمد	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	روجھان	-	روزنامہ خبریں ملتان
31جنوری	حنا	خاتون	-	25برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	محمود آباد،فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
31جنوری	جاوید	مرد	-	35برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک175ولی پور بوڑا،شاہ کوٹ	-	روزنامہ جنگ
یکم فروری	م	بچی	-	12برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	کار،دیر لوئر	درج	روزنامہ آج
یکم فروری	عاطف	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	ہنجروال،لاہور	-	روزنامہ نیوز
2فروری	احمد ذکی	مرد	-	42برس	شادی شدہ	کاروبار میں نقصان	ٹرین تلے آکر	مدینہ کالونی، ملتان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	محمد اشفاق	مرد	-	45برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	ہوید شاہ دیو،بنوں	درج	روزنامہ ایکسپریس
2فروری	شہزادی بی بی	خاتون	-	27برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھوٹکی	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	اقبال	مرد	-	30برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	راجارام، شجاع آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	زوجہ رانا ناصر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	99/15ایل،میاں چنوں	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	-	مرد	-	-	-	-	ٹرین تلے آکر	کچی پمپ،سبزی منڈی، گجراں والا	-	ایکسپریس ٹریبیون
2فروری	-	خاتون	-	-	-	-	ٹرین تلے آکر	کچی پمپ،سبزی منڈی، گجراں والا	-	ایکسپریس ٹریبیون
2فروری	فیصل محمود	مرد	-	-	شادی شدل	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
2فروری	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	99/15ایل،میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ
2فروری	عصمت بی بی	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملتان	-	ایکسپریس ٹریبیون
3فروری	عامر	مرد		25برس	-	-	زہرخورانی	ہیئر،لاہور	-	روزنامہ جنگ
3فروری	نسرین بی بی	خاتون	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ اعواناں والا روڈ، جوہرآباد	-	روزنامہ جنگ
3فروری	طیب	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	پھندا لے کر	حسین پورہ،حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
3فروری	اورنگزیب	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ہیڈ چھتاواں، جاکے چھٹہ	-	روزنامہ جنگ
3فروری	اویس	مرد	-	25برس	غیرشادی شدہ	شادی کے لیے رقم نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	مکھن پورہ،لاہور	-	روزنامہ دنیا
4فروری	شبانہ بی بی	خاتون	-	-	-	زبردستی نکاح کرنے پر	زہرخورانی	موضع گھلواں، ٹھل حمزہ، علی پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
4فروری	ہردل میگھواڑ	مرد	-	45برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	خودکو گولی مارکر	ستارنگر،میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
4فروری	صغریٰ بی بی	خاتون	-	40برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مظفرگڑھ	-	روزنامہ نوائے وقت
4فروری	رضیہ بی بی	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد،رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
4فروری	نوشین	خاتون	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
4فروری	ریاض احمد	مرد	-	55برس	-	ذہنی معذوری	ٹرین تلے آکر	سانگلا ہل	-	روزنامہ خبریں
5فروری	اشرف خان	مرد	-	70برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	شیخ محمدی، بڈھ بیر، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5فروری	ندیم	مرد	-	20برس	-	-	خودکوگولی مارکر	فیض گنج،خیرپورمیرس	-	عوامی اخبار
5فروری	جنید چانڈیو	مرد	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	لاڑکانہ	درج	روزنامہ کاوش
5فروری	شازیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	نہرمیں کودکر	گاؤں ہریا،ہلکوال	-	روزنامہ نوائے وقت
5فروری	اقبال خان	مرد	-	30برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	گاؤں سوانس،میاں والی	-	روزنامہ نوائے وقت
5فروری	-	مرد	-	30برس	-	-	پل سے کودکر	لاہور	-	روزنامہ نئی بات
5فروری	ش	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	موضع کوٹلی زرگٹ،ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
6فروری	چندرماروا ڑی	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندالے کر	پنوعاقل،سکھر	-	عوامی اخبار
6فروری	خادم حسین شر	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ بانکوشر،سانگھڑ	-	عوامی اخبار
6فروری	-	خاتون	-	15برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
6فروری	شان بی بی	خاتون	-	27برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	ڈیرہ بگٹی	درج	روزنامہ خبریں ملتان
6فروری	نوشین بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	کبیروالا	-	روزنامہ خبریں ملتان
6فروری	صائمہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	لودھراں	-	روزنامہ خبریں ملتان
6فروری	ذیشان	مرد	-	-	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	موضع ونجھیرہ تھل،کوٹ سلطان	-	روزنامہ دنیا
6فروری	یاسین	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کومنانے میں ناکامی	پھندالے کر	دریاخان	-	روزنامہ دنیا
6فروری	عمرنصیر	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کومنانے میں ناکامی	پھندالے کر	گلستان جوہر،کراچی	-	روزنامہ دنیا
6فروری	صفیہ بی بی	خاتون	-	35برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	موضع سیداشریف،پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
7فروری	شہزادی	خاتون	-	32برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوجلاکر	حیات اسٹیڈیم،پھول نگر،قصور	-	روزنامہ جنگ
7فروری	امانت علی	مرد	-	-	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چک 700/42،فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
7فروری	نیازاحمد	مرد	-	38برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
7فروری	عائشہ بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	توہاغریب،نوشہرہ	-	راولپنڈی نیوز
7فروری	مرتفاق	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	زندگی سے دل برداشتہ	خودکوگولی مارکر	پٹواربالا،پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
8فروری	فیض احمد	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	ارمڑ،پشاور	درج	روزنامہ آج
8فروری	مونا	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	ابراہیم حیدری،کراچی	-	روزنامہ جنگ
8فروری	حسین	مرد	-	35برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
8فروری	نسرین	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	-	-	چک 104پی،رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
8فروری	محمد آصف	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	پھندالے کر	بورے والا	-	روزنامہ نئی بات
8فروری	نصرت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
8فروری	اعجازفیصل	مرد	-	25برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چک 200گ ب،مریدوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
8فروری	رخسانہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	نشاط آباد،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
8فروری	بابر	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	چک جھمرہ،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
9فروری	احسان اللہ	مرد	-	20برس	-	-	خودکوگولی مارکر	شیرورروزنامہ جنگی،خزانہ،پشاور	درج	روزنامہ آج
9فروری	حاکم شیخ	مرد	-	40برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	گلشن سانون کالونی،سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
9فروری	شہنازبی بی	خاتون	-	29برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	صادق آباد،رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	فرزانہ بی بی	خاتون	-	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	روہیلاں والی،ملتان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	شبانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	راجن پور	-	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9فروری	بھراواں مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجارام، شجاع آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	اسماعیل خان	مرد	-	-	،	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں جج والا، چونیاں، قصور	-	روزنامہ نیوز
9فروری	عدنان	مرد	-	21برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	پھندا لے کر	کوٹ لکھپت، لاہور	-	روزنامہ دنیا
10فروری	محمد افضل	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	سانده، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
10فروری	بوٹا	مرد	-	24برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ لکھپت، لاہور	-	روزنامہ جنگ
10فروری	نرگس بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	سید پور، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
10فروری	عبداللہ زاہد	مرد	-	12برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بارہ کہو، اسلام آباد	-	روزنامہ دنیا
10فروری	شمع	خاتون	-	-	،	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	مچھر کالونی، کراچی	-	روزنامہ دنیا
10فروری	رمیش میگھواڑ	مرد	-	26برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندا لے کر	گوٹھ حاجی صدیق دل، بدین	-	روزنامہ کاوش
10فروری	گودکولہی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مار کر	گوٹھ گجو موری، ٹنڈو غلام علی، بدین	درج	روزنامہ کاوش
10فروری	شمشاد بی بی	خاتون	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نواں کوٹ، خان پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
10فروری	سرفراز	مرد	-	19برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو جلا کر	محلہ راجپوتاں، خان پور بگا	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	شازیہ جونیجو	خاتون	-	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مار کر	لواری شریف، بدین	درج	روزنامہ کاوش
11فروری	پھوجو کولہی	مرد	-	65برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	پھندا لے کر	گوٹھ مودران، ننگر پارکر، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
11فروری	منہوج	مرد	-	25برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	جٹ لائن، کراچی	-	روزنامہ امت
11فروری	غلام بشیر	مرد	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روہیلاں والی، ملتان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	آمین	مرد	-	35برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	نورے والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	دلشاد	مرد	-	25برس	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	خودکو گولی مار کر	بستی شہداد پور، قائم پور	-	شیخ مقبول حسین
11فروری	عطاء محمد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	الہ آباد کالونی، ڈی جی خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	محمد یوسف	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	گاؤں بڈھا گورائیہ، نوشہرہ ورکاں	-	روزنامہ جنگ
11فروری	شہزاد یونس	مرد	-	-	-	نوکری سے نکالے جانے پر	-	گاؤں خلاص پور، جہلم	-	روزنامہ جنگ
11فروری	فیصل	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	قصبہ کوہلہ، اوکاڑہ	-	روزنامہ نوائے وقت
11فروری	-	خاتون	-	-	-	-	نہر میں کود کر	سرائے مغل، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
11فروری	میدان علی چانڈیو	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	خودکو گولی مار کر	گاؤں پیارو خان چانڈیو، خیرپور	-	ڈیلی ٹائمز
11فروری	شارق	مرد	-	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چونگی امر سدھو، لاہور	-	روزنامہ جنگ
11فروری	نعمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مار کر	گرجاکھ، گجراں والا	-	روزنامہ جنگ
11فروری	لبنیٰ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بڈھیکے، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
11فروری	م	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع پڈالی، ڈسکہ	-	روزنامہ جنگ
11فروری	فرحان	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گڑھ مہاراجا	-	روزنامہ جنگ
11فروری	طارق	مرد	-	30برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع بھیرووال، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
12فروری	منصور خان	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مار کر	خان گل گڑھی، متھرا، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
12فروری	رافع	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	استاد کی ڈانٹ کی وجہ سے	پھندا لے کر	قمبر، شہدادکوٹ	-	روزنامہ کاوش
12فروری	منوج کمار	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ہوسڑی، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
12فروری	عبدالجبار	مرد	-	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	قذافی کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
12فروری	سفیان	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں گابیاں دا چک، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12فروری	-	مرد	-	37برس	-	-	خودکوگولی مارکر	گارڈن، کراچی	-	ایکسپریس ٹریبیون
13فروری	حمزہ خان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالےکر	غازی کور، علی زئی، مہمند ایجنسی	درج	روزنامہ ایکسپریس
13فروری	سجاد حسین	مرد	-	18برس	-	-	زہرخورانی	گوٹھ محمد مراد بروہی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
13فروری	مشتاق احمد	مرد	-	25برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	موضع بیٹ سوئی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13فروری	روبینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	غوث پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13فروری	شادو	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عمرکوٹ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
13فروری	اکرم	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	چک نمبر60، حاصل پور	-	شیخ مقبول حسین
13فروری	منیر احمد	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	جھل مگسی	-	ایکسپریس ٹریبیون
13فروری	عرفان غلام حسین	مرد	-	-	شادی شدہ	نشے کے لیے رقم نہ ملنے پر	زہرخورانی	ڈیرہ اشرہ پورہ، نارنگ منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
13فروری	علی نزاکت	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تین پورہ، دینہ	-	روزنامہ نوائے وقت
13فروری	ساجد بروہی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں مراد بروہی، شکارپور	-	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
14فروری	عمرزمان	مرد	-	-	شادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	ماندوخیل، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
14فروری	نسیما	خاتون	-	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ بڈوسٹھار، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
14فروری	ندیم کلہوڑو	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	پھندالےکر	گوٹھ حبیب، مورو، نوشہروفیروز	-	روزنامہ کاوش
14فروری	زبیدہ مری	خاتون	-	26برس	-	-	-	کوٹ لالو، فیض گنج، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
14فروری	پنہل	مرد	-	28برس	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	خودکوگولی مارکر	گاؤں دیا، شکارپور	-	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
14فروری	مختار احمد	مرد	-	-	-	علاج نہ ہونے پر	چھت سے کودکر	الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
14فروری	رمضان	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندالےکر	چک513 ای بی، شیخ فاضل	-	روزنامہ نئی بات
14فروری	-	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	شوہرکی دوسری شادی پر	خودکوجلاکر	شفاعت کالونی، ملتان	-	روزنامہ نئی بات
15فروری	عزیزاحمد	مرد	-	24برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندالےکر	لیاری، کراچی	-	روزنامہ جنگ
15فروری	سلمٰی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	-	پھندالےکر	کورنگی، کراچی	-	روزنامہ جنگ
15فروری	ہارون	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	پھندالےکر	نواب پورہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
15فروری	اقبال	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندالےکر	قصبہ55، اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
15فروری	منورحسین	مرد	-	60برس	شادی شدہ	-	پھندالےکر	چک55ڈی، دیپالپور	-	روزنامہ جنگ
15فروری	عابد	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	8/2اے آر، میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ
16فروری	سعید	مرد	-	45برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	-	رائے ونڈ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
16فروری	عتیق الرحمان	مرد	-	-	شادی شدہ	تنخواہ نہ ملنے پر	-	حیدرآباد	-	روزنامہ جنگ
16فروری	اسد	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	واہنڈو، کامونکی	-	روزنامہ خبریں
16فروری	نعمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	وہاڑی روڈ، ملتان	-	روزنامہ نوائے وقت
16فروری	-	خاتون	-	-	-	-	دریامیں کودکر	بہاول نگر	-	روزنامہ نیوز
16فروری	سلیم خان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	سردارگڑھی، چمکنی، پشاور	درج	روزنامہ آج
16فروری	عتیق الدین	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندالےکر	حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
16فروری	سبھاگی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	گوٹھ آباد، بھان سیدآباد، دادو	-	روزنامہ کاوش
16فروری	عثمان پنہور	مرد	-	25برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	گوٹھ نوح اسٹیشن، پھلجی، دادو	-	روزنامہ کاوش
17فروری	احسن	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	اورنگی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17فروری	محمد شہزاد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	گلبرگ، خانیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
17فروری	ثمرین	خاتون	-	22برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	ٹرین تلے آ کر	مشتاق کالونی، خانیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
17فروری	شوکت علی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	183ای بی، بورے والا	-	روزنامہ نئی بات
17فروری	عاطف	مرد	-	22برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	نوکھر قدیم، فاروق آباد، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
18فروری	محمد عثمان	مرد	-	19برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	چوتی پل، چارسدہ	درج	روزنامہ آج
18فروری	مرواں	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ اکلی، ننگر پارکر، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
18فروری	زبیر میرانی	مرد	-	27برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	خود کو گولی مار کر	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
18فروری	ندیم مسیح	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دل برداشتہ	خود کو گولی مار کر	331 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ ڈان
18فروری	لبنیٰ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ٹھٹھہ پیرا، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
19فروری	نشاء	خاتون	-	24برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ملت پارک، لاہور	-	روزنامہ خبریں
19فروری	مبشر	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	محلّہ پیر بخاری، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
19فروری	ذکیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	روہیلاں والی، ملتان	-	روزنامہ ایکسپریس
19فروری	سلیم	مرد	-	-	-	افسر کے رویے سے دل برداشتہ	-	راولپنڈی	-	روزنامہ نئی بات
19فروری	عرفان اللہ	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	زندگی سے دل برداشتہ	خود کو گولی مار کر	لنڈی ارباب، بھانہ ماڑی، پشاور	درج	روزنامہ آج
19فروری	راجو کولہی	مرد	-	24برس	-	-	پھندا لے کر	میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
19فروری	اصغر	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	گوٹھ رسالدار، میرپور، ٹھٹھہ	-	عوامی اخبار
19فروری	اسد علی رند	مرد	-	16برس	-	-	نہر میں کود کر	ٹنڈو آدم، سانگھڑ	-	عوامی اخبار
19فروری	اصغر برڑو	مرد	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ٹھل، حیدرآباد	-	عوامی اخبار
19فروری	جھینو کولہی	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	اسلام کوٹ، تھرپارکر	-	عوامی اخبار
19فروری	پیمراج	مرد	-	33برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	ٹالہی، عمرکوٹ	-	عوامی اخبار
19فروری	کنیزہ بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سنی پل، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	مبشر	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	محلّہ پیر بخاری، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ ملتان
20فروری	غلام شبیر	مرد	-	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ حاجیو، گڑھی خیرو	-	روزنامہ کاوش
21فروری	ثناءاللہ جت	مرد	-	38برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	کوٹری، جامشورو	-	روزنامہ کاوش
21فروری	ابراہیم باچڑو	مرد	-	35برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	دوگاست، مٹیاری	-	روزنامہ کاوش
21فروری	نبیل	مرد	-	30برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	سعید آباد، کراچی	-	روزنامہ جنگ
22فروری	قمرالدین چنا	مرد	-	46برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	محبت ڈیرو، کنڈیارو، نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
22فروری	صداقت کلہوڑو	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گوٹھ ابراہیم کھٹی، بھریاسٹی	-	روزنامہ کاوش
22فروری	سہیل شاہ	مرد	-	22برس	-	-	پھندا لے کر	فشریز، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
23فروری	ندیم میرانی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ		خود کو گولی مار کر	نیوں ڈیرو، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
23فروری	شبانہ زرداری	خاتون	-	-	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	شہداد پور، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
23فروری	جہانگیر	مرد	-	26برس	-	-	پھندا لے کر	کلفٹن، کراچی	-	روزنامہ امت
24فروری	علی ڈینو رند	مرد	-	55برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	گوٹھ حاجی رند، نواب شاہ	درج	روزنامہ کاوش
24فروری	حوا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ پیر بکر، شکارپور	درج	روزنامہ کاوش
24فروری	محمد جمن خاصخیلی	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ شیخ لاہو، سجاول	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24فروری	بابر قریشی	مرد	-	32برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	اورنگی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
24فروری	رضیہ بی بی	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 167ٹی ڈی اے، لیہ	-	روزنامہ خبریں ملتان
24فروری	عدنان	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	روہیلاں والی، ملتان	-	روزنامہ خبریں ملتان
24فروری	صائمہ	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلا کر	پکا گھلواں، خان گڑھ، مظفر گڑھ	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	حسنین	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	نئی موٹر سائیکل نہ ملنے پر	زہرخورانی	گلشن اقبال، خان پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	عمران	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	چک 97فتح، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	فاطمہ خلیل	خاتون	-	-	-	-	-	گیلے وال	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	وریام	مرد	-	-	-	-	-	لڈن، وہاڑی	-	روزنامہ خبریں ملتان

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جنوری	شہناز بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	پولیس ک رویے سے دلبرداشتہ	خودکو آگ لگا کر	موضع گجو واہن، خان گڑھ	-	روزنامہ نوائے وقت
26جنوری	امیر بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	پیرولی سلطان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
26جنوری	سمیرا بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	چک 72این پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
26جنوری	شیر خان	مرد	-	18برس	-	-	-	میرپور ماتھیلو	-	روزنامہ خبریں ملتان
26جنوری	حضور بخش	مرد	-	24برس	شادی شدہ	-	-	مدینہ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
26جنوری	موسیٰ خان	مرد	-	60برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جنوری	زاہدہ	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورنی	قاضی احمد، نواب شاہ	-	روزنامہ کاوش
28جنوری	روشن بھیل	خاتون	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہیڈ قاسم واہ، لیاقت پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جنوری	-	مرد	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
28جنوری	بلال	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
28جنوری	خالد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نیوز
28جنوری	امتیاز علی	مرد	-	20برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	رانی پور، خیرپور میرس	-	عبدالمنعم ابڑو
29جنوری	امتیاز علی شاہانی	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رانی پور، گمبٹ، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
29جنوری	کلثوم بی بی	خاتون	-	22برس	-	-	-	فتح پور کمال، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29جنوری	آمنہ بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	-	-	سربھوری، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29جنوری	عابدہ بی بی	خاتون	-	38برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29جنوری	عائشہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، میلسی	-	روزنامہ جنگ ملتان
29جنوری	شہناز بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خودکو آگ لگا کر	کچہری گیٹ، مظفر گڑھ	-	روزنامہ جنگ ملتان
29جنوری	ش	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
30جنوری	وقار	مرد	-	35برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	شاہی بازار، جیکب آباد	-	روزنامہ کاوش
30جنوری	شازیہ بی بی	خاتون	-		شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع پپلی والا، سمبڑیال	-	روزنامہ نئی بات
31جنوری	امیر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
31جنوری	صباء بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ مرضی پور، بورے والا	-	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
31جنوری	بلال احمد	مرد	-	25برس	شادی شدہ	-	-	ہسپتال کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
31جنوری	عمران علی	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	جناح پارک، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
31جنوری	ظہور احمد	مرد	-	26برس	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	خود کو آگ لگا کر	چک 140 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	عصمت بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	زہر خورانی	ملتان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	صائمہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	بلیجیم چوک، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	قیمتی مائی	خاتون	-	20برس	-	-	-	چک 81 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	دلدار احمد	مرد	-	24برس	-	-	-	تاج گڑھ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
2فروری	رمضان	مرد	-	32برس	-	-	-	سنی پل، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
4فروری	عظیما	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	ریلوے گراؤنڈ، ٹنڈو آدم، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
4فروری	حرا	خاتون	-	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	شاہ فیصل اسٹریٹ، ٹنڈو آدم، سانگھڑ	-	روزنامہ عوامی اخبار
4فروری	شفیق	مرد	-	-	-	-	خود کو آگ لگا کر	ریلوے روڈ، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	نمرہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	عزیز آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	علیبہ	خاتون	-	-	-	-	-	اوباڑو	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	شہزادی بی بی	خاتون	-	21برس	-	-	-	ٹرسٹ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	عاصمہ بی بی	خاتون		20برس	-	-	-	چک نمبر 45 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	ثمینہ بی بی	خاتون	-		-	-	-	بستی چندرانی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	نصیب احمد	بچہ	-	13برس	غیر شادی شدہ	-	-	موضع کاچھا، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
5فروری	ح	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	جام شورو، حیدر آباد	-	روزنامہ کاوش
5فروری	خادم حسین شر	مرد	-	25برس	شادی شدہ	-	زہر خورانی	گاؤں بانگو خان شر، سانگھڑ	-	ابراہیم خلجی
5فروری	ث	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	محلہ حبیب پورہ، کامونکی	-	روزنامہ خبریں
6فروری	جلال شاہ	مرد	-	28برس	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	گوٹھ مبین شاہ، میرانی، بدین	-	روزنامہ کاوش
7فروری	ناصر	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں ونگن عظیم، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ خبریں
7فروری	سعدیہ	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
7فروری	ثوبیہ کلوئی	خاتون	-	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ جینو کلوئی، ڈگری، میر پور خاص	-	روزنامہ کاوش
7فروری	فضیلت بی بی	خاتون	-	24برس	شادی شدہ	-	-	بہادر پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
7فروری	نسرین بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	-	-	کندھ کوٹ	-	روزنامہ جنگ ملتان
7فروری	حسین	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
8فروری	ورد علی	مرد	-	25برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	تحصیل سوبھوڈیرو، خیر پور میرس	-	عبدالمنیم ابڑو
9فروری	سکندر چانگ	مرد	-	20برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	تحصیل فیض گنج، خیر پور میرس	-	عبدالمنیم ابڑو
9فروری	شازیہ بی بی	خاتون	-	23برس	-	-	-	چوک بگا، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	مدیحہ شاہ	خاتون	-	25برس	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	سحرش بی بی	خاتون	-	30برس	-	-	-	سیٹلائٹ ٹاؤن، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
9فروری	ح	خاتون	-	26برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ماڈل ٹاؤن، کامونکی	-	روزنامہ خبریں
10فروری	ح	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
10فروری	نوید	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	سید پور، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
10فروری	رفیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	میرہ کچوڑی، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10فروری	شمشاد	خاتون	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نواں کوٹ، خان پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
11فروری	گڈی مائی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	گلشن اقبال، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	فہیم بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	چک3 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	سعید	مرد	-	24برس	-	-	-	چک111 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	امتیاز بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	ابوظہبی کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
11فروری	اللہ رکھا	مرد	-	-	-	-	خودکوجلاکر	لاہور پریس کلب	-	روزنامہ نوائے وقت
11فروری	اعجاز احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک322 گ ب، پیرمحل	-	روزنامہ نئی بات
12فروری	مونا بی بی	خاتون	-	14برس	غیرشادی شدہ	-	-	ابوظہبی کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	جمیلہ بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	عمران	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک118/1، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	جاگیر	مرد	-	21برس	-	-	-	آبادپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	تنویراحمد	مرد	-	23برس	-	-	-	پیپل والا پل، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	کنول	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	خانیوال	-	روزنامہ جنگ ملتان
12فروری	سفیان	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گاؤں گابیاں دا چک، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ دنیا
12فروری	ذوالفقار علی	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں وکیل والا، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ دنیا
15فروری	عدیل	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
15فروری	ع	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
16فروری	جاوید اقبال	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے تنگ آکر	زہرخورانی	کوٹ عبدالمالک	-	روزنامہ خبریں
17فروری	محمد جاوید	مرد	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاد باغ کالونی، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ دنیا
17فروری	سدرہ	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	اسکول کی چھت سے کودکر	دانش اسکول، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
18فروری	بختاور بی بی	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18فروری	نسرین بی بی	خاتون	-	22برس	-	-	-	کموں شہید، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18فروری	زینت بی بی	خاتون	-	28برس	-	-	-	ڈہرکی	-	روزنامہ خبریں ملتان
19فروری	ریما بی بی	بچی	-	13برس	غیرشادی شدہ	-	-	بھونگ شریف، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	بختاور بی بی	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک17 این پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	سمیرا بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	-	-	جعفرپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	حمیدہ بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	-	-	چک نمبر10 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	کمال دین	مرد	-	33برس	شادی شدہ	-	-	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	عابد حسین	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹ سبزل، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19فروری	ولید علی	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	تھلواڑی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
23جنوری	صائمہ	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	پکا گھلواں، خان گڑھ، مظفرگڑھ	درج	روزنامہ خبریں ملتان
24جنوری	عابد علی	مرد	-	28برس	شادی شدہ	-	-	پل گری، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	فوزیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکوآگ لگاکر	امین آباد، لیاقت پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	رانی بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	چک نمبر103 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
25فروری	یعقوب احمد	مرد	-	19برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان

ایک خوفناک سوچ

محمد عامر رانا

کیا ہم اپنے دشمن کا تعین کرنے میں ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں؟

اگر ہم دماغ استعمال کریں اور اپنی آنکھیں کھلی رکھیں تو یہ کام مشکل نہیں۔ باہر کے دشمن کو پہچاننا مشکل نہیں اور ریاست اسکے حربوں سے نمٹنا بھی جانتی ہے۔ لیکن اندر کا دشمن بہت خطرناک ہے، وہ علاقوں پر ہی قبضہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ ہمارے سماجی ڈھانچے کا تیہ پانچہ کرتے ہوئے ہمارے ذہنوں، سماج، ثقافت اور سیاست کو بھی متاثر کرنا چاہتا ہے۔ یہ دشمن اس لئے بھی بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ ہمارے اندر موجود ہے۔ یہ ہمارے ساتھ رہتا ہے اور ہمارے اندر آ کر ہمیں نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ خبردار کئے بغیر آہستہ آہستہ ہمارے خیالات کو زہر آلود بنا دیتا ہے۔

یہ لوگوں کی اکثریت کی منشا کے خلاف ان پر مسلک، مذہب، نظریات اور سماجی ایجنڈے کی مخصوص شکل تھوپنا چاہتا ہے۔ یہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے تشدد کا سہارا لئے ہوئے ہے۔ بعض اوقات یہ صرف ایسا ماحول بناتا ہے جو اس کے پرتشدد نظریاتی ساتھیوں کے لئے معاون ہو سکے۔

ریاست ایسے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے آئینی، قانونی اور سیکورٹی اقدامات اٹھاتی ہے۔ لیکن جب ریاستی ادارے اس اندرونی دشمن کو پہچاننے کی صلاحیت کھو دیں تو؟ اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ دشمن اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب ہو چکا ہے۔

وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے بظاہر کالعدم گروپ کے رہنما کے ساتھ اپنی ملاقات کی توجیح کی کوششوں میں فرقہ وارانہ تنظیموں کو دہشت گرد گروپ قرار دینے سے معذرت کر لی ہے۔ تاہم اس سے ان فرقہ وارانہ اور نظریاتی ابہامات کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے جو ہمارے اداروں اور ہمارے رہنماؤں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔

انگریزی روزنامہ ڈان نے اپنے اداریے میں وزیر داخلہ کے بیان کا کھل کر تنقیدی جائزہ لیا ہے اور یہ بات درست انداز میں بیان کی ہے کہ وزیر داخلہ کے بقول یہ کوئی صدیوں پرانا تنازعہ نہیں ہے بلکہ برصغیر اور بالخصوص پاکستان میں انتہا پسندانہ تشدد کا براہ راست تعلق 1980 کی دہائی میں فرقہ وارانہ گروہوں اور اداروں کی بڑھوتری سے ہے۔ ان گروہوں نے پاکستان میں مسالک کے درمیان نفرت کو پروان چڑھایا۔ پاکستان میں عسکری منظر نامہ اپنی فطرت میں بہت حد تک فرقہ وارانہ ہے۔ اور مذہب سے متاثرہ انتہا پسندوں اور عسکریت پسندوں کی رگوں میں فرقہ وارانہ رجحانات خون بن کر دوڑتے ہیں۔

تمام مقامی اور غیر ملکی دہشت گرد تنظیمیں جیسا کہ طالبان، القاعدہ اور دولت اسلامیہ کئی سطحوں پر فرقہ وارانہ ایجنڈے کو ہی لے کر چلتے ہیں۔ افغان طالبان فرقہ وارانہ اختلافات کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ افغانستان اور پاکستان دونوں میں فرقہ وارانہ تنظیموں کو مدد فراہم کرتے ہیں لیکن سیاسی طور پر وہ اس کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ اس سے افغانستان میں ان کی تحریک متاثر ہو سکتی ہے۔ جبکہ القاعدہ فرقہ وارانہ گروہوں کو علاقے میں اپنے جغرافیائی اتحادیوں کے طور پر استعمال میں لاتی ہے اور دولت اسلامیہ کا فرقہ وارانہ ایجنڈا تو بہت زیادہ جارحانہ ہے۔

تحریک طالبان پاکستان، پنجابی طالبان، جنداللہ اور لشکر جھنگوی کے بہت زیادہ قریب ہے اور یہ سب گروپ اپنی فرقہ وارانہ شناخت پر فخر کرتے ہیں۔

ریاست ایسے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے آئینی، قانونی اور سیکورٹی اقدامات اٹھاتی ہے۔ لیکن جب ریاستی ادارے اس اندرونی دشمن کو پہچاننے کی صلاحیت کھو دیں تو؟ اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ دشمن اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب ہو چکا ہے۔

مجموعی طور پر فرقہ وارانہ اور عسکری گروہ دولتِ اسلامیہ اور القاعدہ کے زیر اثر شدت پسندی میں ڈھل کر عالمی عسکری گروپوں میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ ان گروہوں کو انسانی وسائل کہاں سے مل رہے ہیں یہ اب کوئی راز کی بات نہیں ہے۔

اس پس منظر کے مطابق ریاست اگر اس خطرے کا ادراک نہیں کرتی تو انتہا پسندی اور دہشت گردی کے تدارک میں اس کی کاوشیں بری طرح متاثر ہوتی ہیں۔

خطرے کا غلط ادراک ہمارا حقیقی دشمن ہے اور یہ ان بعض دقیانوسی تصورات پر کھڑا ہے جن پر ہمارے ریاستی ادارے یقین کرتے ہیں۔ ان تصورات کے تحت ایک مذہبی مفکر اور فرقہ پرست رہنما میں فرق نہیں کیا جاتا۔ خطرے کے نامناسب ادراک کی وجہ سے پاکستان میں فرقہ وارانہ تشدد کی سیاسی حرکیات کو سمجھنے میں ناکامی ہوتی ہے۔

کئی کالعدم فرقہ وارانہ تنظیموں نے مختلف ناموں سے، اپنے آزاد امیدواروں کی شکل میں یا پھر صفِ اوّل کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحادوں کی صورت میں سیاسی لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور وہ انتخابی سیاست میں حصہ بھی لیتی ہیں۔ ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے ان گروہوں نے سیاسی حیثیت بھی تسلیم کروالی ہے۔

متحدہ مجلس عمل جو 2002 کے انتخابات کے نتیجے میں دو صوبوں میں پرویز مشرف کی زیر قیادت پاکستان مسلم لیگ ق کی اتحادی بھی تھی اس میں شامل چھ مذہبی جماعتوں میں کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان کے ساتھ تحریک جعفریہ پاکستان بھی شامل تھی۔ تحریک جعفریہ پاکستان اور سپاہ صحابہ پاکستان جو اب اہل سنت والجماعت کے نام سے جانی جاتی ہے ان دونوں جماعتوں نے مذہبی منافرت اور عدم برداشت کو رواج دیا ہے۔

اگرچہ پاکستان کی سیاست میں فرقہ وارانہ جہتوں کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نیشنل ایکشن پلان کے 20 نکات میں سے 18 فرقہ واریت کے خلاف ہیں۔ در ایں اثنا نکات نمبر تین، پانچ اور پندرہ کالعدم تنظیموں، منافرانہ تقریروں اور انتہا پسندی کے خاتمے سے نمٹنے کے اقدامات اور فرقہ وارانہ گروہوں کو لگام دینے سے متعلق ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ وزیر داخلہ نے سینیٹ سے اپنے خطاب میں بتایا کہ گزشتہ ساڑھے تین سالوں میں انہوں نے انسداد دہشت گردی اور سیکورٹی کے سلسلے میں 142 ملاقاتیں کیں جن میں 44 ملاقاتیں وزیر اعظم ہاؤس میں ہوئیں۔ لیکن جو بات انہوں نے نہیں بتائی وہ یہ کہ ان ملاقاتوں کا نتیجہ کیا نکلا بالخصوص ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی۔ سیاسی طور سے ہٹ کر بھی یہ حکومتی کمزوری ہے کہ فرقہ واریت کا کوئی حل نہیں نکل سکا۔ عسکریت پسندوں کی واپسی کا طریقہ بھی ابھی تک اختیار نہیں کیا گیا۔

سب سے اہم بات یہ کہ حکومت نے ابھی تک اس جانب کوئی سوچ بچار بھی نہیں کی کہ فرقہ وارانہ گروہوں کو غیر مؤثر کرنے یا ان کی واپسی کی منصوبہ اس کی ذمہ داری ہے۔ باخبر حلقوں کے مطابق ایک بڑی فرقہ وارانہ جماعت نے حکومت کو پیش کش کی تھی کہ فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے اپنا ناطہ توڑ لیں گے اور عوامی سطح پر اعلان کریں گے اور اسباب کی ضمانت بھی دیں کہ ان کے پلیٹ فارم سے کسی بھی دوسرے مسلک کے خلاف نعرے نہیں بلند ہوں گے۔ اس کے بدلے میں ان کی جماعتیں حکومت سے قومی سطح پر سیاسی جماعت کی تشکیل کی اجازت مانگی تھی۔ اس پیشکش کا دوسرے مسالک کی کچھ دیگر تنظیمیں نے بھی خیر مقدم کیا تھا۔ اور ایسا ہی حلف دینے پر رضا مندی ظاہر کی تھی۔ مگر حکومت نے اس پیشکش پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ یہ کیسا رویہ ہے کہ حکومت نہ تو ان گروپوں کو مرکزی دھارے میں لا رہی ہے اور نہ ہی ایسا اقدامات کر رہی ہے کہ یہ گروہ قانون کی مکمل گرفت میں آسکیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کو اپنے اوپر اعتماد نہیں ہے کہ وہ دہشت گردی، فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے خطرے کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ وہ ''مذہب'' کے لفظ سے ہی خوف زدہ ہے اور وہ مختلف طرح کے مذہبی گروہوں سے پریشان ہے۔ سیکورٹی ادارے صرف ان گروہوں کے خلاف سخت ایکشن لیتے ہیں جو اپنا راستہ بدلتے ہوئے ریاست کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے ہیں۔ دوسری جانب حکومت نے مذہبی اداروں کو ضابطوں کو ماتحت کرنے میں اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں۔

(بشکریہ ڈان، ترجمہ، سجاد اظہر)

تمام ذمہ داریاں نبھانے کے باوجود عورت 'نازک' کیوں؟

وقاص عالم انگاریہ

ہمارے ایک استاد کراچی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ بلوچستان کے طالب علموں کی ایک ادبی اور غیر سیاسی تنظیم کے فورم پر دوران لیکچر بات سے بات نکلی تو انہوں نے بتایا کہ کسی روز ان کی بیگم سے محترم کی چپقلش ہوگئی اور پھر غصہ میں آ کر انہوں نے اپنی والدہ سے کہا اسے لے جائیں یہاں سے۔ والدہ لے گئیں۔

جب گھنٹے ڈیڑھ کے بعد ان کا غصہ قابو ہوا تو اب انہوں نے کہا کہ بھئی کیا کیا جائے، بیگم کے بغیر دل نہیں لگتا تو انہوں نے ذرا ہمت کر کے انہیں منانا چاہا، لیکن بقول ان کے ان کی "مردانگی" کا عنصر اجاگر ہو گیا اور پھر قدم دہلیز پر جم گئے۔

مرد کی غیرت کا تو یہی تقاضہ ہے کہ عورت ذات اسے منائے، اس سے معافی مانگنے، اس کے پاوں رگڑنے اور اس کے غیض وغضب کا بار برداشت کرنے کو اپنا فرض سمجھے، یہی تو ''غیرت'' ہے۔ اس سوچ کے جنم لینے کے بعد انہوں نے خود سے کہا کہ بھائی جس کو تم غیرت سمجھتے ہو کیا وہی تو "بے غیرتی" نہیں؟

درحقیقت یہی ہے۔

لیکن عمومی طور پر عورت بڑی بے غیرت سی چیز ہے جس کو روڈ رستوں پر گزر رہے ہر شخص کی غیرت کی آنکھ بڑے غور سے مشاہداتی حد تک رہی ہوتی ہے کہ کب یہ کچھ کرے تو ہم غیرت اور حمیت سے سرشار اپنے آتش فشاں پہاڑ کو جوش دیں اور اپنی انا، تکبر اور مردانہ بے حسی کا لاوا اس راہ چل رہی کمزور صنف نازک پر انڈیل دیں۔

یہ نفسیات کیا ہے؟ ایک مرد اگر عورت پر خود کو برتر سمجھتا ہے تو کیوں ہے؟ وہ راہ چل رہی لڑکی کو اشارہ کر دے، چھیڑ دے یا ہراساں کرتے ہوئے مسکراہٹ یا ہنسی اڑاتا ہوا پاس سے گزرتا ہے تو اس کے ذہن میں کیا چل رہا ہوتا ہے؟ کیوں تحقیر کے لیے زنانہ اصلاحات اور تعظیم کے لیے مردانہ اصلاحات استعمال کیں جاتی ہیں؟

یہ سوالات چبھتے ہوئے ضرور ہیں، مگر حقیقت ہیں۔ معاشرہ عورت کے مقام کا تعین کیسے کر رہا ہے؟ اس کو اپنی بائیولوجیکل خدوخال کے اعتبار سے کیا کام کرنے ہیں کیا نہیں؟ عورت کو سیکورٹی دینے کے نام پر پابندیاں مرد کے بجائے عورت پر ہی کیوں لگائی جاتی ہیں؟

ویسے بات وزن دار ہے عورت اور سیکورٹی کے تناظر میں ایک جملہ خاصہ مقبول ہے کہ معاشرہ خراب ہے اور وحشی ہے یا پھر لوگ نظروں سے کھا جاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن پھر سوال یہ نکلتا ہے کہ یہ معاشرہ عورت کے لیے خطرناک ہے تو مرد کے لیے کیوں نہیں؟

اصل خطرہ پھر وہ مردانہ سوچ ہوئی جو عورت کو بیچ بناتی ہے۔ جامعہ کراچی میں ہی ایک سیمینار کے دوران نیشنل اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے تعلق رکھنے والی لیلیٰ رضا نے جنسی تفریق پر بات کرتے ہوئے یہ سوالات اٹھائے کہ جنس کا تعین کون کرتا ہے؟ یعنی کہ ایک عورت کو کس طرح اور کیا کرنا چاہیے، یہ فیصلہ کیا خود عورت نہیں کرے گی؟ تو یقین جانیے کہ ایک سرسری سی گزر گئی کہ آخر آج تک ہم ایک عورت کو کیا سمجھتے رہے ہیں؟ ایک چلتا پھرتا پرزہ یا کوئی دل بہلانے والی مشین؟

اصل خطرہ پھر وہ مردانہ سوچ ہوئی جو عورت کو بیچ بناتی ہے۔ جامعہ کراچی میں ہی ایک سیمینار کے دوران نیشنل اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے تعلق رکھنے والی لیلیٰ رضا نے جنسی تفریق پر بات کرتے ہوئے یہ سوالات اٹھائے کہ جنس کا تعین کون کرتا ہے؟ یعنی کہ ایک عورت کو کس طرح اور کیا کرنا چاہیے، یہ فیصلہ کیا خود عورت نہیں کرے گی؟ تو یقین جانیے کہ ایک سرسری سی گزر گئی کہ آخر آج تک ہم ایک عورت کو کیا سمجھتے رہے ہیں؟ ایک چلتا پھرتا پرزہ یا کوئی دل بہلانے والی مشین؟

ہندوستان میں دھرتی ماں یا سندھو ماں جیسے القابات عورت ذات کے معاشرے پر پڑ رہے اثر کو واضح کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ستی کی رسم اور کاروکاری کا عذاب عورت ذات کو ملعون قرار دینے کے لیے کافی ہے۔ جہاں عورت دیوی بھی ہے اور ملعونہ بھی۔

اسی طرح عرب میں عورت ذات ہمیں تاریخ میں ہندہ جیسی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی پر اثر شخصیات کے روپ میں بھی ملیں گی اور زندہ درگور ہو رہی بچیوں کی صورت میں بھی۔ عورت کے استحصال میں جہاں ثقافت اور روایات کا حصہ رہا ہے وہیں مذہب کا نام استعمال کرتے ہوئے اسے زیر دست رکھا گیا ہے۔

مثلاً تمام حوالوں کا استعمال بس یہ ثابت کرنے کے لیے کیا جاتا ہے کہ عورت کا کام مرد کا خیال رکھنا ہے، اس کے کھانے، بستر، اور بچوں کی دیکھ بھال کرنا ہے، جبکہ مرد کا کام عورت کی حفاظت کرنا ہے، کیوں کہ عورت ذات زمانے کی مشکلات برداشت نہیں کر سکتی۔ خدا نے اسے اتنی طاقت ہی نہیں دی اور نہ ہی ہمت دی ہے۔

اس موقف کو سامنے رکھتے ہوئے اگر بالعموم دیکھیں تو یہ مردانہ اور جنسی عصبیت کہ علاوہ کچھ بھی نہیں کیوں کہ ایک کسان خاتون جو معاشرتی اعتبار سے نچلے درجے پر ہوتی ہے کیا وہ اپنے کھیت کے علاوہ گھر، بار، بچے، شوہر کا خیال نہیں رکھتی؟

کیا عورت سیاست نہیں کر سکتی؟ یا وہ خاتون جو نوکری کرتی ہے اس سے توقع نہیں کی جاتی کہ وہ اپنی نوکری، بچوں کی پرورش، شوہر کی خدمت، سسرال کے طعنے اور گھریلو ذمہ داریاں سنبھالے؟ اگر ایک عورت یہ سب کر رہی ہے تو وہ "صنف نازک" کیسے ہوئی؟

کیا کوئی عام مرد اتنی ہمت رکھتا ہے؟ یہ محض اس کا کام نہیں بلکہ معاشرہ ان سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اگر ان کو اچھی ماں، بہو، بیٹی، بیگم یا بہن بننا ہے تو اس پر یہ ذمہ داریاں نبھانی ہیں ورنہ وہ ایک 'بے غیرت' عورت ہے۔

تصور کیجیے کہ جس ملک میں ہر سال 500 خواتین غیرت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں، اس معاشرے میں اور اس معاشرے میں جہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا کیا فرق ہے؟ کیا وہ غیرت کے نام پر قتل نہیں تھا؟

یہاں حیض پر گفتگو کرنے والی عورت فحش ہے مگر اردگرد "مردانہ کمزوری" کے سائن بورڈ لگانے والے فحش نہیں۔ یہاں نوکری پر جا رہی، کالج یونیورسٹی جا رہی کوئی راہ چلتی خاتون کسی سے بات کر لے تو ہر دوسرے بندے کی رائے میں ایک بدچلن انسان ہے، پر اگر یہی کام کوئی مرد کر لے تو اسے کچھ نہیں کہا جاتا۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو عورت واقعی ایک بے غیرت مخلوق ہے جس کے وجود سے مردوں کی مردانگی کو خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ تبھی تو کبھی اسے سر سے پاوں کی ایڑی تک کالے کپڑے میں لپیٹ دیا جاتا ہے، تو کبھی حساس طبع مردوں کو عورت ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ عورت کو ایک شے سمجھنے والے غیرت مند معاشرہ ہی تو باسی ہیں جو ہر سال سینکڑوں 'بے غیرت' عورتوں کو 'غیرت' کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

اب بس سانس کھینچنا باقی ہے وہ بھی کبھی نہ کبھی کھینچ لیں گے۔

(بشکریہ ڈان اردو)

30 فیصد لوگ شناختی کارڈز سے محروم

کراچی پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) سندھ کے صدر نثار کھوڑو نے مردم شماری قریب ہونے کے باوجود نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کی جانب سے ابھی تک سندھ میں لوگوں کو کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈز بنا کر دینے کی مہم شروع نہ کرنے کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ نثار کھوڑو جو سندھ کابینہ میں سینیئر وزیر بھی ہیں، نے قائم مقام ڈی جی نادرا کو فون کر کے سندھ حکومت کی جانب سے احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے انہیں یاد دلایا کہ سندھ کے شہروں کراچی، حیدرآباد اور گھوٹکی میں 15 مارچ سے مردم شماری شروع ہونے جا رہی ہے۔ سینیئر صوبائی وزیر کا کہنا تھا کہ سندھ کے 30 فیصد شہریوں کے پاس شناختی کارڈز نہیں ہیں اور نادرا نے ابھی تک انہیں کارڈز فراہم کرنے کے حوالے سے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے ہیں۔ نثار کھوڑو نے تجویز پیش کی کہ اگر نادرا شناختی کارڈز بنانے کی مہم شروع نہیں کر سکتا تو مردم شماری کے لیے قومی شناختی کارڈ کی شرط ختم کر دینی چاہیئے، دوسری صورت میں نادرا، کراچی، حیدرآباد اور گھوٹکی کے لیے شناختی کارڈز بنانے والی موبائل وینز فراہم کرے تا کہ لوگ اپنا شناختی کارڈ حاصل کریں اور خود کو مردم شماری میں رجسٹر کرا سکیں۔ اس موقع پر قائم مقام ڈی جی نادرا نے صوبائی وزیر کو یقین دہانی کرائی کہ نادرا نے کراچی، حیدرآباد اور گھوٹکی کے لیے شناختی کارڈز بنانے والی موبائل وینز فراہم کی تھیں تاہم کراچی بڑا شہر ہے اس لیے وہاں کی آبادی کو کارڈز کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے جلد مزید موبائل وینز کا اہتمام کیا جائے گا۔

(ڈان)

پاکستانی معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم رواداری کی وجوہات، مضمرات، اور ان کا تدارک

جھنگ ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ جھنگ نے 28 جنوری کو گورنمنٹ جامع ماڈل ہائی سکول سیٹلائٹ ٹاؤن میں نجم القمر فاؤنڈیشن کے اشتراک سے ایک نشست کا اہتمام کیا جس کا عنوان تھا 'پاکستانی معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم رواداری وجوہات کیا ہیں؟ مضمرات کیا ہیں؟ تدارک کیا ہے؟'۔ سکول کے طالب علم محمد معظم نواز نے کہا کہ ہمارا تعلیمی نظام معاشرے میں عدم مساوات کا باعث ہے۔ مختلف قسم کے نصاب پڑھائے جا رہے ہیں۔ سرکاری سکولوں میں وہی پرانا دقیانوسی سلیبس جبکہ پرائیویٹ اداروں میں بھی درجہ بندی ہے۔ لہٰذا وہاں بھی ایک سلیبس نہیں ہے۔ اس طرح ہم طبقاتی تفریق میں مزید اضافہ کر رہے ہیں جو بالآخر رواداری کو ختم کر دیتی ہے، کیونکہ جب جدید سلیبس پڑھنے والوں کو روزگار ملے گا اور اس کے برعکس سرکاری سکولوں کے وہ طلباء وطالبات جنہیں آج 70 سال بعد بھی الف انار، ب بکری پڑھایا جا رہا ہے، وہ اس دور کے تقاضوں کو پورا نہیں کریں گے اور انہیں روزگار نہیں ملے گا تو وہ مایوسی کا شکار ہو کر انتہا پسندی کی طرف جائیں گے۔ علاوہ ازیں ہمارے معاشرے میں میڈیا کا کردار بھی بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ دہشت گردوں کو بہت زیادہ تشہیر ملتی ہے جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو معاشرے کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ ایک اور طالب علم محمد شاہد نے کہا کہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم رواداری نے پوری قوم کو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے پورا معاشرہ پورا ملک عدم استحکام کا شکار ہے، جبکہ حکمرانوں کا غیر ذمہ دارانہ رویہ بھی امن پسند لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ عدم رواداری کے تدارک کے بارے طالب علم قاسم بلال نے کہا کہ ملکی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور جلد اور فوری انصاف لوگوں کو ذہنی طور پر امن اور برداشت کی طرف لے جائے گا۔ ضلعی کور گروپ کے رابطہ کار قمر زیدی نے کہا کہ قوانین کے موثر نفاذ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو ان کے حقوق وفرائض کے حوالے سے جانکاری ہونا ضروری ہے۔ کور گروپ اس سلسلہ میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے تعاون سے ضلع جھنگ میں کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکولوں میں اپنے بچوں کو دورِ جدید کے مسائل کے حوالے سے مضامین پڑھائیں جائیں جن میں ماحولیات سے متعلقہ مسائل سر فہرست ہیں۔ ہمیں اپنے نصاب تعلیم کو از سر نو ترتیب دینا ہوگا۔ بعد ازاں سکول کے اساتذہ کے ایک وفد سے پرنسپل سید حسن نقوی کی قیادت میں ملاقات میں یہ طے پایا کہ کور گروپ اساتذہ کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا انعقاد کرے گا جس میں اساتذہ کو انسانی حقوق کے عالمی منشور اور اس کی روشنی میں پاکستان کے آئین میں دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق بارے معلومات فراہم کرے گا اور اساتذہ کی رہنمائی کرے گا، جس کے بعد یہ ٹیچرز اپنی اپنی کلاسوں میں انسانی حقوق بالخصوص رواداری اور برداشت کے حوالے سے طلباء کو لیکچر دیں گے۔ اس موقع پر کور گروپ کے اراکین کو بتایا گیا کہ ساٹھ کی دہائی میں یہ اسکول ایک ماڈل سکول کے طور پر بنایا گیا تھا جس میں ایک آڈیٹوریم تعمیر کیا گیا، لیکن بعد ازاں سالانہ مرمت کے فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے اب یہ اتنا خستہ ہو چکا ہے کہ یہ قابل استعمال نہیں رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی خصوصی مرمت کرائی جائے تا کہ اسکول کی مختلف سرگرمیوں کے علاوہ اسے امتحانی مرکز کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکے۔

(قمر زیدی)

مارکیٹ میں دھماکا

خیبر ایجنسی لنڈی کوتل بازار میں موبائل مارکیٹ میں زوردار دھماکے سے 7 دوکانوں کے شٹر مکمل تباہ ہو گئے، دکانوں کی بندش سے جانی نقصان نہیں ہوا۔ فروری 2017 کو تحصیل لنڈی کوتل بازار میں واقع موبائل مارکیٹ میں نامعلوم افراد کی طرف سے نصب بارودی مواد نماز جمعہ کے بعد زوردار دھماکہ سے پھٹ گیا جس کی آواز دور دور تک سنی گئی، دھماکے سے 7 دکانوں کے شٹر مکمل طور پر تباہ ہو گئے تاہم کوئی نقصان نہیں ہوا، اطلاع ملتے ہی پولیٹیکل تحصیلدار ارشاد خان اور لائن آفیسر ٹکا خان بھاری نفری کے ہمراہ جائے وقوعہ پر پہنچے اور علاقے کو گھیرے میں لیکر شواہد اکٹھے کیے۔ (روزنامہ آج)

ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب ایوارڈ

اسلام آباد طبیعیات میں پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کے نام سے منسوب ایوارڈ کا اجراء کر دیا گیا۔ 'سلام ایوارڈ' پاکستان میں سائنس فکشن کو فروغ دے گا، اس ایوارڈ کی سربراہی عثمان مالک اور تحسین بویجا کر رہے ہیں۔ یہ ایوارڈ ڈاکٹر عبدالسلام کے تحقیقی کام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ سائنس کے حوالے سے مزید تحقیق سامنے لانے میں معاون ثابت ہوگا۔ یہ بھی امید کی جا رہی ہے کہ نوجوان سائنس اور طبیعیات کے شعبے میں مزید آگے جا کر پاکستان کا نام روشن کریں گے۔ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر ہود بھائی کو اس ایوارڈ کی انتظامیہ کا رکن بنایا گیا ہے، وہ ڈاکٹر عبدالسلام کے شاگرد اور ساتھی بھی تھے۔ یہ ایوارڈ ان لوگوں کو دیئے جائیں گے، جو سائنس فکشن کے حوالے سے لکھنے کا شوق رکھتے ہیں، اس ایوارڈ کے لیے انگریزی میں لکھی تحاریر جمع کروائی جائیں گی۔ جیتنے والے کو 500 امریکی ڈالرز (50 ہزار سے زائد پاکستانی روپے) انعام میں دیئے جائیں گے۔ 2017 کے ایوارڈز کے لیے ججز میں جیف وینڈر میر، مہا ولیش مراد اور عثمان ملک شامل ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

اوکاڑہ زرعی زمین تنازع کا 'پُر امن حل' جلد متوقع

اسلام آباد اوکاڑہ کی ضلعی انتظامیہ نے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این ایچ سی آر) کو بتایا ہے کہ فوج اور اوکاڑہ ملٹری فارمز کے کرائے داروں کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا ہے، جو طویل عرصے سے جاری تنازع کا متوقع پُر امن حل ہو سکتا ہے۔این ایچ سی آر کی جانب سے حال ہی میں جمع کرائی جانے والی ایک رپورٹ میں ضلعی انتظامیہ کے حوالے سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ فریقین کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا ہے جس کے مطابق کرائے دار کسان فوج کو نقد رقم کی بجائے اپنی فصل میں حصہ دیں گے۔ نئے معاہدے کی اس شرط کے مطابق مزارے مذکورہ زمین پر کرائے دار رہے ہیں گے جبکہ دیگر تنازعات کے حل کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔یاد رہے کہ اوکاڑہ ملٹری فارمز برطانیہ کے دور حکومت میں بنائے گئے تھے، یہ زمین برطانوی فوج کے قبضے میں تھی اور 1947 کے بعد خود بہ خود پاک فوج کو منتقل ہوگئی۔خیال رہے کہ کئی دہائیوں سے فوج اس زرعی زمین پر کام کرنے والے کسانوں سے پیداوار کا حصہ (شیئر) وصول کرتی آ رہی ہے لیکن سابق جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں کنٹریکٹ کا ایک نظام متعارف کرایا گیا جس کے مطابق کسانوں کو نقد رقم کی صورت میں کرائے کی ادائیگی کرنا تھی، یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ فوج کسی بھی وقت کرائے دار کو زمین چھوڑنے کا کہہ سکتی ہے۔اس کے ساتھ ہی کسانوں نے اپنے حقوق کے حصول کیلئے انجمن مزارین کے نام سے ایک تنظیم بنائی جبکہ فوج کی جانب سے زمین چھوڑنے کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔فوج کے اس مطالبے پر احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا اور زمین چھوڑنے سے انکار کرنے والوں کے خلاف دہشت گردی، بھتہ خوری اور چوری کے تحت مقدمات درج ہونے لگے۔اپریل 2016 میں انجمن مزارین نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں احتجاج کیا، جس میں نمایاں سیاستدانوں کی شرکت نے اسے ضرورت سے زائد میڈیا کوریج فراہم کی۔اس مسئلے کی بازگشت سینیٹ میں بھی سنائی دی، جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے اسلام آباد میں قائم زرداری ہاؤس میں کرائے داروں کے نمائندوں سے ملاقات کی۔انسانی حقوق کے کمشنر چوہدری محمد شفیق نے ڈان کو بتایا کہ این ایچ سی آر نے اس حوالے سے مئی 2016 میں از خود نوٹس لیا تھا۔ان کا کہنا تھا کہ 3 اراکین نے، جن میں وہ بھی شامل تھے، اوکاڑہ کا دورہ کیا اور تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد سینیٹ میں ایک رپورٹ جمع کرائی اور اسے صوبائی اور وفاقی حکومت کو بھی بھجوا دیا، ہم نے یہ بھی کہا کہ اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل ہونا چاہیے۔انھوں نے بتایا کہ 'ایک وسیع معاہدہ ہو گیا ہے، جس میں یہ طے پایا ہے کہ زمین کے کرائے دار نقد رقم کی بجائے فصل کا حصہ ادا کریں گے اور اس کے بدلے میں انھیں زمین سے بے دخل نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ دیگر معاملات کو حل کرنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی، جس میں فوج اور ضلعی انتظامیہ کے نمائندے موجود ہوں گے۔ جب ان سے اس مسئلے کے حل کی تاریخ کے حوالے سے پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ وہ پُر امید ہیں کہ مسئلہ رواں سال مارچ تک حل ہو جائے گا۔سرکاری بیان کے مطابق این ایچ سی آر کے تین اراکین پر مشتمل بینچ، جس کی صدارت ریٹائرڈ جسٹس علی نواز چوہان کر رہے تھے اور دیگر اراکین میں چوہدری شفیق اور اقلیتوں کے وزیر اسحاق مائش ناز شامل ہیں، نے کیس کی سماعت کی۔این ایچ سی آر نے ایک فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی تشکیل دی جس نے اوکاڑہ ملٹری فارمز کا دورہ کیا اور ایک تفصیلی رپورٹ جمع کرائی۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ 'سماعت کے دوران اوکاڑہ کے ڈپٹی کمشنر پیش ہوئے اور ایک رپورٹ پیش کی کہ فوج اور اوکاڑہ ملٹری فارمز کے کرائے داروں کے درمیان معاہدہ طے پا گیا ہے، اس معاہدے پر کمانڈر ملٹری فارمز گروپ اوکاڑہ اور کرائے داروں کے نمائندوں کے دستخط موجود ہیں جبکہ اس کے گواہان میں ضلعی انتظامیہ اور پولیس شامل ہے۔

نوجوان جاں بحق

چمن 15 فروری کو چمن میں کالج روڈ علاقے میں گھریلو تنازع کے بعد حاجی مہر عالم خان اودوزئی کے دو بھتیجوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں نوجوان احمد اللہ ولد نصیب اللہ فائرنگ سے موقع پر ہی جاں بحق ہوگیا۔ بعدازاں لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کیا گیا۔ ضروری کارروائی کے بعد لاش کو ورثاء کے حوالے کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

سڑک کی بندش کے خلاف مظاہرہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ کراچی موٹروے کی تعمیر کے باعث 319 گ ب کے قریب شیر شاہ سوری دور کی جرنیلی سڑک بند کرنے پر اہل علاقہ سراپا احتجاج بن گئے اور انہوں نے موٹروے پر کام کرنے والی گاڑیوں کو روک کر دھرنا بھی دیا۔تفصیلات کے مطابق لاہور کراچی موٹروے کی تعمیر کے دوران 319 گ ب کے قریب سے گزرنے والی جرنیلی سڑک کو موٹروے انتظامیہ کی طرف سے بند کر دیا گیا، جس کے خلاف دیہاتیوں نے علی الصبح موٹروے سے ملحق سروس روڈ پر دھرنا دے کر اسے بند کر دیا اور احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ این ایچ اے کے ڈپٹی ڈائریکٹر لینڈ تصور حسین شاہ نے اسسٹنٹ کمشنر حافظ نجیب کے ہمراہ چار ماہ قبل موقع کا معائنہ کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ اس جگہ سے آپ کو راستہ دیا جائے گا لیکن وعدے پر عملدرآمد نہیں کیا گیا اور راستہ بند کر دیا گیا ہے۔احتجاج کی اطلاع پر این ایچ اے کے ڈپٹی ڈائریکٹر لینڈ تصور حسین شاہ اور اسسٹنٹ کمشنر حافظ نجیب نے مظاہرین کو یقین دہانی کروائی کہ آپ کو راستہ لازمی دیا جائے گا، جس پر مظاہرین منتشر ہوگئے۔ واقعہ 8 فروری کو پیش آیا تھا۔

(اعجاز اقبال)

معمولی تنازعہ پر نوجوان قتل

چارسدہ 14 فروری 2017 کو شبقدر میں دو ہزار روپے کے تنازعہ پر نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ موضع مردانہ شبقدر میں دو ہزار روپے کے لین دین پر حضرت گل ولد حسن گل نے 27 سالہ نوجوان پیر خان ولد محمد یعقوب کو گولی ماردی جس سے وہ جاں بحق ہوگیا۔ پولیس تھانہ شبقدر نے مقتول کے بھائی نواب خان کی رپورٹ پر ملزم حضرت گل کے خلاف مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی۔

(روزنامہ آج)

شمالی وزیرستان متاثرین کا ایف ڈی ایم اے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

بنوں 8 فروری 2017 کو شمالی وزیرستان متاثرین نے میلاد پارک سے احتجاجی جلوس نکالا جو شہر کے مختلف بازاروں سے ہوکر پریس کلب پہنچا جہاں پولیٹیکل انتظامیہ اور ایف ڈی ایم اے کے خلاف شدید نعرہ بازی کی گئی اس موقع پر صدر نور اسلام خان، جنرل سیکرٹری کوثر خان، عدیل داوڑ، ظفر علی خان، امین اللہ، نسیم خان، ملک ریاض، سرتاج عزیز اور دیگر نے کہا کہ ایف ڈی ایم اے حکام نے بغیر کسی تحقیقات کے شمالی وزیرستان کے چار ہزار سے زائد متاثرین خاندانوں کی رجسٹریشن منسوخ کر دی ہے جن کی تاحال واپسی نہیں ہوئی ہے اور وہ در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولیٹیکل انتظامیہ شمالی وزیرستان، ایف ڈی ایم اے اور جی او سی وزیرستان متاثرین کے مسائل و مشکلات حل کرنے پر سنجیدہ کردار ادا نہیں کر رہے ہیں۔وزیرستان میں بحالی کا عمل تعطل کا شکار ہے جس کیلئے مختلف سرکاری تنظیموں کو این او سی جاری نہیں کی جارہی تا کہ وہ بحالی کے کاموں میں اپنا کردار ادا نہ کرسکیں۔دوسری جانب واپڈا حکام نے بجلی فراہمی کے لیے سروے شروع کر دیا ہے جس کو غیر منصفانہ انداز سے سرانجام دیا جارہا ہے۔

(روزنامہ مشرق)

کیا ایک قوم بننے کے لیے ایک زبان کا نفاذ لازمی ہے؟

اختر حفیظ

ایک قصہ

آوار زبان کے مشہور شاعر رسول حمزہ توف نے اپنی کتاب ''میرا داغستان'' میں کئی قصے کہانیاں بیان کی ہیں۔ اسی کتاب میں ایک باب مادری زبان کے بارے میں بھی ہے، جس میں انہوں نے ایک قصہ کچھ اس طرح رقم کیا ہے۔

''پیرس سے واپسی پر میں نے مصور کو تلاش کیا۔ مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس کی ماں ابھی تک زندہ ہے۔ مصور کے عزیز افسردہ چہروں کے ساتھ گاؤں کے ایک مکان میں میرے اردگرد جمع ہوئے، اپنے اس سپوت کی کہانی سننے کے لیے، جس نے ہمیشہ کے لیے اپنا وطن چھوڑ دیا تھا اور ایک دوسرے شہر میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے وطن چھوڑنے کا قصور معاف کر دیا تھا اور یہ جان کر ان میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی تھی کہ ان کا کھویا ہوا بیٹا ابھی زندہ ہے۔

اچانک اس کی ماں نے مجھ سے ایک سوال کیا، ''اس نے تم سے بات چیت تو آوار زبان میں کی ہوگی؟''

''نہیں۔ ہم نے ترجمان کے ذریعے بات چیت کی۔ میں روسی بول رہا تھا اور آپ کا بیٹا فرانسیسی۔'' میں نے جواب دیا۔

یہ سنتے ہی ماں نے چہرے پر سیاہ نقاب ڈال لیا جس طرح ہمارے پہاڑوں میں بیٹے کی موت کی خبر سن کر مائیں کرتی ہیں۔ اوپر چھت پر بڑی بوندیں گر رہی تھیں، ہم آوارستان میں تھے، غالباً بہت دور دنیا کے اُس سرے پر پیرس میں داغستان کا وہ بیٹا بھی جو اپنے قصور پر نادم تھا، برستے پانی کی آواز سن رہا ہوگا۔

''رسول تم سے غلطی ہوئی ہے،'' ایک طویل خاموشی کے بعد ماں نے کہا، ''میرے بیٹے کو مرے ہوئے تو ایک مدت بیت گئی، جس سے تم ملے ہو وہ میرا بیٹا نہ ہوگا، کیوں کہ میرا بیٹا اس زبان کو کبھی نہیں بھلا سکتا جو میں نے، ایک آوار ماں نے اسے سکھائی تھی۔''

پس منظر

بعض زبانیں اقوام پر حکمرانی کرتی ہیں اور ان کی اپنی زبانوں پر غالب ہو جاتی ہیں۔ کسی زمانے میں جب فارسی، امراء وافسر شاہی کی زبان تھی تو کہا جاتا تھا ''فارسی گھوڑے چاڑھسی'' مگر ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ فارسی ہمارے خطے میں ماضی کا قصہ بن کر رہ گئی۔ جس کے بارے میں سندھی زبان کے عظیم کلاسیکل شاعر شاہ عبداللطیف نے فرمایا کہ، ''اگر تم نے فارسی سیکھی تو غلام بن کر رہ جاؤ گے۔''

برصغیر کی فتح کے بعد جب سندھ میں انگریز عملداروں کی آمد ہوئی تو ان کے لیے یہاں کے مقامی باشندوں کے بارے میں جاننا بہت ضروری تھا۔ اس لیے اس زمانے میں انگریز انتظامیہ نے ایک حکم نامہ جاری کیا، کہ سندھ میں تعینات ہونے والا کوئی بھی انگریز عملدار اس وقت تک ملازمت نہیں کر سکتا جب تک وہ سندھی زبان نہیں سیکھ لیتا۔ اسی طرح ان پر یہ لازمی ہو گیا تھا کہ وہ سندھ میں رہنے والوں سے سندھی میں ہی تمام معاملات کو دیکھیں۔

1952 میں اردو۔ بنگالی تصادم تب تیز ہو گیا جب گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے **27** جنوری کو صرف اردو ہی پاکستان کی قومی زبان ہوگی والے معاملے کو ہوا دی۔ اس حوالے سے آل پارٹیز سینٹرل لینگوئج ایکشن کمیٹی قائم کی گی، جس کی صدارت مولانا بھاشانی نے کی۔ جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ **21** فروری کو بنگلادیش میں ہڑتالیں کی جائیں گی اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔

پاکستان میں زبانوں کے حوالے سے تضادات کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ہمارے ہاں قومی زبان اردو ہے۔ جبکہ اردو اور ہندی کی بنیاد ایک ہے، جس میں فارسی اور عربی کے الفاظ شامل کر کے اسے اردو کا نام دیا گیا ہے۔ اگر میں کہوں کہ ''یہ پانی ہے'' اور اسی جملے کو دیوناگری رسم الخط، جو کہ عموماً ہندی کے لیے رائج ہے، میں لکھوں تو اس کا معنی و مفہوم تبدیل نہیں ہوگا۔

پاکستان میں قومی زبان کا تنازعہ تب شروع ہوا جب سابقہ مشرقی پاکستان کے باشندوں نے بنگلا زبان کو قومی زبان قرار دینے کے لیے پرزور مہم شروع کی۔ اردو زبان اس زمانے میں بھی رابطے کی زبان تو تھی مگر وہ اکثریتی آبادی کی زبان نہیں تھی۔

قائداعظم محمد علی جناح اردو کے حوالے سے کافی حساس تھے۔ 21 مارچ 1948 کو انہوں نے ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ''میں آپ پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستانی ریاست کی زبان کوئی اور نہیں اردو ہی ہوگی۔ اگر کوئی گمراہ کرنا چاہتا ہے تو وہ پاکستان کا دشمن ہے۔ بنا کسی ایک زبان کے کوئی بھی قوم ایک ساتھ اکٹھی رہ کر کام نہیں کر سکتی۔ سو جہاں تک پاکستان کی قومی زبان کا تعلق ہے تو وہ اردو ہی ہو گی۔''

مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے خود یہ تقریر اردو میں نہیں بلکہ انگریزی میں کی تھی۔

اسی زمانے میں بنگلادیش میں بنگالی کو قومی زبان بنانے کی تحریک شروع کی گئی۔ قائداعظم نے 24 دسمبر کو ڈھاکہ یونیورسٹی میں خطاب کیا۔ اس خطاب کے دوران طلبا نے احتجاج کیا جس کے بعد قائداعظم نے بنگالی زبان ایکشن کمیٹی کے رہنماؤں سے ملاقات کی اور اس میں وزیراعلیٰ خواجہ ناظم الدین اور زبان کمیٹی کے مابین ہونے والے معاہدے کی توثیق کی گئی۔ جس کے تحت بنگالی زبان کو قومی زبان قرار دینے کے سوا تمام مطالبات منظور کیے گئے۔

1952 میں اردو۔ بنگالی تصادم تب تیز ہو گیا جب گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے 27 جنوری کو صرف اردو ہی پاکستان کی قومی زبان ہوگی والے معاملے کو ہوا دی۔ اس حوالے سے آل پارٹیز سینٹرل لینگوئج ایکشن کمیٹی قائم کی گی، جس کی صدارت مولانا بھاشانی نے کی۔ جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ 21 فروری کو بنگلادیش میں ہڑتالیں کی جائیں گی اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔

21 فروری 1952 کو طلبا ڈھاکہ یونیورسٹی میں جمع ہوئے، جہاں پر پولیس نے یونیورسٹی کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ محاصرہ توڑنے کے بعد جب طلبہ کی بڑی تعداد بنگال اسمبلی کی جانب بڑھنے لگی تو پولیس نے ان پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 4 طلبہ مارے گئے۔ لہٰذا قومی زبان ایکشن کمیٹی نے عوامی لیگ کے ساتھ مل کر 21 فروری کو مادری زبان کے دن کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔

اس کے دو برس بعد 21 فروری کو بنگالی طلبہ تمام رکاوٹیں توڑ کر مادری زبان کا دن منانے کے لیے جمع ہو گئے۔ مادری زبان کے لیے طلبہ کی شروع کی گئی تحریک 1954 میں ایک سیاسی تحریک کا رخ اختیار کر گئی۔ مشرقی پاکستان میں ہونے والے صوبائی انتخابات میں حکمران جماعت مسلم لیگ یونائیٹڈ فرنٹ سے ہار گئی۔ انتخابات میں شکست کے بعد پاکستان کے وزیراعظم محمد علی بوگرا نے بنگالی کو قومی زبان قرار دے دیا۔

اس طرح یونائیٹڈ فرنٹ کی حکومت میں پہلی بار 21 فروری 1956 کو سرکاری سطح پر منایا گیا۔ یونیسکو کی جانب

سے 17 نومبر 1999 کو اسے عالمی دن قرار دیا گیا۔ جبکہ اقوام متحدہ کے ادارے نے 2008 میں ایک قرارداد منظور کی جس کے بعد 21 فروری کو مادری زبان کا عالمی دن قرار دیا گیا۔

پاکستان میں موجودہ صورتحال

پاکستان میں جو بھی مقامی زبانیں ہیں، انہیں کبھی بھی قومی زبانوں کا درجہ نہیں دیا گیا۔ رئیس امروہوی نے یہ تو کہہ دیا کہ ''اردو کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے'' مگر ملک میں بسنے والی دیگر اکائیوں نے کئی دہائیوں سے اپنی اپنی زبانوں کے جنازے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔

ہمارے ملک میں بولی جانے والی زبانوں، سندھی، پنجابی، سرائیکی، پشتو، بلوچی اور دیگر زبانوں میں لوک ادب سے لے کر کلاسیکی شاعری اور جدید ادب ملتا ہے مگر پھر بھی ان زبانوں کو کمتر سمجھا جاتا ہے، جبکہ کوئی بھی زبان نہ تو اعلیٰ ہے اور نہ ہی کمتر ہے۔

زبان کو اہم بنانے کے عوامل، سیاسی اور معاشی ہوتے ہیں۔ آج سے چند دہائیاں قبل ہم انگریزی پر ہی جان نثار کرتے تھے مگر سی پیک کے بعد ہم نے چینی زبان بھی سیکھنی شروع کر دی ہے۔ اس کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی ہے کہ ہمارے حکمران یہ جان چکے ہیں کہ آنے والے وقت میں ملکی معیشت کا رشتہ چین سے ہی جڑا رہے گا۔

دنیا میں کئی ممالک ایسے ہیں جہاں ایک سے زائد قومی زبانیں ہیں۔ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں 22 زبانوں کو قومی زبانوں کا درجہ حاصل ہے، جن میں سندھی، پنجابی، مراٹھی، ملیالم، تیلگو، ہندی اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ اسی طرح یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں ایک سے زائد

دنیا میں کئی ممالک ایسے ہیں جہاں ایک سے زائد قومی زبانیں ہیں۔ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں 22 زبانوں کو قومی زبانوں کا درجہ حاصل ہے، جن میں سندھی، پنجابی، مراٹھی، ملیالم، تیلگو، ہندی اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ اسی طرح یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں ایک سے زائد زبانوں کو قومی زبانیں قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر وہاں پر اسے سیاسی معاملہ نہیں بنایا گیا بلکہ وہاں پر بسنے والوں کا حق سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

زبانوں کو قومی زبانیں قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر وہاں پر اسے سیاسی معاملہ نہیں بنایا گیا بلکہ وہاں پر بسنے والوں کا حق سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

چند روز قبل ہی برطانوی ویب سائٹ موو حب کے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان پنجابی ہے جبکہ سندھی ہمارے ملک کی دوسری بڑی زبان ہے۔ اس حساب سے اردو نہ تو اول نمبر پر ہے اور نہ ہی دوم پر۔ لہٰذا پاکستان میں بسنے والی اکائیوں کے حقیقی لوگ ہی سب سے زیادہ اپنی مادری زبان بولنے والے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل سینیٹ کی قائمہ کمیٹی میں ایک بل پیش کیا گیا تھا، جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ پاکستان میں 6 زبانوں کو قومی زبانیں قرار دیا جائے۔ مگر بحث مباحثے کے بعد وہ بل دو تہائی اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے منظور نہ ہو سکا، جس سے ہمارے ارباب اختیار کی سنجیدگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ پاکستان میں بسنے والے لوگوں کی زبانوں کو کتنا اہم سمجھتے ہیں۔

یہاں یہ بات مدِنظر رکھنی چاہیے کہ کسی زبان کو قومی زبان قرار دینے کا مطلب اس کا پورے ملک میں نفاذ نہیں ہے۔ صوبائی اور مقامی زبانیں ذریعہءِ تعلیم اور ان صوبوں کی دفتری زبانیں ہو سکتی ہیں، جبکہ ملکی یا وفاقی سطح پر سرکاری زبانیں انگریزی اور اردو کا استعمال قابلِ قبول ہے۔

قومی زبان کی حیثیت دینے سے اس زبان کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس کے تحفظ کے لیے کوششیں تیز ہوتی ہیں، اور اس کے بولنے والوں کی زبان کو اپنی زبان تسلیم کر کے ریاست ان سے اپنے تعلق کو مضبوط کر سکتی ہے۔

ہم آج بھی ایک اردو بولنے والی قوم نہیں ہو پائے ہیں کیونکہ اردو بولنے والوں سے زیادہ یہاں دیگر زبانیں بولنے والے بستے ہیں۔ کیا یہ لسانی آمریت نہیں ہے کہ ہم آج بھی ان تمام لوگوں کو اس بات کے لیے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ صدیوں سے بولنے والی اپنی زبانوں کو بھلا دیں اور ایک ایسی زبان کو اپنانے لگیں جس سے ان کے اپنے آباؤ اجداد بھی واقف نہ تھے۔ نیلسن منڈیلا نے کہا تھا کہ ''اگر آپ کسی انسان سے اس زبان میں بات کریں گے جو وہ سمجھتا ہے تو وہ صرف اس کے دماغ تک جائے گی مگر آپ اس سے اس کی ہی زبان میں بات کریں گے تو دل میں اتر جائے گی''۔

پاکستان میں بسنے والی دیگر اکائیوں کو لسانی حقوق دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کبھی کبھی ایک زبان بھی لوگوں کو ایک قوم نہیں بنا پاتی جبکہ کئی زبانیں بولنے والے بھی ایک قوم بن کر جیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جارج برنارڈ شا کو یہ کہنا نہ پڑتا کہ امریکا اور انگلینڈ دو ایسے ممالک ہیں جو کہ ایک ہی زبان کی بنا پر تقسیم کیے گئے ہیں۔

(بشکریہ ڈان نیوز)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- ☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- ☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ☜ ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- ☜ سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

کاری، کاروکہہ کر مارڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدحق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 جنوری سے 24 فروری تک 5 افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 3 خواتین اور 2 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29 جنوری	شیرخان	مرد	30برس	شادی شدہ	نہال، صابر	بندوق	اہل علاقہ	گوٹھ مددپور، جیکب آباد	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
29 جنوری	جنسار جونیجو	مرد	16برس	۔	۔	۔	اہل علاقہ	ٹھری محبت، لاڑکانہ	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
30 جنوری	مہناز بھارو	خاتون	۔	شادی شدہ	رحمان بھارو	پستول	دیور	جھانکرو، سکھر	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
5فروری	زیب چانڈیو	خاتون	۔	شادی شدہ	شاہنواز چانڈیو	پستول	دیور	گوٹھ چھٹو چانڈیو، سانگھڑ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
11فروری	حسنہ کھوسو	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	خدابخش کھوسو	بندوق	والد	لکی غلام شاہ، شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 جنوری سے 25 فروری تک 91 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 66 خواتین شامل ہیں۔ 59 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 14 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
27 جنوری	۔	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	عمر	اہل علاقہ	محمدی چوک، نواں کوٹ، لاہور	درج	۔	روزنامہ جنگ
،	م	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	ظفر کالونی، ڈی آئی خان	درج	گرفتار	روزنامہ راولپنڈی نیوز
28 جنوری	ت	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	الف ج	اہل علاقہ	گاؤں سفیدا، مانسہرہ	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
28 جنوری	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	جلال ٹاؤن، مریدکے	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	الف	خاتون	۔	۔	محمد نعیم	اہل علاقہ	چک 64 ک ب، لڈن	۔	۔	روزنامہ نئی بات
30 جنوری	الف	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	گوٹھ بچل سولنگی، حیدرآباد	درج	۔	روزنامہ کاوش
30 جنوری	۔	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	سجو	اہل علاقہ	گاؤں گل محمد سولنگی، حیدرآباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبیون
30 جنوری	ریحان	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	غنی	اہل علاقہ	ٹھینگ چک 7، پتوکی، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
30 جنوری	ش	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 49/9 ایل، اوکاڑہ	درج	۔	روزنامہ نئی بات
30 جنوری	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	شیخ رجادہ، گجراں والا	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
30 جنوری	غلام عباس	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	فقیر حسین	اہل علاقہ	گندھی اوتاڑ، چھانگا مانگا	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
31 جنوری	م ر	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	خیرپور	۔	۔	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
☆31 جنوری	ث	خاتون	-	شادی شدہ	ریاض احمد	اہل علاقہ	12 بی سی، بہاول پور	درج	گرفتار	خواجہ اسد اللہ
یکم فروری	م	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	-	باپ	گاؤں 92/12 ایل، چیچہ وطنی	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
یکم فروری	م	خاتون	-	شادی شدہ	امداد	اہل علاقہ	موضع کانی پور، بصیر پور، اوکاڑہ	درج	-	روزنامہ نئی بات
یکم فروری	ط	بچی	9 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک 110 ہمیرو، سانگلا ہل	-	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم فروری	احمد شجاعت	بچہ	5 برس	غیر شادی شدہ	ذوہیب	اہل علاقہ	پھریاں والا، شرقپور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم فروری	ث	خاتون	-	غیر شادی شدہ	اقرار	اہل علاقہ	گاؤں شیر کوٹ، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
2 فروری	-	خاتون	17 برس	-	-	اہل علاقہ	سرجانی ٹاؤن، کراچی	درج	-	روزنامہ ڈان
2 فروری	ث	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	زمان	اہل علاقہ	چک 120 ای آر، کسووال	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
2 فروری	ر	خاتون	-	غیر شادی شدہ	فیصل، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں کوٹ ہالی سنگھ، پاک پتن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
2 فروری	عاطف	مرد	-	غیر شادی شدہ	فراز، عدنان، شاہد	اہل علاقہ	509 گ ب، ماموں کانجن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
☆3 فروری	ش	خاتون	-	شادی شدہ	عبدالرزاق	اہل علاقہ	موضع اوچ موغلہ، اوچ شریف	درج	-	خواجہ اسد اللہ
☆3 فروری	زمان	مرد	-	شادی شدہ	عاصم، توقیر	اہل علاقہ	بستی ٹھٹھہ، رتیڑہ	-	-	روزنامہ خبریں ملتان
3 فروری	جنیدہ	خاتون	-	شادی شدہ	رفیق، خادم حسین، کریم بخش	اہل علاقہ	موضع کوٹلہ لعل شاہ، شہر سلطان	-	-	روزنامہ خبریں
4 فروری	س	خاتون	80 برس	شادی شدہ	طارق	اہل علاقہ	گوگیرہ، اوکاڑہ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
4 فروری	ب	خاتون	-	شادی شدہ	طارق محمود	اہل علاقہ	ضیاء آباد، کالا شاہ کاکو، فیروز والا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
4 فروری	ارم	خاتون	20 برس	-	خالد	اہل علاقہ	111/12 ایل، چیچہ وطنی	-	-	روزنامہ نوائے وقت
4 فروری	ن	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	نواز، شہباز	اہل علاقہ	رحمان ٹاؤن، اوکاڑہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
4 فروری	ن	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک 39 ج ب، ٹھیکری والا، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
4 فروری	ع	خاتون	-	-	شہباز	اہل علاقہ	انور ٹاؤن، بھائی پھیرو	درج	-	روزنامہ خبریں
5 فروری	ب	خاتون	-	شادی شدہ	نور عالم	دیور	گاؤں 175 ای بی، بورے والا	درج	-	روزنامہ خبریں
5 فروری	پ	خاتون	-	غیر شادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	چک 458 گ ب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
5 فروری	ن	خاتون	-	غیر شادی شدہ	منصب	اہل علاقہ	گاؤں 33 ایس پی، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
5 فروری	ش	خاتون	-	-	آصف	اہل علاقہ	چک 71 شمالی، سرگودھا	-		روزنامہ نوائے وقت
☆6 فروری	زین علی	بچہ	3 برس	غیر شادی شدہ	سلمان	اہل علاقہ	چک نمبر 89 عباسیہ، لیاقت پور	درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
6 فروری	-	خاتون	40 برس	-	-	-	ریلوے ناچ گھر گراؤنڈ، گڑھی شاہو، لاہور	-	-	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6فروری	۔	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	گنڈا سنگھ والا،قصور	درج	۔	روزنامہ نیوز
8فروری	ز	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	اللہ دتہ	اہل علاقہ	تھانہ مظفرآباد، ملتان	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
8فروری	۔	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	نارووال	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
8فروری	۔	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	بٹالہ کالونی، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
8فروری	ن	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	مکھن، احمد، عبداللہ، ساجن، الھاچیو	اہل علاقہ	غلام نبی شاہ، کھپرو، سانگھڑ	۔	۔	روزنامہ عوامی آواز
9فروری	۔	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	ڈی آئی خان	۔	۔	روزنامہ آج
9فروری	غلام عباس	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	ٹیکسٹائل ملز، شہباز پور موڑ، مظفر گڑھ	۔	۔	روزنامہ خبریں ملتان
10فروری	۔	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	صدیق	اہل علاقہ	چک نمبر86، شاہ کوٹ	درج	گرفتار	روزنامہ نئی بات
10فروری	ک	بچی	۔	۔	حکیو، الجی، پھریو، ردانو کولہی	اہل علاقہ	گوٹھ ٹیل اسٹاپ، بدین	درج	۔	روزنامہ کاوش
11فروری	ص	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	شمن علی	اہل علاقہ	گھوڑا باڑ یک ٹھٹھہ	۔	۔	روزنامہ کاوش
11فروری	س ب	خاتون	21برس	۔	۔	اہل علاقہ	کوٹھیالا، ایبٹ آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
11فروری	ن	خاتون	۔	۔	ساجد حسین	اہل علاقہ	محلّہ علوی، جڑاں والا	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
12فروری	ح	خاتون	35برس	شادی شدہ	نبی بخش، مرید، الٰہی بخش	دیور، سوتیلا بیٹا	گوٹھ محبت تھری، جیکب آباد	۔	۔	روزنامہ عوامی آواز
12فروری	س	خاتون	۔	۔	اقبال گجر	اہل علاقہ	جتوئی شمالی	درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
13فروری	دختر تنویر احمد	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	رمضان	ہمسایہ	چک نمبر63 پی، ماڑی اللہ بچایا، خان پور	درج	۔	روزنامہ خبریں ملتان
14فروری	م	خاتون	۔	۔	ممتاز	اہل علاقہ	منڈیاں والا، پتوکی، قصور	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
14فروری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	انور	اہل علاقہ	کمالیہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
14فروری	ع	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	فاروق	اہل علاقہ	محمدی پور، چھانگا مانگا	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
14فروری	۔	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	فیضان	اہل علاقہ	محلّہ حیدری، کامونکی	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
15فروری	ص	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	ریاض، غلام عباس	اہل علاقہ	نزد ریڈیو اسٹیشن، بہاول پور	درج	۔	روزنامہ خبریں ملتان
16فروری	شازیہ	خاتون	۔	۔	شہباز، سلیم، سفیان، وقاص	اہل علاقہ	قلعہ دیدار سنگھ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
16فروری	ک	خاتون	19برس	۔	وقاص	اہل علاقہ	ستراہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16فروری	۔	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	منکیرہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16فروری	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	احمد	اہل علاقہ	حمید کالونی، ڈسکہ	درج	۔	روزنامہ نئی بات
17فروری	ارون کمار	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	مدن، انیل کمار	ہل علاقہ	سامارو، عمرکوٹ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
17فروری	پروین بھٹی	خاتون	۔	۔	ریاض، عاشق، مختیار	اہل علاقہ	تاج کالونی، نواب شاہ	درج	۔	روزنامہ کاوش
17فروری	انجلی	بچی	9برس	۔	وجیش مسیح	اہل علاقہ	بلڑی شاہ کریم، ٹنڈو محمد خان	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17فروری	محمد عمران	بچہ	11برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	مظفر کالونی، اوکاڑہ	درج	-	روزنامہ ڈان
17فروری	ع	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	محلّہ نور شاہ، احمد پور شرقیہ	درج	-	خواجہ اسد اللہ
18فروری	ن	خاتون	-	-	عبدالرحمان	اہل علاقہ	حسن پورہ، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
19فروری	ک	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	وجیش مسیح	اہل علاقہ	بلڑی کریم شاہ، ٹنڈو محمد خان	درج	-	روزنامہ عوامی آواز
19فروری	ب	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	اسماعیل چنڑ	اہل علاقہ	گوٹھ سومرو چنڑ، ٹھاروشاہ، نوشہرو فیروز	درج	-	روزنامہ عوامی آواز
19فروری	ث	خاتون	-	شادی شدہ	شیر احمد	اہل علاقہ	موضع شیخانی، سیت پور	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
20فروری	ع	بچی	6برس	غیر شادی شدہ	مجاہد	اہل علاقہ	گجراں والا	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	نادر علی	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	پرویز احمد	اہل علاقہ	لاڑاں، رحیم یار خان	درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
20فروری	عمران	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	غلام عباس، عرفان	اہل علاقہ	کیسر گڑھ، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	محمد حسیب	مرد	-	غیر شادی شدہ	رمیض، امیر حیدر، عثمان	اہل علاقہ	18/11ایل، چیچہ وطنی	-	-	روزنامہ خبریں
21فروری	الف	بچی	10برس	غیر شادی شدہ	رضوان ابڑو	اہل علاقہ	گوٹھ گاہیجا، عدیجی، لاڑکانہ	درج	-	روزنامہ کاوش
21فروری	اذان	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	علی پور چٹھہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
21فروری	ح	خاتون	-	شادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	ڈھاکے، فیروزوالا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
21فروری	الف	خاتون	-	-	عمران	اہل علاقہ	محلّہ کریاں، پاک پتن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
22فروری	خ	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	محلّہ نئی آبادی، لدھے والا وڑائچ، گجراں والا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	-	بچی	10برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	بنی گالا، اسلام آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
24فروری	ک	خاتون	-	غیر شادی شدہ	وسیم سردار	اہل علاقہ	گلووال، سیالکوٹ	-	-	روزنامہ ایکسپریس
24فروری	ن	خاتون	-	-	فاروق	اہل علاقہ	چک 409 گ ب، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	ابرار	بچہ	-	غیر شادی شدہ	ولی، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں گھٹالیاں والا، سیالکوٹ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	عظیم	بچہ	-	غیر شادی شدہ	شانی، وقار	اہل علاقہ	گاؤں اونچا پہاڑ، پسرور	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	الیاس	اہل علاقہ	گاؤں 85ڈی، پاک پتن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
25فروری	-	خاتون	-	-	عرفان	اہل علاقہ	قصور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25فروری	حسن علی	بچہ	-	غیر شادی شدہ	شان	اہل علاقہ	راوی ریان، فیروزوالا	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25فروری	عثمان	بچہ	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گاؤں احاطہ چھیڑک، شیخوپورہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25فروری	ج	خاتون	-	-	ریاض	اہل علاقہ	موضع بیٹ بختیاری، اوچ شریف	درج	-	خواجہ اسد اللہ
25فروری	افضل	مرد	-	-	-	-	چک نمبر 4ڈی این بی، ہیڈ راجکاں	درج	-	شیخ مقبول حسین
25فروری	الف	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	علی پارک، قصور	-	-	روزنامہ خبریں

بچے

اغواء ہونے والا 10 سالہ بچہ قتل

پشاور 15 فروری 2017 کو تھانہ ٹاؤن کے علاقے ارباب روڈ پشاور سے اغواء ہونے والے 10 سالہ بچے کو بیدردی سے قتل کر کے لاش پلوسی قبرستان میں پھینک دی گئی۔ پولیس نے لاش قبضہ میں لیکر بروقت کاروائی کرتے ہوئے تین ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ تھانہ ٹاؤن کے علاقے ارباب روڈ سے دس سالہ بچے مدثر ولد نعمت سکنہ ارباب روڈ کو ملزمان مدثر، کامران اور عبید نے اغواء کرلیا تھا اور مغوی بچے مدثر کو بیدردی سے قتل کر کے لاش پلوسی قبرستان میں پھینک کر فرار ہوگئے۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر لاش قبضے میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے بھجوادی جبکہ بروقت کاروائی کرتے ہوئے تینوں ملزمان کو بھی گرفتار کرلیا۔

(نامہ نگار)

دستی بم سے کھیلنے والے 2 بچے جاں بحق

سوات پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کی وادی سوات میں حادثاتی طور پر دستی بم پھٹنے کے نتیجے میں دو بچے جاں بحق اور ایک شدید زخمی ہوگیا۔ مقامی انتظامیہ کے ایک عہدے دار نے بتایا کہ چرواہے کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بچے ضلع بونیر کی پہاڑیوں پر کھیلنے میں مصروف تھے کہ انہیں وہاں ایک دستی بم مل گیا۔ مقامی عہدے دار ظریف المانی نے فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کو بتایا کہ بچوں کو معلوم نہیں تھا کہ وہ جس شے سے کھیل رہے ہیں وہ دستی بم ہے اور اچانک کھیلتے کھیلتے بم دھماکے سے پھٹ گیا۔ مانی نے بتایا کہ دھماکے کے نتیجے میں دو بھائی جاں بحق ہوگئے جن کی عمریں 9 اور 10 برس تھیں جبکہ وہیں موجود ان کی 7 سالہ کزن شدید زخمی ہوگئی جس کی حالت تشویشناک ہے۔ واضح رہے کہ 2007 سے سوات میں طالبان کی بغاوت کی وجہ سے سیکیورٹی فورسز اور دہشت گردوں کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہی ہیں جس کی وجہ سے بچے اسکول جانے سے محروم ہوگئے تھے۔ 2007 کے آغاز میں مولانا فضل اللہ کی قیادت میں دہشت گردوں نے ضلع سوات پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے اسکولوں، پولیس اہلکاروں اور اپنے مخالفین کو نشانہ بنانا شروع کردیا تھا۔ پاکستانی حکام کا کہنا ہے کہ 2009 میں سوات میں شروع ہونے والے آپریشن کے دوران ملا فضل اللہ افغانستان فرار ہوگئے تھے۔ سوات میں فوجی آپریشن جاری ہونے کے باوجود 2012 میں طالبان نے طالبہ ملالہ یوسفزئی پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

(بشکریہ ڈان نیوز)

خسرے کے باعث دو بچے جاں بحق

چمن 28 جنوری کو پاک افغان سرحدی شہر چمن کے علاقے محمود آباد میں خسرے کی وباء پھوٹ پڑنے سے دو بچے جاں بحق جبکہ درجنوں متاثر ہوئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق چمن کے علاقے محمود آباد میں خسرے کی وباء کے باعث ایک سالہ بچی ملالہ اور تین سالہ بچی کلثوم جاں بحق ہوئی ہے۔ جبکہ درجنوں کے خسرے کے باعث متاثر ہونے کی اطلاعات ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت ضلع قلعہ عبداللہ چمن کے حکام کا کہنا ہے کہ اطلاع ملتے ہی متاثرہ علاقے کو ٹیمیں بھجوادی گئی ہے۔ اسی طرح ضلع کے ڈپٹی کمشنر قیصر خان نے بھی علاقے کا دورہ کیا اور وہاں کے رہائشیوں کو یقین دہانی کرائی کہ ان کے بچوں کو خسرے سے بچاؤ کے لئے ضلعی انتظامیہ اور محکمہ صحت ہر ممکن اقدامات اٹھائے گا۔

(محمد صدیق)

بچے کو تاوان نہ ملنے پر قتل کیا گیا

پشاور تھانہ ٹاؤن کی حدود ارباب روڈ سے اغواء کے بعد قتل ہونے والے 10 سالہ معصوم بچے کی ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ تیار کرلی گئی ہے۔ بازیابی کیلئے تاوان نہ ملنے پر اغواء کاروں نے مغوی بچے کا گلہ گھونٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور نعش پلوسی کے قبرستان میں پھینک دی۔ اغواء کاروں کو سی سی ٹی وی فوٹیج کی مدد سے شناخت کیا گیا جبکہ سرغنہ مقتول کے والد کا قریبی دوست ہے پولیس کے مطابق دو روز قبل ارباب روڈ سے 10 سالہ مدثر ولد نعمت کو تین اغواء کاروں نے گھر سے باہر اغواء کیا گیا تھا جسے بعد ازاں تاوان نہ ملنے پر قتل کر کے نعش پلوسی قبرستان میں پھینک دی گئی۔ پولیس کے مطابق مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کی گئی تو سی سی ٹی وی فوٹیج کی مدد سے اغواء کاروں کو شناخت کے بعد گرفتار کرلیا گیا جس میں مدثر، کامران اور عبید شامل ہیں۔ پولیس کے مطابق بچے کا والد قیمتی پتھروں کا تاجر ہے جبکہ بچے کو اغواء کرنے والا افراد اس کا قریبی دوست ہے پولیس کے مطابق بچے کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کیا گیا تھا پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ آج)

جائیداد کے تنازعہ پر بھانجی قتل

پشاور 19 فروری 2017 کو تھانہ تہکال کے علاقے پلوسی میں جائیداد کے تنازعہ پر ماموں نے بھانجی کو فائرنگ کر کے قتل کردیا جبکہ مقتولہ کا والد معجزانہ طور پر بچ گیا ملزم واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔ پولیس کے مطابق نورزمان سکنہ پلوسی نے رپورٹ درج کرائی کہ گزشتہ روز وہ گھر میں اپنی بیٹی آمینہ کے ہمراہ موجود تھا کہ اس دوران اس کا سالہ آیا تو جائیداد کے تنازعہ پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں وہ بال بال بچ گیا جبکہ بیٹی شدید زخمی ہوگئی مجروحہ کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی جبکہ ملزم فرار ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا تھا۔

(روزنامہ آج)

3 سالہ بچہ قتل، سربریدہ نعش برآمد

نوشہرہ چوکی پیرسباق کی حدود میں نامعلوم قاتلوں نے تین سالہ بچہ کو گلا کاٹ کر قتل کرنے کے بعد نعش کھیتوں میں پھینک دی۔ 6 فروری 2017 کو خائستہ خان نے تھانہ نوشہرہ میں رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ میرا تین سالہ بیٹا محمد زیب گھر سے نکلا ہم لوگوں نے اسے کافی تلاش کیا مگر اسکا کوئی پتہ نہ چلا آج ہمیں اطلاع ملی کہ مشل خان کے کھیتوں میں بچے کی لاش پڑی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے، واقع کی اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی، ڈی ایس پی کینٹ رشید اقبال آفریدی نے کہا کہ واقعہ ظلم کی انتہا ہے جلد ملزموں کو گرفتار کر کے قانون کے کٹہرے میں کھڑا کرینگے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کردی۔

(نامہ نگار)

اقلیتیں

مندر کی مسماری کے خلاف حکم امتناع میں توسیع

پشاور پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس یحییٰ آفریدی اور جسٹس محمد ایوب خان پر مشتمل ڈویژن بنچ نے پشاور کے گنجان آباد علاقہ کریم پورہ کے محلّہ ونگڑی گراں میں واقع تاریخی مندر کی مسماری کے خلاف دائر رٹ پر حکم امتناعی میں توسیع کرتے ہوئے صوبائی حکومت اور محکمہ اوقاف سے جواب طلب کرلیا، فاضل عدالت نے درخواست گزار محبّ الرحمان اور محمد واقف سلیم کی جانب سے دائر رٹ کی سماعت کی تو عدالت کو بتایا گیا کہ پشاور کے قدیمی علاقہ کریم پورہ بازار میں واقع محلّہ ونگڑی گراں میں تاریخی مندر جو محکمہ اوقاف کی نگرانی میں ہے جسے محکمہ اوقاف نے قادر نامی شخص کو لیز پر دے رکھا ہے اور مذکورہ مندر مسمار کر کے اب مذکورہ مقام پر تجارتی پلازہ بنایا جارہا ہے جو کہ غیر قانونی اور غیر آئینی اقدام ہے کیونکہ مذکورہ مندر کو محکمہ آرکائیوز قومی ورثہ قرار دے چکا ہے اور یہ انتہائی حامل تاریخی مندر ہے لہٰذا مندر کو اسکی تاریخی حیثیت اور اسے اصل حالت میں بحال کیا جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

اقلیتی قبرستان پر غیر قانونی قبضے کا خدشہ

حیدر آباد ٹنڈو یوسف میں واقع اقلیتی قبرستان بدستور گندے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ قبرستان کے ایک حصے میں کچرا پھینکے جانے کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ دوسری طرف قبضہ مافیا دھڑے سے قبرستان کی زمین پر مزید پختہ تعمیرات کر رہی ہے لیکن ان تمام معاملات کا علم ہونے کے باوجود بلدیاتی حکام سمیت ضلعی انتظامیہ معاملے کا نوٹس نہیں لیں گے۔ ٹنڈو یسف میں مسلمانوں کے سب سے بڑے قدیمی قبرستان کے سامنے واقع اقلیتی قبرستان ماضی میں ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی ان برداریوں کا سب س بڑا قبرستان تھا جو اپنے مردے دفن کرنے پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس قبرستان میں مسیحی برادری بھی اپنے مردے دفن کرتی تھی اس مقصد کے اسی قبرستان میں ان کے لیے ایک الگ حصہ مختص تھا۔ کچھ عرصہ قبل تک یہاں سیکڑوں قبریں تھیں لیکن سابق ضلعی حکومت سے موجود بلدیہ اعلیٰ حیدر آباد تک کسی بلدیاتی ادارے نے اس قبرستان کی حالت زار کو بہتر بنانے پر توجہ نہیں دی۔

(نامہ نگار)

ہندو برادری کیلئے ملک کا پہلا قانون سینیٹ سے منظور

اسلام آباد سینیٹ میں ہندو میرج بل 2017 کی متفقہ طور پر منظوری کے ذریعے ملک میں ہندو کمیونٹی کیلئے پہلا قانون متعارف کر دیا گیا ہے۔ اس بل کو قانون کا حصہ بنانے کیلئے صدر مملکت کے دستخط کی ضرورت ہے جو آئندہ ہفتے تک متوقع ہے، جس کے بعد اسے قانون کے طور پر نافذ کر دیا جائے گا، اس سے قبل 26 ستمبر 2015 کو قومی اسمبلی نے اس بل کی منظوری دی تھی۔ اس بل کے ذریعے ہندو خواتین کو شادی کا دستاویزی ثبوت حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ ہندو کمیونٹی کیلئے ملک کا پہلا قانون ہے جو پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں قابل عمل ہوگا کیونکہ سندھ اسمبلی اس سے قبل صوبے کیلئے ہندو میرج کا قانون متعارف کرا چکی ہے۔ وزیر قانون زاہد حامد کی جانب سے سینیٹ میں پیش کیے جانے والے بل پر کسی نے بھی اعتراض یا مخالفت نہیں کی، کیونکہ اس میں تمام سینیٹرز، تمام سیاسی جماعتوں کے قومی اسمبلی میں موجود اراکین اور متعلقہ قائمہ کمیٹی کی سفارشات کو شامل کیا گیا تھا۔ یہ بل سینیٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق نے 2 جنوری کو بھاری اکثریت سے منظور کیا تھا۔ لیکن جمعیت علماء اسلام (ف) کے سینیٹر مفتی عبدالستار نے بل کی مخالفت کی تھی جن کا دعویٰ تھا کہ آئین اس قسم کے معاملات سے نمٹنے کیلئے کافی ہے۔ بل کو منظور کرتے ہوئے متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) سے تعلق رکھنے والی کمیٹی کی چیئرمین سینیٹر نسرین جلیل نے اعلان کیا تھا کہ 'یہ غیر منصفانہ عمل ہے۔ نا صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف بلکہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی— کہ پاکستان میں موجود ہندو برادری کیلئے ہم کوئی ایک ذاتی خاندانی قانون متعارف نہیں کرا سکیں ہیں'۔ بل کی حمایت کرتے ہوئے سینیٹر اعتزاز احسن، سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدین اور سینیٹر ستارہ ایاز نے کہا تھا یہ صرف پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں کی شادی کے حوالے سے ہے اور اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈاکٹر رمیش کمار نے بل کی منظوری پر پارلیمینٹیرینز کا شکریہ ادا کیا، وہ گذشتہ 3 سال سے ملک میں ہندوؤں کی شادی کے قانون کو متعارف کرنے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ 'اس طرح کا قانون زبردستی مذہب کی تبدیلی کی حوصلہ شکنی کرے گا اور ایک ہندو کی شادی کے بعد ہندو کمیونٹی کیلئے کار گر ثابت ہوگا'۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس بل کی منظوری سے قبل ایک ہندو عورت کیلئے دشوار تھا کہ وہ اپنے شادی شدہ ہونے کا کوئی ثبوت پیش کر سکے جو کہ مذہب کی زبردستی تبدیلی کے معاملات پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ یہ قانون ہندو کمیونٹی کی شادی کی دستاویز 'شادی پراتھ'— مسلمانوں کیلئے متبادل نکاح نامہ کی طرح کی دستاویز— ہے جس پر پنڈت کے دستخط ہوں گے اور حکومت پاکستان کا متعلقہ محکمہ اس کو رجسٹر کرے گا۔ تاہم، ہندو پارلیمنٹیرینز اور کمیونٹی کے اراکین نے بل کی ایک شق پر تحفظات کا اظہار کیا ہے جو 'شادی کی منسوخی' سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر میاں یا بیوی میں سے کوئی ایک مذہب تبدیل کرلے تو وہ علیحدگی اختیار کرنے کیلئے عدالت سے رجوع کرسکتا ہے۔ ڈاکٹر رمیش کمار کا کہنا تھا کہ 'ہم یہ چاہتے ہیں کہ علیحدگی کی وجہ مذہب کی تبدیلی سے قبل بتائی جائے کیونکہ اس کے ذریعے شر پسندوں کو ایک شادی شدہ خاتون کو اغوا اور اسے غیر قانونی حراست میں رکھنے کا موقع مل جائے گا اور جس کے بعد اسے عدالت میں ایک پٹیشن کے ساتھ پیش کر دیا جائے گا کہ وہ مسلمان ہوگئی ہے اور ایک ہندو کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی'۔ تاہم بل کو پاکستان میں موجود ہندوؤں کی جانب سے وسیع پیمانے پر پذیرائی ملی ہے کیونکہ یہ ہندوؤں کی شادی، شادی کی رجسٹریشن، علیحدگی اور دوبارہ شادی سے متعلق ہے جس میں لڑکا اور لڑکی، دونوں کی شادی کی کم سے کم عمر 18 سال مقرر کی گئی ہے۔

(بشکریہ ڈان نیوز)

اقلیتی تحفظ بل کو واپس لینے کے خلاف احتجاج کا اعلان

حیدر آباد سندھ حکومت کی جانب سے اسمبلی میں منظور ہونے والے ''اقلیتی تحفظ بل'' کو واپس لیے جانے کے اعلان کے خلاف مختلف سیاسی جماعتوں نے 2 فروری کو سندھ بھر میں احتجاج کا اعلان کیا ہے۔ سندھ میں ترقی پسند سیکولر، جمہوری وقوم پرست پارٹیوں کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان، عوامی جمہوری پارٹی، عوامی ورکرز پارٹی سندھ اور جئے سندھ محاذ پر مشتمل اتحاد کی سندھ پروگریسو کمیٹی کی جانب سے اعلان کیا گیا ہے کہ سندھ میں غیر مسلم برادریوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور بچیوں کو زبردستی مذہب تبدیل کر کے شادی کے واقعات کے خلاف سندھ میں اسمبلی میں ماہ دسمبر 2016ء میں اقلیتی تحفظ بل اتفاق رائے سے منظور ہوا جس کے خلاف مذہبی پارٹیوں کے احتجاج پر پیپلز پارٹی نے سیاسی طور پر مذکورہ بل واپس لینے کا اعلان کیا ہے جس کی وہ مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ بل سندھ کی منتخب اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے جو کہ پاکستان کے آئین کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

تعلیم

طالب علم لاپتہ

پاکپتن ملکہ ہانس محلّہ پرانا تھانہ کے رہائشی راؤ منور علی کا بیٹا راؤ تصور علی جو کہ فرسٹ ایئر کا طالب علم سکول گیا مگر واپس نہیں آیا۔ لاپتہ طالب علم کے والد راؤ منور علی نے بتایا کہ اس کا بیٹا ہائیر سیکنڈری سکول ملکہ ہانس گیا مگر گھر واپس نہیں آیا، اس کی کتابیں بھی سکول میں پڑی تھیں۔ اس سلسلہ میں طالب علم کی بازیابی کے لیے ملکہ ہانس کے شہریوں اور سول سوسائٹی کے ممبران نے اس واقعہ کے خلاف پرامن احتجاج کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب آئی جی پنجاب و دیگر متعلقہ افسران حکام بالا سے اپیل کی ہے کہ طالب علم راؤ تصور علی کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے۔ (غلام نبی)

سکول بند، عمارت ٹریننگ سنٹر کے طور پر استعمال کرنے کے احکامات

پشاور خیبر پختونخوا حکومت نے صوبے میں نافذ تعلیمی ایمرجنسی کے باوجود نوشہرہ میں ہائیر سیکنڈری سکول کو فوری بند کر کے سکول کی عمارت ایئر کرافٹ کی مرمت کیلئے ٹریننگ سنٹر کے طور پر استعمال کرنے کے احکامات جاری کر دیئے جبکہ سکول میں زیر تعلیم سینکڑوں طلباء کیلئے متبادل جگہ کا بندوبست بھی نہیں کیا گیا۔ صوبائی حکومت کی جانب سے جاری احکامات کے باعث ہائیر سیکنڈری سکول پیر پیائی میں زیر تعلیم سینکڑوں طلباء کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ پیدا ہے۔ صوبائی حکومت نے 25 جنوری کو محکمہ ابتدائی و ثانوی تعلیم کو تحریری طور پر احکامات جاری کئے ہیں جس میں انہیں ہدایت دی گئی ہے کہ محکمہ ضلع نوشہرہ کے علاقے پیر پیائی میں قائم ہائیر سیکنڈری سکول کو ختم کر کے سکول کی عمارت ایئر کرافٹ کی مرمتی سنٹر کے طور پر استعمال کرنے کیلئے فوری اقدامات اٹھائے کیونکہ ایئر کرافٹ کے مرمتی سنٹر کیلئے ہائیر سیکنڈری سکول پیر پیائی سب سے بہتر اور موزوں جگہ ہے۔ ذرائع کے مطابق ہائیر سیکنڈری سکول کو فوری ختم کرنے کے احکامات پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری جانب حکومت نے سینکڑوں زیر تعلیم طلباء کو کسی دوسری عمارت منتقل کرنے یا متبادل جگہ نہ دینے کے احکامات جاری نہیں کئے ہیں جس سے سکول میں زیر تعلیم سینکڑوں طلباء کا مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے۔ حکومت کے احکامات پر مقامی اصلاحی تنظیم نے شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے تعلیم ادارے کو بند کرنے کی صورت میں پرامن احتجاج کی کی دھمکی دی ہے۔ مقامی تنظیم اصلاحی معاشرہ نے سکول ختم کرنے کے احکامات کو پشاور ہائی کورٹ میں چیلنج کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

(روزنامہ مشرق)

خیبر پختونخوا کابینہ کی 'لازمی تعلیم ایکٹ' کی منظوری

پشاور خیبر پختونخوا کابینہ نے مجوزہ 'لازمی تعلیم ایکٹ' کی منظوری دے دی، جس کے تحت صوبے میں 5 سے 16 سال تک کے عمر کے بچوں کے لیے پرائمری اور سیکنڈری تعلیم لازمی ہوگی۔ بل کے تحت صوبے کے تمام سرکاری تعلیمی اداروں میں بچوں کو مفت تعلیم فراہم کی جائے گی۔ کابینہ کے اجلاس کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا پرویز خٹک کے مشیر اطلاعات مشتاق احمد غنی نے بتایا کہ ایکٹ کے تحت صوبائی حکومت بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوگی، جبکہ والدین کو اپنے بچوں کو لازمی طور پر تعلیمی اداروں میں بھیجنا ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'ایکٹ کے تحت بچوں کو اسکول نہ بھیجنے والے والدین کو ایک ماہ قید یا فی دن 100 روپے جرمانہ یا دونوں کی سزا دی جائے گی' اس کے علاوہ صوبائی حکومت اسکولوں میں بچوں کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے اتھارٹی بھی قائم کرے گی۔ خیبر پختونخوا کابینہ نے صوبے کے تمام نجی و سرکاری اسکولوں میں پرائمری کی سطح پر مسلمان طلبا کے لیے لازمی طور پر ناظرہ قرآن کی تعلیم اور چھٹی سے دہم جماعت تک کے بچوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھانے کی بھی منظوری دی۔ (بشکریہ ڈان)

اساتذہ تنخواہوں سے محروم

خیبر ایجنسی خیبر ایجنسی کے کمیونٹی اساتذہ نے گزشتہ آٹھ مہینوں سے تنخواہوں کی عدم ادائیگی پر احتجاج کی دھمکی دی ہے، اس حوالے سے 8 فروری 2017 کو آل ٹیچرز ایسوسی ایشن خیبر ایجنسی کا اجلاس صدر نصیر شاہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ایسوسی ایشن کے رہنماؤں شیر رحمان، صادق احمد اور نعیم جان سمیت کثیر تعداد میں اساتذہ نے شرکت کی، اس موقع پر اجلاس میں متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر خیبر ایجنسی کے اساتذہ کی گزشتہ آٹھ مہینوں سے بند تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کی گئی تو وہ احتجاج پر مجبور ہو جائیں گے، انہوں نے مزید کہا کہ کمیونٹی اساتذہ ڈیوٹی دینے کے باوجود تنخواہوں سے محروم ہیں جس کی وجہ سے اساتذہ اور ان کے خاندان فاقوں کا شکار ہیں۔ (روزنامہ ایکسپریس)

سکول کے قیام کا مطالبہ

چمن کاکوزئی قومی اتحاد کے مرکزی چیئرمین حاجی عبداللہ کاکوزئی، عبدالحنان کاکوزئی محمد اکرم کاکوزئی، خلیل احمد کاکوزئی اور حبیب الرحمان کاکوزئی نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے نامہ نگار کو بتایا کہ چمن شہر کے سب سے بڑے محلّہ حاجی اللہ محمد کاکوزئی میں کوئی تعلیمی ادارہ نہیں ہے جس کے باعث علاقے کے بچے تعلیم کے حصول سے محروم ہیں۔ وہ 2003ء سے کوششوں میں مصروف ہیں لیکن تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ انہوں نے جہد حق کی وساطت سے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام سے سکول کے قیام اور منظوری کی اپیل کی ہے۔

(نامہ نگار)

جماعت ہشتم کے 3 طالبعلم پراسرار طور پر لاپتہ

چارسدہ چارسدہ سے آٹھویں جماعت کے تین طالبعلم پراسرار طور پر لاپتہ ہوگئے۔ چارسدہ کے تھانہ سرڈھیری کے علاقہ دوسہرہ سے آٹھویں جماعت کے دو طالبعلم اسامہ رحمان، مبشر اور ان کے دوست تاج ولی پراسرار طور پر غائب ہوگئے جن کی عمر 14 سال کے قریب ہیں دوسری طرف تنگی کے مضافاتی علاقہ میں حساس اداروں نے کاروائی کرتے ہوئے مقامی قبرستان میں 13 قبریں کھود کر مردوں کی باقیات ڈی این اے ٹیسٹ کیلئے اکٹھا کیں۔ کاروائی کے دوران پورے علاقے میں کرفیو کا سماں تھا اور عوام میں شدید خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس)

گرلز پرائمری سکول 15 سال سے بند

خیبر ایجنسی ملاگوری میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گزشتہ 15 سال سے بند ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں مقامی بچیاں زیور تعلیم سے محروم ہیں اس حوالے سے مقامی عمائدین صادق شاہ ملاگوری، عمر گل، محمد جنید، نصیب، حاجی اصل باغ و دیگر نے بتایا کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حارث میر کلے شیر برج کی عمارت 2002 میں اس وقت کے مقامی ایم این اے کے فنڈز سے تعمیر ہوچکی ہے مگر پندرہ سال گزرنے کے باوجود بھی تاحال سکول کو سٹاف فراہم نہیں کیا گیا۔ (روزنامہ آج)

صحت

نجی کلینک پر مظاہرین کا حملہ

ملاکنڈ 3 فروری 2017 کو ہیڈکوارٹر ہسپتال بٹ خیلہ کے چلڈرن وارڈ میں داخل ایک سالہ بچی امرین دختر فرمان اللہ اچانک جاں بحق ہوگئی جس کی وجہ سے بچی کے ورثاء نے نعش کو سڑک پر رکھ کر انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج کیا، اس دوران مشتعل مظاہرین نے نجی کلینک پر دھاوا بھول دی۔ بچی کے والد نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وارڈ میں داخل بچی شدید تکلیف میں تھی انہوں نے ڈاکٹر کو معائنہ کرانے کیلئے کئی مرتبہ بلایا مگر وہ نہیں آئے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

معذور شخص پر تشدد

جھل مگسی پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ کو معلوم ہوا کہ جھل مگسی تحصیل میں ایک مزدور پر تشدد ہوا۔ ضلعی کور گروپ نے واقعہ کے متعلق حقائق جاننے کے لیے غیر جانبدار افراد سے معلومات حاصل کئے اور متاثرہ شخص سے بھی ملاقات کی۔ متاثرہ شخص اور غیر جانبدار افراد نے بتایا کہ ارباب فقیر ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جو محنت مزدوری کر کے بچوں کو پالتا ہے۔ وہ 31 دسمبر کو جھل مگسی شہر گیا تو اس پر علی گوہر لیویز اہلکار اور لیوز کے ایک آفیسر کے بیٹے اظہر نے کسی وجہ سے حملہ کیا اور تشدد کا نشانہ بنایا۔ بعد میں موٹر سائیکل پر سوار کر کے تھانے لے گئے اور تھانہ پہنچ کر اس پر تشدد کیا جس سے اس کا دانت ٹوٹ گیا۔ ارباب فقیر نے کہا کہ اس کے بعد اسے ایک بااثر شخص کے پاس لے گئے۔ متاثرہ شخص پر بیس ہزار جرمانہ عائد کیا گیا۔ واضح رہے کہ اظہر لیویز آفیسر کا بیٹا ہے۔ اور ارباب فقیر پر پانچ روز کے لیے جھل مگسی شہر میں داخل ہونے پر پابندی عائد کردی گئی۔ حکام بالا سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ارباب فقیر پر تشدد کرنے والوں کے خلاف فوری کارروائی کی جائے اور اس کو انصاف فراہم کیا جائے۔ یہ واقعہ 8 جنوری کو پیش آیا تھا۔

(رحمت اللہ)

پینے کے پانی کا شدید بحران

سانگھڑ سانگھڑ شہر کے وارڈ نمبر ایک سے لے کر وارڈ نمبر چار تک کے علاقوں محلّہ اسلام آباد ہاؤسنگ سوسائٹی، المنصورہ کالونی، شمہیر کالونی زاہد ٹاؤن و دیگر علاقوں میں پانی ناپید ہوچکا ہے جس کی وجہ سے شہری شدید پریشانی میں مبتلا ہوچکے ہیں۔ شہری محمد عادل، محمد اقبال، حیدر زمان، محمد احسان، غلام حیدر اور دیگر افراد نے ایچ آر سی پی کے ضلعی کوآرڈینیٹر کو بتایا کہ یہ نہروں میں پانی کی بندش کا وقت ہے۔ انتظامیہ کو معلوم تھا تو انہیں پانی کا ذخیرہ کرنا چاہیے تھا مگر پانی ذخیرہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر میں پانی کا بحران پیدا ہوچکا ہے۔ مساجد میں بھی پانی نہیں ملتا جس کی وجہ سے نمازی بھی شدید پریشانی سے دوچار ہیں۔ سانگھڑ شہر کے کئی علاقے پانی سے محروم ہیں۔ شہریوں نے ڈپٹی کمشنر سانگھڑ و ضلعی چیئرمین اور تعلقہ میونسپل کمیٹی چیئرمین سے مطالبہ کیا کہ شہر میں پانی کی سپلائی کو یقینی بنایا جائے۔

(ابراہیم خلجی)

ادویات کی عدم فراہمی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

حیدرآباد 7 فروری کو جئے سندھ قومی محاذ ضلع حیدرآباد کی جانب سے ڈی جی صحت کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھائے۔ مریضوں کو ادویات کی عدم فراہمی کے خلاف نعرے بازی کر رہے تھے۔ اس موقع پر مظاہرین ساگر حنیف، غفار چانڈیو و دیگر کا کہنا تھا کہ سندھ بھر میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا مریض ہسپتالوں کے چکر کاٹ کاٹ کر تھک گئے ہیں لیکن انہیں ویکسین میسر نہیں جس کی وجہ سے مذکورہ مرض میں مبتلا مریض انتہائی پریشانی کے عالم میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ عہدوں پر براجمان افسران نے کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ غریب مریضوں کے لیے آنے والی ادویات میں خورد برد کر کے غریبوں کا حق مارا جاتا ہے جس کا کرپشن کی تحقیقات کرنے والے ادارے نوٹس لیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

صفائی کے بہتر انتظامات پر زور

شہداد کوٹ 19 فروری کو غریب آباد محلے کے رہائشیوں نے ٹی ایم او شہداد کوٹ کے خلاف صفائی نہ کرانے پر احتجاجی مظاہرہ کیا ہے۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز تھے جن پر صفائی کرو، صحت بچاؤ، جیسے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر ممتاز جعفری، مولا بخش اور ذوالفقار علی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹی ایم او کی غفلت کی وجہ سے غریب آباد محلّہ گندگی کا شکار بن گیا ہے۔ انہوں نے ٹی ایم او سے شہر کی صفائی کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔

(ندیم جاوید)

پانی کی فراہمی بند

عمرکوٹ تحصیل و ضلع عمرکوٹ کے اہم اور تاریخی شہر چھور کے مختلف محلوں نوہڑی، کنبھر کالونی، راجپوت محلّہ، ملاح محلّہ، جکھرا کالونی، ریلوے کالونی اور الرحیم کالونی سمیت دیگر شہری علاقوں میں پانی کی سپلائی والے پانی کی فراہمی گزشتہ آٹھ برسوں سے بند ہونے کی وجہ سے شہری پینے کے پانی کے لیے پریشان ہیں۔ متاثرہ محلوں کے سماجی رہنماؤں اور کارکنوں زاہد بھائی، کاؤنسلر نواز علی نوہڑی، نور سندھی، محبت علی، زاہد شاہد، رمیش کمار اور دیگر کا کہنا تھا کہ دیگر ضروریات کے لیے انتظامیہ کی طرف سے پانی کی سپلائی گزشتہ آٹھ برسوں سے بند ہونے کے باعث مذکورہ محلوں اور کالونیوں کے رہائشی سخت پریشانیوں کا سامنا کرنے پر مجبور ہیں۔ انہوں کہا کہ پانی کی جلد از جلد فراہمی کی جائے گی۔ دوسری صورت میں شہر میں احتجاجا شٹر بند ہڑتال کی جائے گی۔ ٹاؤن کمیٹی چھور کے افسر گوپال داس کا کہنا تھا کہ مذکورہ محلوں اور کالونیوں میں پانی کی سپلائی لائنیں ٹوٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے پانی کی سپلائی 2009ء سے بند ہے اور پانی کے تالاب پر لگی ہوئی پانی کی موٹریں بھی خراب پڑی ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ اعلیٰ حکام کو بھی تحریری طور پر آگاہ کیا گیا ہے۔ ٹاؤن کمیٹی چھور کے چیئرمین نظر محمد آریسر کا کہنا تھا کہ ابھی تک ہمارے پاس بجٹ نہیں ہے۔ ہم نے پانی کی لائنوں کی مرمت کے لیے اعلیٰ انتظامیہ کو مطلع کیا ہے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جلد لائنوں کی مرمت کروا کر چھور شہر میں پانی کی فراہمی بحال کروائی جائے گی۔

(اوکھومنروپ)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

فائرنگ سے ایف سی اہلکار جاں بحق

خیبر ایجنسی یکم فروری 2017 کو خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود ورمنڈ و میلہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے سید امین ولد آدم خان جانی خیل جاں بحق ہوگیا۔ جاں بحق ایف سی اہلکار سید امین کانسٹیبلری میں ملازم تھا اور وہ چھٹی پر گھر آیا ہوا تھا وہ بازار سے گھر جا رہا تھا کہ اس دوران نامعلوم افراد نے اس پر فائرنگ کی جس سے وہ شدید زخمی ہوگیا جسے فوری طور پر جمرود ہسپتال لایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ پولیٹیکل انتظامیہ نے سرچ اپریشن کے دوران 10 افراد کو گرفتار کرلیا۔

مغوی تاجر کی لاش برآمد

چمن 25 جنوری کو چمن سے مغوی تاجر محمد نعیم کی لاش برآمد ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق چمن کے رحمان کہول روڈ سے پولیس کو دوران گشت ایک مغوی تاجر محمد نعیم کی تشدد زدہ لاش ملی جسے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال چمن منتقل کردیا گیا۔ مقتول میڈیکل سٹور کے مالک تھے اور انہیں گزشتہ سال جون میں چمن سے اغواء کیا گیا تھا۔ پولیس نے ضروری کارروائی کرنے کے بعد لاش کو ورثاء کے حوالے کردیا۔

(محمد صدیق)

حراست میں لے کر لاپتہ کردیا

ٹنڈو محمد خان ضلع ٹنڈو خان کی تحصیل ٹنڈو غلام حیدر کے گاؤں میں 5 جنوری اتوار کی رات پانچ پولیس موبائل پر موجود نفری نے اچانک گاؤں میں رہنے والے مزدور ہاری کے گھروں میں گھس کر گھر گھر تلاشی لی لیکن کچھ بھی برآمد نہ ہوسکا۔ پولیس نے گھروں میں موجود خواتین، بچوں اور مردوں پر بے رحمانہ تشدد کیا اور گاؤں کے دو افراد جموں چانگ اور اسلم چانگ کو اپنے ساتھ لے جاکر لاپتا کردیا۔ مقامی گاؤں کے رہنے والے افراد نے پولیس کے خلاف احتجاج کیا اور حیدرآباد اور بدین جانے والی شاہراہ کو ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بند کردیا۔ لوگوں کا مطالبہ ہے کہ ان کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا نوٹس لیا جائے۔

(یعقوب لطیف)

محنت کش پر پولیس تشدد کی فوری تحقیقات کا مطالبہ

دیر لوئر 19 فروری 2017 کو تھانہ معیار پولیس نے تھانہ ثمر باغ کی حدود میں کھیتوں میں کام کرنے والے محنت کش پر ہوائی فائرنگ کرنے کے بعد شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بنا کر حوالات میں بند کردیا ہے، جندول پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے ناظم ویلج کونسل صد بر کلی حضرت خان اور ولی خان نے کہا کہ حبیب اللہ ولد خان زرین ساکن صد بر کلے اپنے لہسن کے کھیت میں کام کر رہا تھا کہ اس دوران سفید کپڑوں میں دو جوان ان کے پاس آئے اور انہیں اسلحہ دکھا کر ساتھ چلنے کو کہا جس کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگا تو پیچھے سے اس پر ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے اسے روک لیا اور اسلحہ کی نوک پر اسے شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ پولیس نے نوجوان پر اس قدر سخت تشدد کیا ہے کہ اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پیدا ہوگئے ہیں، انہوں نے صوبائی حکومت، انسپکٹر جنرل آف پولیس اور محکمہ پولیس کے دیگر افسران سے معاملے کی انکوائری کا مطالبہ کیا۔

(نامہ نگار)

فرنٹیئر کور کے قافلے پر بم حملہ، 3 اہلکاروں سمیت 11 افراد زخمی

پشاور تھانہ داؤدزئی کے قریب فرنٹیئر کور کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں 3 اہلکاروں سمیت مجموعی طور پر 11 افراد شدید زخمی ہوگئیں جنہیں طبی امداد کی فراہمی کیلئے سی ایم ایچ اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال منتقل کردیا گیا اطلاع ملتے ہی پولیس اور سکیورٹی فورسز کی بڑی تعداد موقع پر پہنچ گئی اور علاقے کا گھیراؤ کرتے ہوئے سرچ اپریشن شروع کردیا۔ دھماکہ میں 5 کلوگرام بارودی مواد اور بال بیرنگ استعمال کئے گئے تھے جسے ریموٹ کنٹرول کے ساتھ منسلک کیا گیا تھا محکمہ انسداد دہشتگردی نے جائے وقوعہ سے شواہد اکھٹے کرکے نامعلوم دہشت گردوں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔ 31 جنوری 2017 کو فرنٹیئر کور مہمند رائفلز کا قافلہ مہمند ایجنسی سے پشاور آرہا تھا کہ اس دوران تھانہ داؤدزئی کے حدود چراپل کے قریب پہلے سے نصب بم زوردار دھماکے سے پھٹ گیا دھماکہ کے نتیجہ میں ایف سی ٹرک اور چارسدہ سے آنے والی مسافر وین زد میں آگئی جس کے نتیجہ میں ٹرک میں سوار ایف سی کے 3 اہلکار جبکہ فلائنگ کوچ میں سوار 8 مسافر شدید زخمی ہوگئے واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بھاری نفری جائے وقوعہ پر پہنچ گئی جنہوں نے علاقہ کا محاصرہ کرکے چارسدہ روڈ کو ٹریفک کیلئے بند کردیا، امدادی ٹیموں نے زخمیوں کو لیڈی ریڈنگ اور کمبائنڈ ملٹری ہسپتال منتقل کردیا۔

(روزنامہ آج)

پولیس مقابلے میں ہلاکت کے خلاف احتجاج

ٹوبہ ٹیک سنگھ 09 فروری کو ملتان میں مبینہ پولیس مقابلے میں جاں بحق ہونے والے عبدالجبار کے لواحقین نے گوجرہ روڈ بلاک کرکے پولیس کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ بائی پاس کے قریب رہائش پذیر اوڈھ قبیلے کے افراد نے دعویٰ کیا کہ عبدالجبار اپنے دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ فوتگی کے سلسلے میں ملتان گیا تھا جہاں پولیس نے اسے جعلی پولیس مقابلے میں ہلاک کردیا۔ انہوں نے کہا کہ عبدالجبار اور دیگر افراد کے خلاف ٹوبہ ٹیک سنگھ سمیت کہیں بھی کوئی مقدمہ درج نہیں ہے، پولیس نے ظلم کی انتہا کی ہے۔ روڈ بلاک ہونے کی وجہ سے ٹریفک کی آمد و رفت معطل ہوکر رہ گئی اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں ڈی ایس پی عاطف عمران قریشی نے مظاہرین سے مذاکرات کیے اور ان کی انصاف فراہم کرنے کی یقین دہانی پر مظاہرین نے احتجاج ختم کردیا۔

(اعجاز اقبال)

بم پھٹنے سے تین افراد شدید زخمی

چمن 7 فروری کو بلوچستان کے شہر چمن میں سڑک کنارے نصب بم کی زد میں آکر فرنٹیئر کور کے دو اہلکاروں سمیت تین افراد شدید زخمی ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق بوگرا کاریز میں ایک پل کے نیچے نصب بم کیا گیا تھا جس کے ذریعے ایف سی کی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ زخمیوں کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ سکیورٹی فورسز جائے وقوع پر پہنچ کر علاقے کو سیل کرکے تفتیش کا آغاز کردیا۔ (نامہ نگار)

بے گناہ شہری قتل

ٹنڈو محمد خان ٹنڈو محمد خان شہر کے الفتاح چوک میں رہنے والے شہری کو نامعلوم افراد بے گناہ قتل کرکے لاش کو ٹالپر ٹاؤن میں پھینک کر فرار ہوگئے۔ سماجی تنظیموں نے چودہ دن سے بھوک ہڑتالی کیمپ بھی قائم کیا ہوا ہے، مگر انتظامیہ کی طرف سے کوئی بھی نوٹس نہیں لیا جا رہا۔ (یعقوب لطیف)

وائس چیئرمین پر عورتوں کی خرید وفروخت کا الزام

جام پور 5 فروری کو بہاؤالدین کی رہائشی وسیم اختر کو تین بچوں کے ہمراہ میرپور کا رہائشی نازک شاہ بہلا پھسلا کر میرپور لے آیا اور اسے آٹھ دن تک میرپور میں رکھنے کے بعد ترکی ماڈل ویلج میں لے گیا جہاں پر یونین کونسل کے وائس چیئرمین نے وسیم اختر عرف ثمینہ بی بی کو بچوں کے ہمراہ خریدا اور اسے ماڈل ویلج میں رکھا جہاں وائس چیئرمین سونہارا کلری اور شفیق نامی شخص اور اس کی بیوی پہرہ دیتے تھے۔اس کے بعد یوسی کے وائس چیئرمین سونہار کلری نے ثمینہ بی بی کو چار لاکھ روپے میں محمد سلیم نامی شخص کو فروخت کر دیا۔اس دوران وسیم اختر عرف ثمینہ بی بی نے کسی طرح 15 پر کال کر دی جس پر تھانہ داجل کا ایس ایچ او اور پولیس موقع پر پہنچ گئی اور سونہار کلری کو گرفتار کر لیا جبکہ باقی تین لوگ فرار ہو گئے۔سونہار کلری اور تین افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اور سونہار کلری کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔

(اجمل حسین چانڈیہ)

ڈاکٹر کے گھر پر حملہ

پشاور 22 فروری 2017 کو تھانہ یکہ توت کے علاقے گل درہ چوک میں معمولی تکرار پر 8 مسلح افراد نے ایک ڈاکٹر کے گھر پر حملہ کر کے ان کے بھائی کو شدید زخمی کر دیا۔پولیس نے بروقت کارروائی کر کے دو ملزموں کو چار کلاشنکوفوں اور دو پستولوں سمیت گرفتار کر لیا۔اس سلسلے میں ڈی ایس پی سربر فضل واحد نے بتایا کہ گزشتہ روز ڈاکٹر امین نے رپورٹ درج کرائی کہ ان کے بیٹے کا بلال سے معمولی تکرار پر جھگڑا ہوا تھا تاہم بعد ازاں معاملہ رفع دفع کر دیا گیا،لیکن گزشتہ روز اچانک آٹھ مسلح افراد میاں ابراہیم، میاں اسماعیل، میاں ایوب، میاں اعظم، میاں فرید، میاں نصیر، میاں عمر اور بلال نے ان کے گھر پر ہلہ بول دیا۔ حملے میں ان کے بھائی شاہ جہان شدید زخمی ہو گئے۔حملے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ڈی ایس پی سربر فضل واحد اور ایس ایچ او یکہ توت واجد خان نفری کے ہمراہ موقع پر پہنچ گئے اور دو ملزموں میاں نصیر اور میاں فرید کو اسلحہ سمیت گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی۔ پولیس کے مطابق دیگر ملزموں کی گرفتاری کیلئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(روزنامہ آج)

معلومات تک رسائی کا حق

جھنگ ایچ آر سی پی کے کور گروپ نے 14 فروری کو سی پی ڈی آئی نامی تنظیم کے ساتھ مل کر چناب کالج جھنگ میں ''معلومات تک رسائی کا حق'' کے موضوع پر ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے سی پی ڈی آئی کے پروگرام آرٹی آئی کے کوآرڈینیٹر سید علی رضا نے بتایا کہ ہم لوگوں میں حق معلومات کے حوالے سے شعور وآگہی پھیلانے کا کام کر رہے ہیں۔معلومات تک رسائی کا حق آپ کو اور عام شہریوں کو براہ راست فائدہ دیتا ہے کیونکہ یہ آپ کو اپنے حقوق، خدمات اور مراعات کے بارے میں معلومات دیتا ہے۔مثال کے طور پر یہ آپ کو بتاتا ہے کہ گیس کنکشن کے لیے آپ کو کتنی ادائیگی کرنی ہے۔اگر کوئی اہلکار آپ سے زائد ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے تو آپ اسے چیلنج کر سکتے ہیں۔یہ حق آپ کو بتاتا ہے کہ آپ کے بچے کے سکول میں کتنے اساتذہ ہیں اور کتنے اساتذہ حاضر ہوتے ہیں یا آپ کے ضلع میں کس محکمے کا کتنا بجٹ ہے، کتنی گرانٹ ملی ہے اور کہاں کہاں استعمال ہوئی ہے۔انہوں نے مزید بتایا کہ معلومات تک رسائی کا حق صرف یہ نہیں ہے کہ سرکار وہ معلومات فراہم کرے گی یا کرنے کی پابند ہے جس کی شہری درخواست دیں بلکہ یہ قانون کہتا ہے کہ کچھ خاص قسم کی معلومات محکمے خود فراہم کرنے کے پابند ہیں چاہے کوئی بھی ان کے بارے میں نہ پوچھے۔اس کو معلومات کی از خود فراہمی کہتے ہیں۔از خود معلومات کی فراہمی کی فہرست قانون میں موجود ہے جس کے تحت آپ کو از خود فراہمی معلومات کے بارے میں اندازہ ہو سکتا ہے۔اسی طرح سرکاری محکموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان معلومات کو بہتر بناتے رہیں۔اس فہرست میں سرکاری محکموں سے متعلق قوانین، ضوابط، اس کی تنظیم، اخراجات وغیرہ اور خدمات جو ادارہ مہیا کرتا ہے کوئی فیصلہ اور یہ کہ آپ اس میں کیسے اپنی رائے دے سکتے ہیں، شامل ہے۔پنجاب کے شفافیت اور معلومات تک رسائی کے قانون کے تحت آپ ہر قسم کی معلومات، مستثنیات کے ساتھ جن کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا سرکاری ادارہ پابند نہیں ہے، حاصل کر سکتے ہیں۔ایچ آر سی پی کور گروپ کوآرڈینیٹر قمر زیدی نے کہا کہ ''میں جس ادارہ کی نمائندگی کر رہا ہوں وہ چونکہ بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے معاشرے میں شعور وآگہی پھیلانے کا کام کر رہا ہے لہذا میں اپنی گفتگو کا آغاز اس حوالے سے کر رہا ہوں کہ معلومات تک رسائی کا حق ہے کیا؟ معلومات تک رسائی کا مطلب ہے کہ آپ بطور شہری سرکاری اداروں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ تمام سرکاری ہمارے ادا کردہ ٹیکسوں سے چل رہے ہیں خواہ یہ ٹیکس براہ راست ہوں یا بالواسطہ۔اور یہ تمام ادارے ریاست کے شہریوں کی سہولت کے لیے ہی بنائے جاتے ہیں اس معلومات تک رسائی کا حق کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ ''حکومت کے پاس موجود معلومات شہریوں کی ملکیت ہیں''۔پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19۔الف کے تحت معلومات تک رسائی اب ایک آئینی حق ہے اس کی روشنی میں صوبائی سطح پر سال 2013ء میں ''پنجاب شفافیت اور معلومات تک رسائی کا قانون'' بنایا گیا تھا۔یہ قانون آپ کو اپنے حق معلومات حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ سرکاری اہلکار قانونی طور پر معلومات فراہم کرنے کے پابند ہیں۔یہ قانون واضح طور پر بتاتا ہے کہ کونسی معلومات فراہم کرنی ہیں اور کونسی نہیں۔یہ قانون اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ معلومات بطور حق فراہم کی جائیں نہ کہ حکومت کی طرف سے کسی رعایت کے طور پر۔معلومات حاصل کرنا ہمارا جمہوری حق ہے کیونکہ جب ایک حکومت جمہوری طور پر منتخب ہوگی یا یوں کہہ لیں کہ جب ہم نے انہیں حق حکومت دیا تو ان کا یہ فرض اور ہمارا یہ حق ہے کہ ہم اس کی کارکردگی کے حوالے سے اور ہمارے ٹیکس کے ذریعے جمع شدہ رقم کے حوالے سے معلومات حاصل کر سکیں۔ہم پوری دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ جب حکومت کو جوابدہی کے عمل سے گزرنا پڑے گا تو یقینی طور پر اس کی کارکردگی بہتر ہوگی اور جوابدہی کا عمل اس وقت شروع ہوگا جب ہمیں اپنے قانونی اور آئینی حقوق کا علم ہوگا۔کور گروپ دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر انہی حقوق کے حوالے سے شعور وآگہی پھیلانے کا کام کر رہا ہے۔آخر میں کالج کے پرنسپل زاہد خورشید لودھی نے اس نشست کے لیے ان کے ادارے کے انتخاب پر شکریہ ادا کیا اور آئندہ بھی اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

(قمر زیدی)

سیاسی کارکن کا قتل

دیر اپر 17 فروری 2017 کو دیر بالا کے علاقے عشیرئی درہ میں مسلم لیگ (ن) کے کارکن کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔عشیرئی درہ دیدن کے رہائشی محمد علی عرف ماندل کو ملزمان نے رات کے وقت گولیاں مار کر قتل کیا اور فرار ہو گئے۔مقتول کے ورثاء نے دو بھائیوں یعقوب، دلبر پسران امیر احمد خان ساکنان بیلہ الماس پر دعویداری کر دی ہے۔دوسری طرف پولیس کی جانب سے کئی گھنٹے گزرنے کے باوجود ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر احتجاج کیا گیا۔مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر ملک فقیر شہزادہ نے بھی گندیگار پولیس سے مطالبہ کیا ہے کہ ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

(روزنامہ آج)

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

بنیادی مرکز صحت فعال کیا جائے

چمن چمن کے علاقہ اڈہ کہول کلی حاجی اختر محمد ملزئی میں قائم بی ایچ یو کئی عرصہ سے بند پڑا ہے۔ عمارت موجود لیکن عملہ نہیں ہے۔ کلی حاجی محمد اختر محمد کے سربراہ حاجی محمد حنیف نے نامہ نگار کو بتایا کہ انہوں نے محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام کو کئی بار آگاہ کیا ہے لیکن تاحال مسئلہ حل نہیں ہوا۔ وہ جہد حق کی وساطت سے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کلی حاجی اختر محمد اڈہ کہول کے بی ایچ یو کو فعال کیا جائے۔ (محمد صدیق)

عوام کے مسائل کے حل پر زور

پاکپتن 20 فروری کو ایچ آر سی پی ضلعی کور گروپ پاکپتن کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا۔ بات کا آغاز کرتے ہوئے غلام نبی ڈھڈی ضلعی کور گروپ پاکپتن نے کہا کہ پاکپتن کے مسائل آپ سے کوئی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ ان میں تعلیم صحت اور سکیورٹی کے مسائل شامل ہیں۔ اویس عابد ایڈووکیٹ نے کہا کہ پاکپتن میں لوگوں کے ملکیتی حقوق ختم ہو گئے ہیں اس سلسلہ میں شہریوں میں آگہی مہم چلائی جائے تاکہ ان شہریوں کو ان کے ملکیتی حقوق مل سکیں۔ صحافی وارث علی نے کہا کہ دو دفعہ صحافیوں پر تشدد ہو چکا ہے جس کی وجہ صحافیوں پر ناانصافی ہے۔ ہم صحافیوں میں نااتفاقی ہے۔ ہم لوگ گروپس میں بٹے ہوئے ہیں اس کے لیے ہم سب کو اکٹھا ہونا پڑے گا ہم تمام صحافی اپنے اختیارات بھلا کر ایک ہو جائیں اور علاقہ کی فلاح اور ترقی کے لیے بے لوث اپنی خدمات سرانجام دیں۔ حکیم لطف اللہ سماجی کارکن نے کہا کہ ہم کور گروپ میں ایسے دوستوں کو شامل کر رہے ہیں جن کا ایک مقام ہے۔ ہمارا کور گروپ سرگرم اور مضبوط ہوگا تو مسائل بھی حل ہوں گے۔ برکت علی ممبر کور گروپ نے کہا کہ ہسپتالوں میں کہیں سٹاف کی کمی ہے کہیں ادویات کی کمی ہے کہیں مشینری کی کمی ہے۔ اس سلسلہ میں چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیلتھ سے ملاقات کر کے مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے حل کے لیے کوشش کی جائے۔ کشور پروین میونسپل کمیٹی پاکپتن نے کہا کہ محکمہ تعلیم میں کئی سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے۔ کہیں فرنیچر کی کمی ہے کہیں کمروں اور باتھ روم کی کمی ہے۔ خادم حسین بھٹہ مزدور نے کہا کہ بھٹوں سے جو بچے سکولوں میں داخل ہوئے تھے نہ ان کو یونیفارم ملی ہے اور نہ ہی ان کو وظیفہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے سکول چھوڑ کر دوبارہ مزدوری کرنے پر مجبور ہیں اس لیے حکومت ان مزدور بچوں کا ماہانہ وظیفہ بحال کرے تاکہ بچے تعلیم حاصل کریں اور مزدوری کرنے سے بچیں اور اپنی توجہ تعلیم پر دیں۔ میاں محمود احمد نے کہا کہ ضلع پاکپتن میں لگائے گئے فلٹریشن پلانٹ بند پڑے ہیں ان کی بنی ہوئی عمارتیں اور مشینری خراب ہو رہی ہے۔ ڈپٹی کمشنر سے ایک ملاقات کی جائے اور ان کو کہا جائے کہ وہ ان بند فلٹر پلانٹس کو چلوائیں تاکہ لوگ/شہری پینے کا صاف پانی استعمال کر سکیں اور بیماریوں سے بچ سکیں۔ خراب پانی پینے کی وجہ سے لوگ جگر اور معدہ کی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں اور عوام کا سارا پیسہ ان امراض کے علاج میں خرچ ہو جاتا ہے اگر عوام کو پینے کا صاف پانی ملے تو ان کے علاج پر خرچ ہونے والے پیسے کو ہم بچوں کی بہتری پر خرچ کر سکتے ہیں۔ (غلام نبی)

تنخواہ کی بندش سے ٹی ایم اے ملازمین میں بے چینی

کرک تنخواہوں کی عدم فراہمی کے باعث ٹی ایم اے ایمپلائز یونین نے سات فروری سے قلم چھوڑ ہڑتال کی دھمکی دیدی۔ 3 فروری 2017 کو متعلقہ حکام کو دیئے جانے والے نوٹس میں یونین کے صدر نوید نے ذمہ داران پر واضح کیا ہے کہ تنخواہوں کی عدم فراہمی کی وجہ سے ملازمین میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے اگر چھ فروری تک تنخواہوں کی فراہمی یقینی نہ بنائی گئی تو سات فروری سے تمام ملازمین قلم چھوڑ ہڑتال پر مجبور ہونگے جس کی تمام تر ذمہ داری متعلقہ حکام اور منتخب نمائندوں پر عائد ہوگی۔

(روزنامہ ایکسپریس)

بجلی کی بندش کے خلاف احتجاج

سوات 30 جنوری 2017 کو تحصیل مٹہ کے سین پورڑہ، کورے، شوخدڑہ، ڈیران پٹے، چپریال سمیت کئی دیہات کے عوام نے تین دن سے بجلی نہ ہونے کے باعث محکمہ واپڈا مٹہ کے خلاف پرامن ریلی نکالی اور احتجاج کیا۔ اس حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ ایک ماہ چپریال فیڈر بند پڑا ہے اور تین دن سے عوام کو بجلی کی سہولیت میسر نہیں ہے اور جب ہم محکمہ واپڈا کو فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چپریال فیڈر آن ہے۔ انہوں نے کہا کہ فیڈر بند ہونے کی صورت میں محکمہ واپڈا بجلی کرش مشین و دیگر محکموں کو سپلائی کرتا ہے جبکہ گھریلو صافین کو بجلی سپلائی نہیں کی جارہی۔

(روزنامہ مشرق)

یونین کونسل دفتر شہر میں منتقل کیا جائے

عمرکوٹ 30 جنوری کو تحصیل پتھورو کے علاقے شادی پلی شہر کے قریبی یونین کونسل حاجی پیر شاہ کے مختلف گوٹھوں کے رہائشیوں سائیں داد مری، صادق شر، حاجی مراد مری، در محمد شر اور دیگر نے شادی پلی میں احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان کی یوسی حاجی پیر شاہ کی ہیڈ آفس شادی پلی شہر کے بجائے دیہاتی علاقے میں قائم کی گئی ہے۔ جس کے باعث انہیں یوسی سے متعلقہ کام کاج کے دوران آنے جانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (اوکھو منروپ)

نکاسی آب کا ناقص انتظام

اوکاڑہ حجرہ شاہ مقیم کے محلّہ مقصود عالم شاہ، شاہ محلّہ مہر، امداد کالونی، محلّہ اسلام پورہ اور محلّہ پیر شہاب میں سیوریج سسٹم صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بند ہوگیا۔ اس صورتحال کی وجہ سے مذکورہ محلوں کے گٹروں کا پانی سڑک پر بہنا شروع ہوگیا ہے۔ مذکورہ محلّہ جات میں سیوریج سسٹم کی بندش کو دور کرنے کے لیے چیئرمین میونسپل کمیٹی حجرہ شاہ مقیم کو متعدد درخواستیں دی ہیں تاہم کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ محمد اکرم نے بتایا کہ گزشتہ کئی ہفتوں سے حجرہ شاہ مقیم کے مختلف محلوں میں سیوریج سسٹم کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے لائنیں بندش کا شکار ہیں جس کی وجہ سے سیوریج کا پانی سڑکوں پر بہہ رہا ہے۔ میونسپل آفیسر میونسپل کمیٹی محمد عامر نے بتایا کہ حجرہ شاہ مقیم میں سیوریج سسٹم کی بندش کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی فوری صفائی شروع کروادی گئی ہے۔

(اصغر حسین حماد)

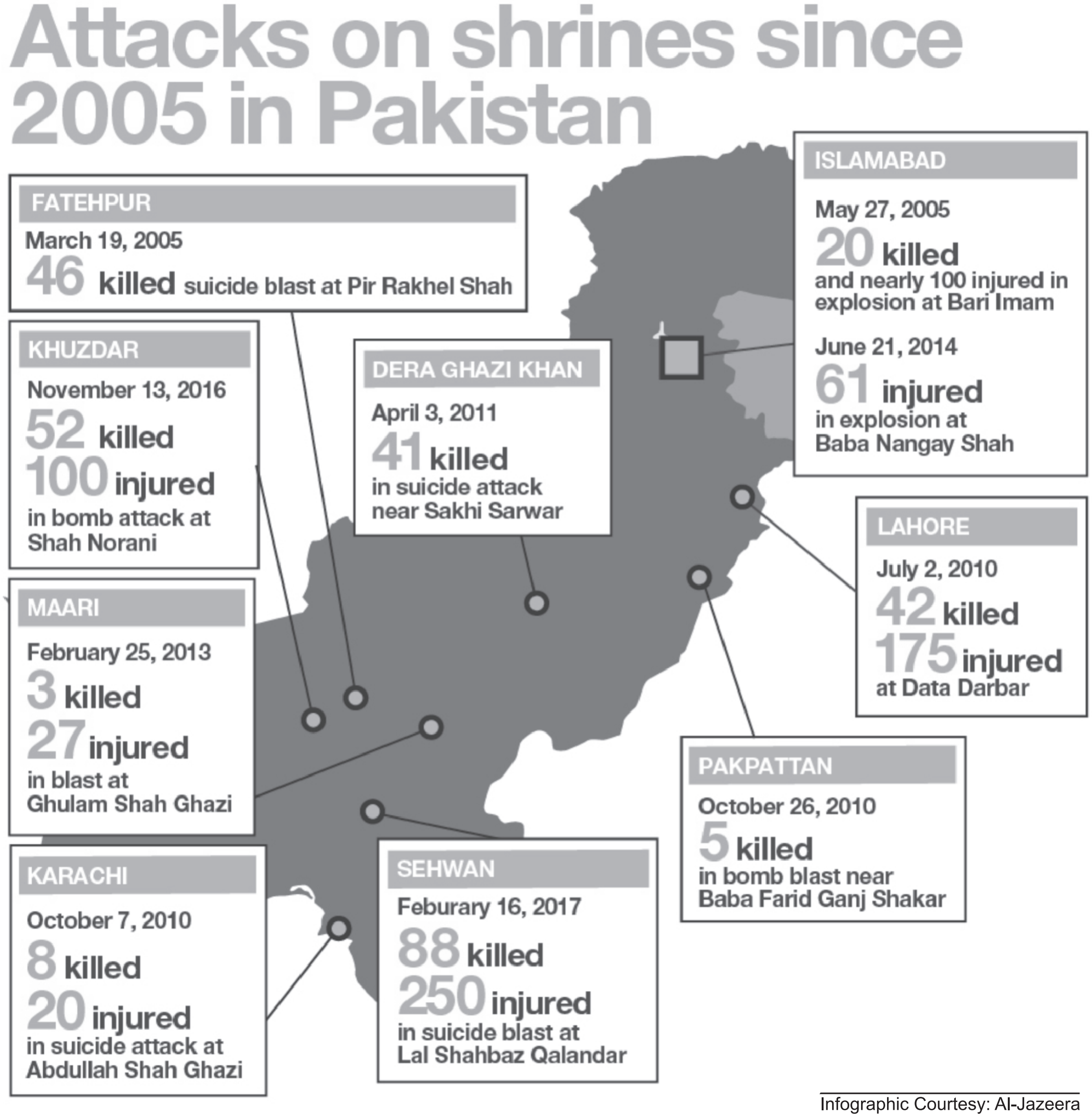

Infographic Courtesy: Al-Jazeera

Because of a series of attacks in that week, children in schools were again undergoing security drills to survive terrorist attacks.

The state must use all the resources at its disposal for across-the-board and decisive action against the perpetrators of these inhuman crimes. It is important that no exception is made while proceeding against those promoting violence or discrimination in the name of faith. It is obvious that relying solely on the military and paramilitary forces will not yield results without enhancing the policing and intelligence gathering capabilities of civilian forces. If these attacks are concluded to have a cross-border dimension, it is important that all efforts must be made to collaborate with neighbouring countries to pursue the mischief makers in order to deny sanctuary to them.

Blood & tears as shrines remain in the crosshairs

It is important that no exception is made while proceeding against those promoting violence or discrimination in the name of faith. It is obvious tbcbhat relying solely on the military and paramilitary forces will not yield results without enhancing the policing and intelligence gathering capabilities of civilian forces.Strongly condemning the Sehwan bombing and a series of terrorist attacks in the country over that week, the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) demanded decisive crackdown on all manifestations of violence, especially in the name of faith.

On February 16, Pakistan's deadliest terrorist attack in more than two years took a heavy toll on crowds who had gathered at the famous Lal Shahbaz Qalandar shrine to pray and participate in or witness the Sufi tradition of *dhamaal*, a form of devotional dance. More than 90 people were killed, including many women and children, and over 250 others were injured.

A suicide attacker walked into the crowded shrine of venerated 13th-century Sufi philosopher and poet Syed Muhammad Usman Marwandi, better known as Lal Shahbaz Qalandar, who taught peace and love and is respected across South Asia.

There has been sharp criticism of the authorities following the attack over the security being practically non-existent at the shrine. The criticism was particularly vociferous because there had been several serious terrorist attacks across the country from February 13 till February 15, including three suicide bombings, and a security high alert was supposed to be in place.

It was also well known that shrines of Sufis had been on the terrorists' hit list. Taliban and other militant extremist groups have frequently targeted shrines for not conforming to their literalistic interpretation of Islam. In November 2016 over 50 people were killed and more than 100 others wounded when a suicide bomber blew himself up in a packed-to-capacity courtyard of the Shah Noorani shrine in a remote mountainous region of Khuzdar district in Balochistan. At the Shah Noorani shrine also bomber had struck when dhamaal was taking place.

Witnesses at Sehwan have spoken about how the suicide bomber could have been stopped from entering the shrine and the deaths could have been averted if there was enough security.

Strongly condemning the Sehwan bombing and a series of terrorist attacks in the country over that week, the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) demanded decisive crackdown on all manifestations of violence, especially in the name of faith.

HRCP pointed out that Pakistan had been at similar junctures in its recent history. “Perhaps things would have been different if the pledges made to crack down on all forms of hate speech and violence, on the basis of faith on those previous occasions, had been honoured.”

These cases are just a few examples of the suffering and discrimination faced by the transgender community. The authorities need to focus on providing them with facilities that they are often deprived of; healthcare, education, job.

- In September, a transgender, Deedar, was shot and injured by a man in Bara Gata area of Peshawar in a money dispute. She received a bullet in her thigh and was hospitalised where she remained under treatment before making a full recovery.

- In November, a transgender returning home after attending a wedding reception in Lahore was abducted by five men. The suspects forcibly took her to a house where they severely beat her up and burned her with cigarette stubs. The men tortured her for the whole night until she fell unconscious. Police arrested the five suspects and launched an investigation.

- In November, a video on social media showed a transgender in Sialkot being flogged by several men. Media reports suggested that the transgender was beaten up because she had refused extortion demands of one of the offenders. The video showed the victim laying face down on a bed with a man holding her down with his foot, while she was being repeatedly hit with what appeared to be a leather belt. The main offender is reported to have said after being arrested that the transgender was his paramour. He said he wanted to teach her a lesson for cheating on him. He said the incident was a private matter and police should not be involved. According to an eyewitness, the perpetrators barged into the house of the transgender, where several other transgenders were also present. The witness said the perpetrators also shaved the heads of other transgenders present at the scene. Five suspects were charged with torture and extortion while another five were being investigated.

The above cases are just a few examples of the suffering and discrimination faced by the transgender community. The authorities need to focus on providing them with facilities that they are often deprived of; healthcare, education, job opportunities, etc. Apart from offering basic facilities, it is vital to ensure that the perpetrators responsible for harassing, otherwise threatening or attacking transgenders are held responsible for their actions to set a precedent and a deterrent.

In order to curb the violence and the brutality faced by the transgender community, the authorities need to put in place measures to remove the stigma associated with being a transgender in Pakistan. As important as implementation of the law is, what is needed to curb the discrimination and violence is social change and demolition of anti-transgender barriers in thinking.

Khyber Pakhtunkhwa Trans Alliance Action, was shot at multiple times by a young man. She was injured and taken to Peshawar's Lady Reading Hospital, where the hospital staff deliberated for an hour over whether to treat her in the male or female ward. They finally operated upon her in front of the lavatory, where she passed away.

■ Also in May, a transgender, Khurram Shehzad alias Nagina, was shot and killed by the police in Faisalabad after she refused to accompany them to an undisclosed location. According to the brother of the victim, she was with two of her friends in a car when a mobile police team stopped them near a picket. When the transgender person refused to go with the police, they got furious and threatened her. The person driving the car sped away from the picket. The police chased them and shot at the car. A bullet hit Khurram, who died instantly. The victim's friends later threw her body by the roadside. A case was registered against five policemen and the two friends of the victim.

■ In July, a 42-year-old transgender, Mir Hussain alias Shehla, resident of Lahore, was shot dead in Rawalpindi. Her dead body was seen near a bridge by a passer-by who informed the police. The police shifted the body to the district headquarter hospital for conducting medico-legal examination. The reason for the murder could not be ascertained.

An HIV carrier, was denied treatment at a Peshawar hospital. The transgender community abandoned her when found out about her disease. She lived till her demise near a rubbish dump in Hashtnagri area. Local clerics reportedly refused to lead her funeral prayers and her burial rites could only be performed after a cleric from Nowshera agreed to do so.

■ Seven transgender citizens were kept in illegal detention for four hours and reportedly sexually assaulted by the police in Nowshera in July. According to the victims, the policemen raided their living quarter and forced them to go to the police station with them. At the police station, they were allegedly raped and forced to dance in front of the policemen. The victims reported that a policeman had told them to leave the district within 24 hours.

■ Also in July, three transgender persons were illegally arrested from Bara Gata area in Peshawar and taken to the police station in Pishtakhara, where they were reportedly beaten up for not paying Rs 1,000 to the police when they stopped them and asked for a bribe. Senior police officials said that they had received a complaint from the residents of Bara Gata area that the transgenders in their area used to drink and should be proceeded against.

■ In September, a transgender, who was diagnosed with HIV and had been denied treatment at a Peshawar hospital, passed away. When the transgender community found out about her disease, they abandoned her and since then she had been living near a rubbish dump in Hashtnagri area. Clerics in Peshawar reportedly refused to lead her funeral prayers and her burial rites could only be performed after a cleric from Nowshera agreed to do so.

Putting an end to discrimination & violence against transgenders

The transgenders or the 'Khawaja Saras', a term that is broadly used to refer to the third gender in the Urdu language, have been long faced layers of discrimination. In theory, Pakistan is committed to safeguarding equal rights for all its citizens but for many marginalized communities, including the transgender community, that equality remains a myth.

As things stand, the transgender are social outcasts deprived of many of their fundamental rights. Incidents of discrimination against the transgender often go unreported because of a lack of sensitivity of the news media and society to their plight and also because many victims accept their treatment as their fate.

While many incidents of violence against transgenders go unreported, a cursory glance at some of the cases drawn from HRCP's media monitoring from January to December 2016 offers a glimpse of the threats that the third gender face as well as society's acceptance of or indifference to their wretched lot.

Emblematic cases of discrimination and violence against the transgender in 2016

- In January, a transgender was attacked with knives in Multan when she refused to participate in a musical programme arranged by the perpetrator. She was injured.

- Adnan Qamar, a transgender and co-administrator of TransAction page on Facebook and a member of TransAction Alliance, was shot and injured by unidentified men in Peshawar in January. He was taken to Lady Reading Hospital where the doctors provided him treatment only after deliberating for nearly three hours on whether to place him in the female or the male ward. All the while, the medical staff and police guards mocked him for being a transgender.

- In February, a number of policemen barged into a transgender's house in Peshawar, and forced her to go with them to the police station. When the transgender refused to go along, they taunted her and threatened her of consequences.

- In April, a number of transgenders were beaten up and injured during a wedding ceremony in Lahore when they argued with the family. The family members beat up the transgenders and also snatched money from them. When police arrived at the scene, they asked the transgenders to reconcile with the family. They recovered the snatched money and returned it to the transgenders.

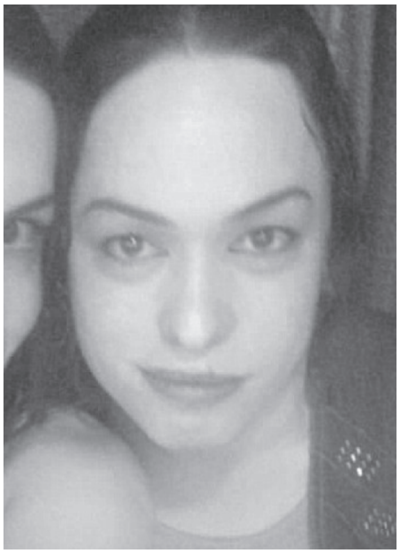

File photo of Alisha

- In May, Alisha, a transgender and coordinator for

The impunity enjoyed by those who attack human rights defenders and journalists is a major concern. Three years ago, HRCP's coordinator based in Multan, Rashid Rehman, was killed for defending a man accused of blasphemy. HRCP district monitor and journalist Zaman Mehsud was shot and killed in November 2015. Unfortunately, in neither case have the perpetrators been brought to justice.

Superintendent of Police was informed about the incident. The son of the accused submitted a written apology to the union of journalists and the perpetrator was subsequently pardoned.

- On September 1, a local journalist was threatened by the head of the water and power department of Ghanche, Gilgit Baltistan, for criticizing the government in a newspaper article. The article was written after unscheduled load shedding in the area led to the local residents calling the head of the water and power department to inquire about the situation. However, the department head had scolded the residents. The residents had then contacted the local journalist. The journalist contacted the head and asked the reasons for unscheduled load shedding in the area. Instead of answering his queries, the perpetrator abused him and told him to stay silent. The next day, the victim published an article criticizing the working of relevant government institutions. The accused, thereafter, called him and threatened to kill him if he did not stop criticizing the government departments. The victim informed the local administration and the police about the threat but no action was taken against the perpetrator.

- On November 6, a former member of the peace committee was found dead in the jurisdiction of Mulazai police station in Tank, Khyber Pakhtunkhwa. His family suspected that he had been killed for being a peace committee member and supporting the government forces' action against extremist militants. According to the police, the victim had been missing for the past few days. On 6th November, local residents found his beheaded body on Machan Khel Road. The police took the body to the District Hospital Tank for post-mortem, after which it was handed over to the family. An FIR has been registered in CTD police station, Dera Ismail Khan, by the brother of the victim against unidentified men.

The cases listed above highlight the geographical spread of such crimes and violations in the country. The human rights defenders and journalists have been facing grave dangers in the country over the last few years, and many have been killed and injured on account of their work. The impunity enjoyed by those who attack HRDs is a major concern. Three years ago, HRCP's regional coordinator based in Multan, Rashid Rehman, was killed for defending a man accused of blasphemy. Unfortunately, his killers have not been held to account for his murder. HRCP district monitor and journalist Zaman Mehsud was shot and killed in November 2015. In neither case have the perpetrators been brought to justice.

The analysis above indicates the widespread nature of these crimes. The state has a responsibility towards its citizens to ensure protection of all human rights of the individuals in its jurisdiction. Unfortunately, a quick glance at the numbers and nature of enforced disappearance and attack on HRDs and journalists shows that much more needs to be done to ensure that the rights of all citizens are respected and violations prevented and punished. It is important for civil society organizations and citizens to keep the spotlight trained on such crimes to build pressure on the state to fulfill its obligations.

The following line chart helps to recognize the trend of the cases reported in 2016.

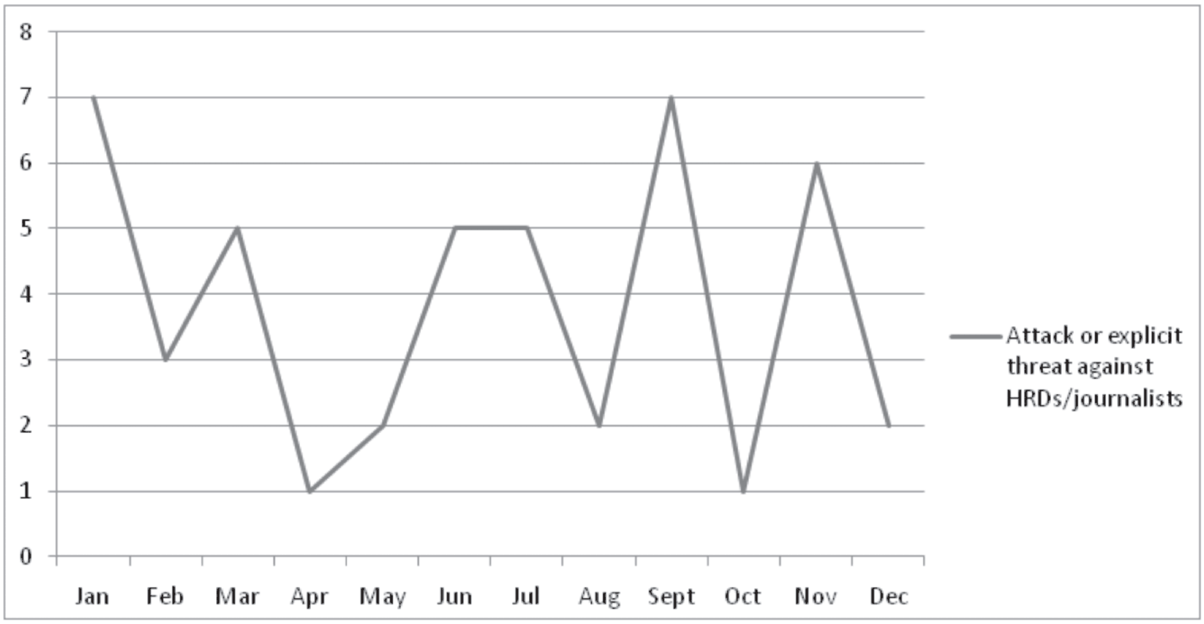

The line chart demonstrates that there is no static trend in the number of reported cases of attacks or explicit threats against HRDs or journalists. The highest number of cases was reported in January and September, when seven incidents of attacks or threats to HRDs or journalists were recorded while the lowest number was reported in in April and October, when only one such incident was reported. The chart also demonstrates that in June and July, the line was parallel to the x axis, at five, indicating that there was no change in the number of incidents reported in these two consecutive months.

Some of the emblematic cases of attack or explicit threat against HRDs or journalists are as follows:

- On July 18, six peace committee members, including the head of the local pro-government peace committee member, and their driver were killed in a roadside bomb blast in Upper Dir, Khyber Pakhtunkhwa. These members had helped the authorities action against the militants in Doog Dara, in the years 2007 and 2008. According to the local police, suspected terrorists had planted an improvised explosive device (IED) by the roadside which they detonated when the vehicle of the peace committee members reached there. A local resident reported that the blast was so powerful that the vehicle fell into the river. The bodies of the victims were later brought out by members of the local community. The police mentioned that another target of the attack was the head of another local peace committee member but he remained safe, as he was in another vehicle.

- On August 27, a journalist was threatened by a retired government engineer that he would get him killed if he reported any news against him, in Naushero Feroze, Sindh. The victim was working for a print media organization for the past five years and had reported that the retired engineer was involved in corruption and encroachment of a plot reserved for a school. In his call to the journalist, the engineer warned him that if he published any more articles against him, he would have him killed. The threat was reported to the authorities but no action was taken against the perpetrator. Journalists staged a protest against the perpetrator and the

- On June 12, a man was allegedly picked up men in military uniforms, from the area of Khani Khel, Bannu, on suspicion of having links with the terrorists. The victim had been living in the area for the past two years as an internally displaced person. He was taken away around 4 pm and his abduction was witnessed by his family, who reported that the men in uniforms came in Datsun vehicles and they spoke Urdu and Pashto. The family did not inquire about the victim from the authorities since they feared for their lives as well as the life of the victim. No FIR was registered.

- On May 8, a man was allegedly picked up from his house in Kili Sardar Azeem, Loralai, by around 20 men, clad in FC uniform, over suspicion that he was assisting the Tekreek-e-Taliban Pakistan (TTP) militants. The men in uniform came in Toyota Vigo and were carrying assault rifles. They were communicating in Urdu and Pashto. The victim was last seen by his villagers and the tribesmen. The family contacted the FC headquarters to inquire about the victim and their response was that the Joint Investigation Team (JIT) was looking into the matter.

- On September 27, Mian Syed Bacha was allegedly picked up by men, who came in security forces trucks and jeeps, over suspicion that he had links with the Tehreek-i-Taliban Pakistan (TTP) in Buner. This suspicion was reported by the villagers of Docadda. On the day of the incident, he was farming when around 27 men, armed with assault rifles, came and took him away with them. The family did not inquire about the victim's whereabouts because they were afraid that the authorities might harm them or the victim. According to the family member, the victim had been picked up for the third time. Last year he was allegedly picked up twice for having links with the terrorists.

The civil society has long been urging the government to bring the perpetrators of disappearance to justice and implement the recommendations made by the UN Working Group on Enforced Disappearance which visited Pakistan in 2012. HRCP believes that only by doing that can Pakistan move towards ending the reprehensible practice of enforced disappearance.

Attack or explicit threat against human rights defenders/journalists

The following table shows the number of attacks or explicit threat against human rights defenders (HRDs) or journalist cases reported from selected districts of six regions of Pakistan in 2016. In these twelve months, the highest number of cases was recorded in the selected districts of Gilgit Baltistan, where 14 such incidents were monitored, while the lowest was reported from Balochistan from where no such incident was reported.

Region	Jan	Feb	Mar	Apr	May	Jun	Jul	Aug	Sept	Oct	Nov	Dec	Total
Balochistan	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
Sindh	2	2	0	1	0	0	1	1	3	0	2	1	13
FATA	3	1	1	0	0	0	0	0	0	0	1	1	7
Gilgit Baltistan	1	0	2	0	0	5	1	0	3	1	1	0	14
KP	1	0	0	0	2	0	3	1	1	0	2	0	10
South Punjab	0	0	2	0	0	0	0	0	0	0	0	0	2
Total	7	3	5	1	2	5	5	2	7	1	6	2	46

Enforced and involuntary disappearance (Jan Dec 2016)

Region	Jan	Feb	Mar	Apr	May	Jun	Jul	Aug	Sept	Oct	Nov	Dec	Total
Balochistan	1	4	3	4	3	3	0	4	9	3	0	3	37
Sindh	1	3	0	3	2	1	2	1	1	1	2	2	19
FATA	0	0	1	1	2	2	0	0	0	0	1	0	7
Gilgit Baltistan	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	1	0	1
KP	4	3	0	1	1	0	0	2	3	0	2	1	17
South Punjab	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
Total	6	10	4	9	8	6	2	7	13	4	6	6	81

The line chart shows the monthly break-up of the total number of enforced and involuntary disappearance cases reported by the monitors in the selected districts in 2016. The chart clearly demonstrates that there is no upward or downward sloping trend in the number of cases reported every month. After April, the number of cases dropped over the next three months, before rising again in August. In 2016, 13 cases were reported in September, the highest number for any month during the year

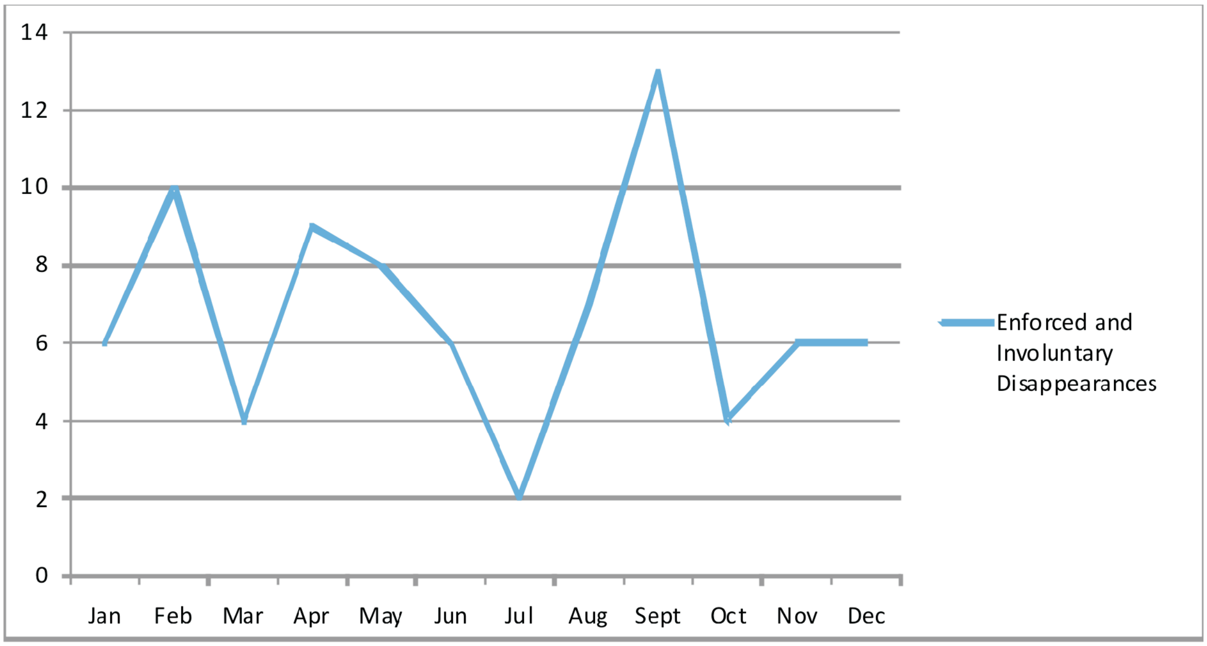

Some of the emblematic cases of enforced and involuntary disappearances are as follows:

- On January 26, a man was abducted in Kharan, Balochistan, by more than twenty men clad in uniforms of Frontier Corps. The incident occurred at around 5am and the family suspected that the person was picked up over suspicion that he was a member of the Baloch Republican Party (BRP). The men in uniform came in three Toyota Vigo vehicles and were armed with assault rifles. The family of the disappeared approached the FC headquarter regarding the victim's disappearance but the authorities denied having any information of his whereabouts.

Looking back: ensuring rights for the wronged

HRCP noted at least 81 cases of enforced disappearances and 46 cases of attacks or serious threats against human rights defenders/journalists in 60 districts in the year 2016.

End of the year is an opportunity to reflect on the state of human rights during the outgoing year. The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) closely monitors human rights violations across Pakistan. HRCP field monitors submit reports monthly which helps the organization understand the gravity and frequency of various violations and denial of rights. The documentation and reporting are aimed at ensuring that the perpetrators are brought to justice and steps taken to prevent such incidents from taking place.

The following section look closely at enforced and involuntary disappearance and attacks or explicit threat against human rights defenders or journalists in selected districts across six regions of the country in 2016.

HRCP monitors in 60 districts across these six regions of Pakistan noted at least 81 cases of enforced disappearances and 46 cases of attacks or serious threats against human rights defenders/journalists in the year 2016.

Enforced and involuntary disappearance

The following table represents the number of enforced and involuntary disappearances cases reported from selected districts across the six regions in Pakistan in 2016. In these twelve months, the highest number of cases was reported from Balochistan, while no case was reported from South Punjab.

Simplified version of Universal Declaration of Human Rights

This page includes a simplified version of the text of Universal Declaration of Human Rights (UDHR). None of the 30 rights enumerated in the UDHR have precedence over each other, that is to say that they are all equal to each other. The states have an obligation to protect and promote all these rights.
The Declaration affirms the dignity and worth of all people, and the equal rights of women and men. The human rights described here are the common standard for all people everywhere.

Article 1 Everyone is born free and equal in dignity and with rights.

Article 2 You should never be discriminated against for any reason. Rights belong to all people, whatever our differences.

Article 3 Everyone has the rights to life, liberty and security.

Article 4 No one shall be held in slavery or servitude.

Article 5 No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or degrading treatment or punishment.

Article 6 You have the right to be treated as a person in the eyes of the law.

Article 7 You have the right to be treated by the law in the same way as everyone else. Everyone has a right to protection against violations of their human rights.

Article 8 If your rights under law are violated, you have the right to see justice done in a court or tribunal.

Article 9 No one shall be subject to arbitrary arrest, detention or exile.

Article 10 You have the right to a fair and public trial by an independent and impartial tribunal.

Article 11 Everyone is to be presumed innocent until proven guilty in a fair trial. No one should be charged with a criminal offence for an act which wasn't an offence at the time the act was done.

Article 12 No one has the right to intrude in your private life or interfere with your home and family without good reason. No one has the right to attack your good name without reason.

Article 13 You have the right to freedom of movement within your country. Everyone has the right to leave a country and to return home.

Article 14 You have the right to seek and to enjoy asylum from persecution in other countries. You may not invoke this right if fleeing just laws in your own country.

Article 15 You have the right to a nationality.

Article 16 You have the right to marry and to raise a family. Men and women have the same rights when they are married and when they are separated.

Article 17 You have the right to own property and it cannot randomly be taken away from you.

Article 18 You have the right to freedom of thought, conscience and religion and to peacefully express those beliefs in teaching, practice and worship.

Article 19 You have the right to freedom of opinion and expression.

Article 20 You have the right to freedom of peaceful assembly and association.

Article 21 You have the right to take part in the government of your country.

Article 22 As a member of society, you have a right to social security.

Article 23 You have the right to work, to good working conditions, to equal pay for equal work and to form and join unions.

Article 24 You have the right to rest and leisure.

Article 25 You have the right to a decent life, including enough food, clothing, housing, medical care and social services.

Article 26 You have the right to an education.

Article 27 No one may stop you from participating in the cultural life of your community.

Article 28 You have the right to live in the kind of world where your rights and freedoms are respected.

Article 29 We all have a responsibility to the people around us and should protect their rights and freedoms.

Article 30 Nothing in this declaration that justifies any person or country taking away the rights to which we are all entitled.

Human Rights Commission of Pakistan جہدحق Monthly JEHD-E-HAQ

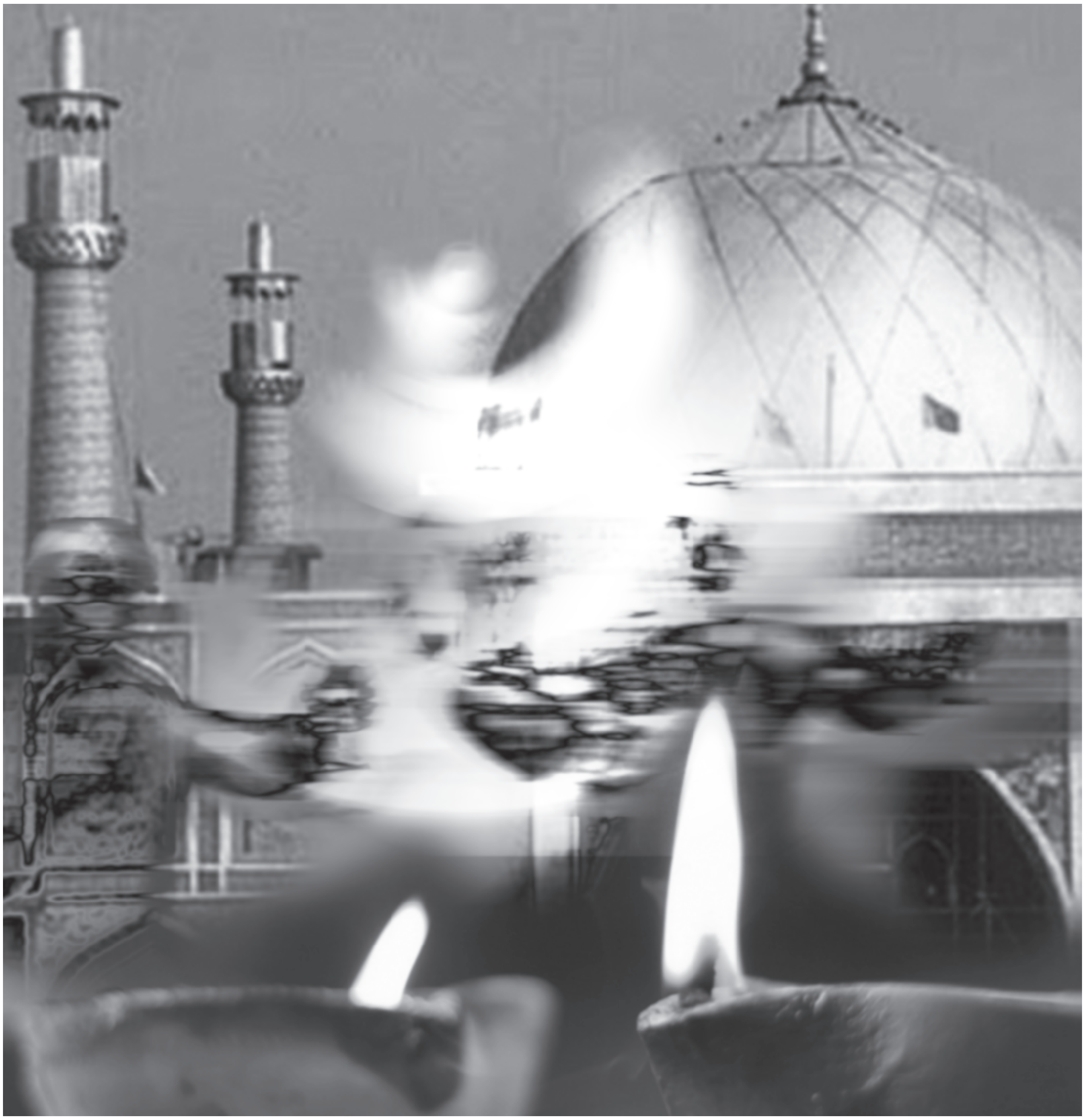

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹائون، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر : مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15